تحذیر المؤمنین
من
اِکفار المسلمین

المومنون بنص اللہ اخوان + لاترض قولا بہ الاجلاف قد نطقت ودعاہم شیخنا نصحا فما علموا

وانہم لحماۃ الدین اعوان تعسا لمن دابہ زور وبہتان فآثروا باطلا تا للہ ما لانوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہذہ الامۃ امر دینہا واقام فی کل عصر من یحوط ہذہ الملۃ بتشیید ارکانہا وتائید اسہا وتبیینہا وبعث علی راس ہذہ المائۃ مجددا یسمی فی الملکوت مسیح بن مریم لانہ یشابہہ فی الصفات والخصال والشیم - ونصلی علی رسولہ الکریم ونبیہ الرؤف الرحیم الذی اخبر بنزولہ فی زمن المسیح الدجال اللئیم وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم ہداۃ الاسلام ودعاۃ الی الصراط المستقیم اما بعد سید محمد احسن صانہ اللہ عن جمیع الشرور والفتن التی ظہرت وفشت فی ہذا الزمن بخدمت ناظرین با انصاف دوراز اعتساب عرض پرداز ہے کہ یہہ حصہ چہارم ہے **اعلام الناس** کا ملقب بہ **تحذیر المومنین من اکفار المسلمین** جسمین کچھ حقیقت اشاعۃ الکفر مندرجہ اشاعۃ السنۃ مولفہ شیخ بٹالوی کی لکھی گئی ہے معہ ردو جواب اون شکوک وشبہات کے جو بہ نسبت حضرت اقدس **مرزا غلام احمد** صاحب رئیس **قادیان** کے شیخ صاحب یا دیگر ہم مسلک ونکے نے اپنی طرف سے افترا یا ایجاد کر کر مدار تکفیر قرار دیئے ہین **مقدمہ** واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اسلام مین بسبب دوام برکات ونکے کے ہر ایک قرن کے راس پر بحکم حدیث صحیح کے مجددین دین مسیحا نفس موید بروح القدس ہمیشہ مبعوث ونازل ہوتے رہے ہین ؎ این مددہاست در اسلام چو خورشید عیان ٭ گہ بہر دور مسیحا نفسے می آید ٭ اور اوسی تجدید دین کو بحکم الناس اعداء لما جہلوا معاصرین نے موجب تکفیر اور سبب

استہزا قرار دیا ہے - ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون ۔ اور جسقدر کوئی مجدد عظیم القدر و کبیر الشان و
اولوالعزم ہو اوسیقدر اوسکی عظمت شان کے قلوب معاصرین مین تحریک مخالفت کا زور شور بہی زیادہ رہا
ہان البتہ یہہ سنۃ اللہ بالضرور جاری رہی کہ اوس تکفیر بازی کے کاغذات مثل کاغذ بادی اطفال
کے اوڑ اوڑاکر اور کٹ کٹاکر برباد ہوگئے ۔ بیت ۔ اعتبار سپت فطرت یک دو ساعت بیش نیست +
گرد آخر تہ نشین در دیکہ شد بالا نشین + قال اللہ تعالی اما الزبد فیذہب جفاء و لنعم ما قیل جولۃ
الباطل ساعۃ و جولۃ الحق الی الساعۃ ۔ لاکن فتح اور نصرت آلہیہ شامل حال علما مجددین و اولیا مبعوثین کے
ہی ہوئی اور اونکی آثار تجدید اور ملفوظات دنیا مین جاری وساری رہی اور قیامت تک رہینگی قال اللہ
تعالے و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ایضاً الا ان حزب اللہ ہم الغالبون و کان حقا علینا نصر
المؤمنین ایضاً انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار و انہم عندنا لمن المصطفین الاخیار ۔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش
زندہ شد بعشق + ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما + اور حکمت آلہیہ اس امر کی ہی مقتضی ہی کہ جسقدر
دنیا مین فتن اور اسلام مین مخالفین کا فساد شہوات و شبہات زیادہ ہو ۔ اوسیقدر عظمت شان مجدد کی بہی
بڑہی ہوئی ہو ورنہ بحکم الشئ اذا خلا عن مقصودہ لغی کے بعثت اوس مجدد کی لغو ہو جاویگی و تعالے
شان الحکیم عن ذلک علواً کبیرا ۔ اب اسمین شک نہین کہ یہہ زمانہ مسیح دجال کا ہے ۔ یون تو دجاجلہ
ہمیشہ ہوتی رہی ہین مگر دجال اکبر موعود کا زمانہ یہی ہے سابق ہم لکہہ چکے ہین کہ دجال مشتق ہی دجل
سی دجل کہتے ہین تلبیس اور خدع اور مکر کو دجال کے یہہ معنی ہوئے کہ اوسکی جملہ کام دین کے ہون
یا دنیا کے تلبیس اور خدع سی خالی نہونگے اور سراسر فریب اور دہوکہ ہوگا یا یہہ کہو کہ سب کامون مین
طلسم اور نیرنج اور شعبدہ بازی کو عمل مین لاویگا اور کوئی کام اوسکا دین کا ہو یا دنیا کا دجل سے خالی نہوگا
اسی لئے تو وہ دجال اکبر ہوا جسکی نہ داہنی آنکہہ سلامت ہی اور نہ بائین ۔ حضرت عالم صمدانی شیخ عبد
الوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر مین لکہتے ہین جمیع ما یقع علی ید الدجال لیس ہو بامور حقیقیۃ و انما ہی
امور متخیلۃ یفتتن بہا ضعفاء العقول بخلاف ما یقع علی ید الانبیاء فانہا امور حقیقیۃ و لذلک کان صلعم
یستعیذ تشریعاً لامتہ من فتنۃ المسیح الدجال فان الدجل ہو التمویہ باظہار الباطل فی صورۃ حق و ما کل احد
یخرق بصرہ حتی یدرک الامور المموہۃ و یمیزہا عن غیرہا انما ذلک للانبیاء و کمل ورثتہم الی آخرہ ۔ آب
دیکہو اس قوم کے طلسمات اور نیرنجات اور شعبدہ بازی کو کہ جو کام ہی سحر سے خالی نہیں ہے ۔ اگر کہا جاوے
کہ اکثر احادیث سے دجال کا ایک شخص واحد ہونا پایا جاتا ہے تو سمجہنا چاہئے کہ وحدت سے وحدت
شخصی مراد نہین بلکہ وحدت صنفی مراد ہے شرح قاموس مین لکہا ہے کہ الدجالۃ فرقۃ عظیمۃ تحمل

السّاح یعنی دجالہ ایک گروہ بزرگ ور ایک قوم بڑی ہے جو ہا باب ورتساع دینا کو لادے پہرتا ہے - اب دیکہو یہہ وصف اِس قوم مین کیسا پایا جاتا ہے کونسی ستاع دینوی اونہون نے چہوڑدی ہے جسکو شرق سے غرب تک لادے ہوئی اور لئی ہوئی نہین پہرتے اور اوسکی تجارت نہین کرتے - اور تمام دنیا کے اقوام مین کوئی بتادے کہ اتنی بڑی قوم کونسی ہے پہر اب اِس قوم کے دجال ہونین کیا شک و شبہ باقی ہے - اگے رہا اِس دجال کیواسطے خطاب ولقب مسیح کا سو وہ بہی ظاہر ہے کیونکہ شروح حدیث مین لکہا ہے کہ ماخذ اسکا مساحت ہے پس دجال کو مسیح اسیواسطے کہا گیا کہ وہ تمام زمین کو مساحت کریگا اور تمام زمین پر پہر جاویگا اب کون عاقل شک کرسکتا ہے اِس امر مین کہ اِس قوم نے تمام زمین کو بحر ہو یا بر بیابان ہو یا پہاڑ پیمایش کرلیا اور نقشجات وجغرافیہ بناڈلے اور جابجا دفاتر پیمایش اور مساحت کے قایم کرلئے پہر اب اِس قوم کے مسیح دجال ہونیمن کیا شک باقی رہا - اور جبکہ اِس قوم عظیم وکبیر کا یہہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ فتنہ بہی اسکا باعتبار کیفیت اور کمیت کے بہت ہی بڑا ہوگا - باعتبار کمیت کے تمام لبیط الارض پر پہیلا ہوا ہے اور بسبب انواع انواع خدع اور تلبیس کے نہایت عظیم وکبیر ہے - دین اسلام مین ایسا فتنہ کبہی نہین ہوا اور ایسا کیونکر نہوتا کہ مخبر صادق اوسکی خبر دے گئے تہے - مابین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم - اب مین کہتا ہون کہ جو مجدد اِس مسیح دجال کے زمانہ مین مبعوث ہوا اوسکا کبیر الشان اور عظیم القدر اور موید بروح القدس ہونا بہی ایسا ہی چاہیئے جیسا کہ مسیح دجال اپنی فتنون مین عظیم القدر اور کبیر الشان ہے اور بزمانہ مسیح دجال لقب اور خطاب بہی اوس مجدد کا عالم ملکوت مین مسیح بن مریم ہونا ضرور ہے بناءً علی ہذا مخبر صادق نے اِس مجدد عظیم الشان کو بسبب کمال درجہ کی مشابہت کے کہ مسیح بن مریم کی ہے امت کا مصلح اور فارمر بحکم وللاکثر حکم الکل کے ہی مسیح بن مریم نام رکہا اور طرح طرح سے اوسکی عظمتین بیان فرمائین اور اوسکی نزول اور بعثت کا پتہ ونشان مسیح دجال کے وقت مین دیا جو ازروئے شرور وفتن کے تمام زمانون سے بڑہکر ہے اور چونکہ یہہ دجال نہ اہل اسلام کو اور نہ کسی اہل ملت دیگر کو جنگ وجدل کرکرا دنکی دین سے روکتا ہے اور نہ زور وتشدد سے اپنی ملت مین داخل کرتا ہے اور بخلاف فتن اہل کفر واہل حرب سابقہ کے ہر ایک اہل ملت کو نہایت درجہ کی ازادی دیدی ہے اور کسی شعار الاسلام کو کسیطرح جبر روک ٹوک نہین کرتا ہے اگرچہ در پردہ مصداق مثل مشہورہ ہندیہ کا ہے کہ سر سہلادن بہیجا کہادن لہذا حکمت آلہیہ نے بہی تقاضا کیا کہ مجدد اِس زمانہ فتن دجالیہ مسیحیہ کا مصداق ہووے یضع الحرب کا کیونکہ وہ حرب کرے تو کس سے کیونکہ جہاد

حضرت عمر فاروق رضہ

تمام ایران و ہندوستان وغیرہ بلاد مین موجود ہین علی ہذا القیاس - حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے
عنہ و عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کو بھی نعوذ باللہ مرتد کہنے والے ہزارون پائے جاتے ہین جن سے

حضرت عثمان رضہ

اکثر اہل سنت وجماعت وخصوصاً مولویصاحبان آشنائی وملاقات رکھتے ہین ان ملاقات رکھنے
والون کے لئے مولویصاحب فتوا تکفیر کا نہین لکھتے مگر جو مرزا صاحب سے ملی وہ کافر ہے - انا للہ وانا

حضرت علی مرتضی رضہ

الیہ راجعون - حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی نعوذ باللہ ایسا ہی کہنے والے مسقط ولصرہ
وغیرہ مین خوارج ابتک موجود ہین - امام زین العابدین رضی اللہ تعالے عنہ کو کہا کہ یہ بت پرستو نکی

امام زین العابدین

سی باتین کرتے ہین - امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کی بہت بے ادبی ہوئی بعض نے جاہل

امام اعظم رضہ

بعض نے بدعتی بعض نے زندیق اور بعض نے کافر کہا انکار کرنے عہدہ قضا سے آپ پر سختی ہوئی خشت
شماری کا ذلیل کام اونسے کرایا گیا آخر قید خانہ مین زہر دی گئی اور ماہ رجب سنہ ۱۵۰ ہجری مین اونہون
نے وفات پائی قبل از دفن چھہ بار نماز جنازہ پڑہی گئی پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیون کا
مجمع تھا دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ جنازہ کی نماز پڑہتے رہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے یوسف ابن خالد نے وتر کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا واجب ہے اوس فقیہ نے کہا کفرت یا
ابا حنیفہ اسکے جواب مین امام صاحب نے فرمایا کہ ایہولنی اکفارک ایای وانا اعرف الفرق بین
الواجب والفرض یعنی کیا تیری کافر کہنے نے مجھے ڈرا دیا ہے حالانکہ مین واجب و فرض کا فرق جانتا

ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رضہ

ہون - ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جنکا مکہ معظمہ وطن - رسول اللہ صلعم کے
ہم نسب یعنی باپ کیطرفسے قریشی ومطلبی ماں کیطرفسے ہاشمی ہفت سالہ عمر مین قرآن حفظ کیا اونکو
اکفر من ابلیس کہا رفض کیطرف نسبت کرکے قید کیا اور اونکی مرنے کی دعائین کین علماء عراق
ومصر نے ایسی تہمتین لگائین کہ یمن سے دار السلام (بغداد) تک بے حرمتی وبیعزتی سے قید کرکے
بھیجے گئے ہزارون آدمی ملامت اور گالیان دیتے جاتے تھے اور وہ اونہیں سر جھکائے ہوئے
تھے وفات اونکی رجب سنہ ۲۰۴ ہجری مین ہوئی - ابو عبد اللہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالے عنہ

ابو عبد اللہ امام مالک بن انس رضہ

تبع تابعین مدینہ منورہ کے رہنے والے اور مدینہ رسول اللہ صلعم کے امام پچیس برس تک جمعہ وجماعت
کے لئے باہر نہ نکلنے ذلت سے قید کئے گئے - ایسی بیدردی سے شکنجہ مین کہ ہاتھہ بازو سے
اوکھڑ گیا پھر اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا کہ اوس مسئلہ کی صحت کا اقرار کرین جسکو وہ دل سے غلط
جانتے تھے لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہوکر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہ
جانتا ہو وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہون اور صاف کہتا ہون کہ طلاق المکرہ لیس بشئی اسپر

سز کوڑے مارے گئے اور قید رکہے گئے - ہارون رشید نے درخواست کی کہ اوسکے فرزندان ہامون
وامین کو آنکر موطا روایت کرین آپنے فرمایا کہ العلم یوتی ولا یاتی ہارون رشید اس جواب سے
خوش ہوا - امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ باین تجر واتقا ۲۸ ماہ قید مین ہے بہاری بہاری
زنجیرین اونکے پانو مین ڈالے گئین ذلت کرنیکو مجلسونمین بلائے جاتے اور لوگ اونکو طمانچے
مارتے اور موہنہ پر تہوکتے اور ہر شام کو جیلخانہ سے نکالکر کوڑے مارے جاتے اور یہہ سب کچہہ
اسلئے تہا کہ وہ ایک مسئلہ مین اوس زمانہ کے لوگون کے موافقت نکرتے تھے قدم وخلق قرآن مجید
کے مسئلہ مین ثابت وقایم رہنے کے باعث معہ محمد بن نوح بازنجیر طرطوس روانہ کیئے گئے - اسی
مسئلہ مین ابو حسان زیادی نضر بن شمیل حوار یری ابو نصر تمار علی بن مقاتل بشر بن الولیدی
وغیرہ بھی پولیس کی حراست مین ملک شام کو روانہ ہوئے تھے یہہ جب ۲۱۸ھ ہجری کا
واقعہ ہے جسمین مامون الرشید کا انتقال ہوا - حضرت امام احمد کی نماز جنازہ پر لکوک آدمیون کا
ہجوم تہا اور ہزارہا گبر وترسا مسلمان ہوگئے تھے - امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ باین
علم وفضل وطن سے نکالے گئے اور اونکو برا کہنے والے مولوی ابتک موجود ہین قصور یہہ تھا
کہ علم کی توقیر قایم رکھنے اور سماع حدیث شریف مین ایک قوم کو خاص کرنیکی قایل نہ تھے - بخارا سے
نکالے گئے اور اہل سمرقند کے استدعا پر سمرقند کو روانہ ہوئے جب یہہ قریہ خرتنگ پہنچے تو اس
امر کے معلوم ہونے پر کہ سمرقندی بہی اونکی اوس بلدہ مین رہنے پر اختلاف کرتے ہین تو بعد از
نماز تہجد آپنے ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی کہ اللہم قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک یعنی خداوندا
زمین باین فراخی مجہپر تنگ ہوگئی پس مجہکو اپنی طرف لے لے سو اوسی ماہ مین بیمار ہوکر غرہ
شوال ۲۵۶ھ مین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ ۱۲ - از ترجمہ فارسی مشکوۃ شیخ
عبد الحق - ابو عبد الرحمن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد مین مسئلہ فضیلت صحابہ رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین پر بحث ہوئی اور ایسا مارا کہ مسجد سے باہر لے آئے اوسی سبب بیمار ہوئے
اور وفات پائی از ترجمہ مشکوۃ - امام نسائی کی وفات ۳۰۳ ہجری مین ہے حضرت قطب الاقطاب
بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ السامی کو شہر بسطام سے سات مرتبہ خارج کیا گیا کوئی قصور بھی نہ تہا
بعض شطحیات جو اونسے منقول ہین مثل لا الہ الا انا فاعبدونی کے حالانکہ اس قول مین کوئی محذور
شرعی نہ تھا کیونکہ بطریق حکایت کے کہا گیا تہا اور دیگر تاویلات صحیح کے ساتہہ بھی مؤول
ہوسکتا ہے - ذو النون مصری بغداد کو باندہکر اس کیفیت سے بہیجے گئے کہ بادست دگرے

دست بدست وگرے اور ایک جماعت حضرات مولویونکی اونکے کفر و زندقہ پر گواہی دینے کے لئے ہمراہ گئے راستہ مین ایک عورت نے کہا کہ خوف نکر جبتک اللہ جل جلالہ نہ چاہے بندہ کچھہ نہین کرسکتا آپ فرماتے ہین کہ راہ مین ایک سقا نے مجھکو پانی پلایا ہمراہی کو اشارہ کیا کہ ایک فینار انکو دیوے اوسنے کہا کہ قیدی و اسیر سے لینا جوانمردی نہین ہے [15] سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہر تستر سے جانب بصرہ اخراج کئے گئے - وہ سہل بن عبد اللہ جو ایک کلمہ کے وظیفہ کرنے سے مقامات عالیہ اور کرامات متعالیہ تک پونہچے اور وہ کلمہ یہہ تھا کہ اللہ معی اللہ ناظر الیّ اللہ شاہدی - [16] ابو الحسن قوشنجی رحمۃ اللہ علیہ قوشنج مین بزندقہ مطعون ہوئے وہان سے نیشاپور گئے راستہ مین ایک ترک نے پیچھے سے گردنی ماری لوگون نے کہا یہہ فلان بزرگ ہے وہ معذرت سے پیش آیا تو آپ نے فرمایا کہ تو فکر نکر جہان سے یہہ آتے ہے وہ بخطا ہے [17] ابو سعید خراز کی تکفیر کے فتوے بھی مرتب ہوئے جنکو لسان التصوف کہا گیا ہے اور چار سو کتابین علم تصوف مین اونہون نے تصنیف کی ہین - [18] سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تکفیر کی گئی جنکا لقب قوم مین سلطان المحققین ہے اور بخطاب عدل المشائخ و طاؤس العلماء و لسان القوم و لسان التصوف کے معروف و مشہور ہین [19] محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ بلخ سے نکالے گئے جو طبقہ ثانیہ سے ہین اور اونکے بعد بلخ مین مثل اونکے کوئی صوفی پیدا نہوا اونکی ملفوظات مین سے ہے کہ اعرف الناس باللہ اشدہم مجاہدۃ فی اوامرہ و اتبعہم لسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ و سلم - [20] ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی زد و کوب تشہیر کے ساتھہ کی گئی اور مکہ معظمہ سے طرف بغداد کے اخراج کئے گئے یہہ طبقہ پنجم سے ہین اونکی ملفوظات سے ہی الاعتکاف حفظ الجوارح تحت الاوامر اور العاصی خیر من المدعی لان العاصی ابدا یطلب طریقۃ توبتہ و المدعی یتخبط ابدا فی خیال دعواہ - [21] حضرت ابو بکر شبلی کی بھی تکفیر کی گئی جنکو حضرت جنید بغدادی نے تاج القوم کا لقب دیا تہا اور بڑے درجہ کے عالم و فقیہہ تھے اور مذہب مین مالکی المذہب تھے - [22] سمنون بن حمزہ رحمۃ اللہ پر لوگون نے خلیفہ وقت کو متغیر کر دیا اونکی قتل کا حکم ہوا خلیفہ کو خواب مین ظاہر ہوا کہ تیرے ملک کا زوال سمنون کی حیات کے زوال سے ہے دوسری روز صبح کو بلا کر خلیفہ نے عذر خواہی کی - [23] امام ابو بکر نابلسی رحمۃ اللہ کی باین علم و فضیلت مولویونکی حکم سے کہال کھینچی گئی اور بعد سلخ کے ملک مغرب سے طرف مصر کی اخراج کئے گئے - [24] ابو الحسن صبیحی رحمۃ اللہ کو اہل بصرہ نے بصرہ سے نکالدیا وہ سوس کو چلے گئے -

[16] ابو الحسن قوشنجی رح

[17] ابو سعید خراز رح

[18] سید الطائفہ جنید بغدادی رح

[19] محمد بن فضل بلخی رح

[20] ابو عثمان مغربی رح

[21] حضرت ابو بکر شبلی رح

[22] سمنون بن حمزہ رح

[23] امام ابو بکر نابلسی رح

[24] ابو محمد صبیحی رح

ابن حنان ۲۵
شیخ ابومدین ۲۶
شیخ ابوالحسن شاذلی ۲۷

اور وہین انتقال کیا۔ ابن حنان[۲۵] رحمۃ اللہ علیہ باین تبحر و امامت زندیق قرار دیئے گئے۔
شیخ ابومدین[۲۶] جو شیخ بن عربی کے بہی شیخ ہے اور اونکا ذکر فتوحات مین بہی کیا گیا ہے اپنی
وطن سے طرف تلمسان کے نکالے گئے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی[۲۷] رحمۃ اللہ مغرب سے قید کر کے
بگناہ زندقہ مصر کو بہیجے گئے ابتک اونکے پیروان طریقت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفہا مین
بکثرت اکثر حلقہا ذکر و شغل کرتے ہین۔ اور بہت اعتقاد سے اونکا طریق اقرب وصول الی
اللہ گنا جاتا ہے[۱]۔

[۱] شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے تہے اللہ کی سنت یون ہی جاری ہے کہ اپنے انبیاء و اولیا پر اونکی ابتدا امر مین اذا کو مسلط
فرماتا ہے اوطان سے خارج کئے جاتے ہین۔ بہتان و زور اونپر باندہا جاتا ہے پہر جب وہ صبر کرتے ہین تو انجام کو دولت
اونہین کے لئے ہوتی ہے یہہ بہی فرماتے ہین لایکمل عالم فی مقام العلم حتی یبتلی باربع شماتۃ الاعداء و ملامۃ الاصدقاء
و طعن الجہال و حسد العلماء فان صبر علی ذلک جعلہ اللہ تعالی اماما یقتدی بہ شاذلی کا حال جب بلاد مغرب مین شائع ہوا
اعداء حسدہ نے ہر طرف سے گروہ بندی کر کے بڑی بڑی تہمتین لگائین اور ایذادہی مین مبالغہ کیا لوگون کو اونکی
پاس بیٹہنے سے منع کر دیا کہا یہہ شخص زندیق ہے اور جب اونہون نے ارادہ سفر کیا سلطان مصر کو لکہہ بہیجا انہ سیقدم
علیکم مغربی من الزنادقۃ آخر جناہ من بلادنا حین اتلف عقائد المسلمین فایاکم ان یخدعکم بجلادۃ منطقہ فانہ من کبار
الملحدین و معہ استخدامات من الجان شیخ نے اسکندریہ مین پہنچنے سے پہلے یہہ خبر سن لی کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل
اہل اسکندریہ نے اونکو خوب ستایا اور سلطان مصر تک مرافعہ اونکی امر کا کیا اور ایسے مراسیم نکالے جنمین اونکی
خون کو مباح ٹہرایا شیخ نے اپنا ہاتہہ سلطان مغرب کے طرف بڑہا کر ایک مرسوم اونکا نکالا جسمین تبجیل و تعظیم شیخ
کی بیحد و حساب لکہی تہی اور تاریخ اس مرسوم کی اونکی مراسیم سے پیچہے کی تہی سلطان مصر نے متحیر ہو کر کہا اسی مرسوم
پر عمل کرنا اولے ہے اور شیخ کو بااکرام تمام طرف اسکندریہ کی رخصت کیا جب اونپر سخت ایذا گذری تو اللہ تعالے
کیطرف متوجہ ہو کر استغاثہ کیا سلطان مصر نے اونکے پاس آدمی بہیجکر سوال دعا کیا اور تعطف خاطر چاہا لوگون نے
جو مت سلطان کو اونکی نسبت دیکہکر ہاتہہ اپنا ایذادہی سے کہینچا اور بعض نے یہانتک ایذا دی کہ سلطان کو لکہہ
بہیجا کہ یہہ شخص کیمیاوی ہے بادشاہ متغیر ہو گئے پہر بہت سے خط لکہے کہ یہہ شخص کیمیاوی ہے اور لوگون کو اونکے
پاس بیٹہنے سے منع کیا اتفاقاً خازن سلطان محمد بن قلادون ایک امر موجب قتل مین گرفتار ہو گیا بادشاہ نے
اوسکے مار ڈالنے کا حکم دیا وہ روپوش ہو کر اسکندریہ مین بہاگ آیا اور نزدیک شیخ کے ٹہرا یہہ خبر سلطان کو پہنچی
کہا ما کفاک ضرب الزغل حتی انک تاوی عزیم السلطان فارسلہ ساعۃ وصول کتابنا الیک الا فعلنا و فعلنا۔
شیخ نے اوسکو نہ بہیجا سلطان کو غصہ آیا اور وعید قتل سنائی اور کہا کیف تتلف ممالیک السلطان جب یہہ خبر

شیخ کو مع ایک شخص خاصہ سلطان کے پہنچی تو شیخ نے کہا معاذ اللہ ان نتلف احد امن ممالیک السلطان وانا نحن نصلحہ - پھر قاصد سلطان سے کہا کہ تو جتنا تانبا چاہیے لے آ ہم تجھکو اصلاح دکھا دین وہ بہت سا تانبا لے آیا شیخ نے خازن مذکور سے کہا اسپر پیشاب کرادے پیشاب کیا وہ سب سونا ہو گیا قاصد سے فرمایا یہہ اصلاح ہے یا افساد ... اوسنے کہا اصلاح ہے کہا یہہ سب خزانہ سلطان مین پہنچا دے یہہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے اور سلطان سے کہہ کہ وہ اپنی مملوک سے راضی ہو جاوے چنانچہ وہ راضی ہو گئی - وزن کیا تو پانچ قنطار سونا تہا پہر سلطان اسکندریہ مین واسطے زیارت شیخ کے آئے اور دل مین خیال کیا کہ شیخ اونکو صنعت کیمیا سکہا دین شیخ نے فرمایا کیمیا، نا التقوی فاتق اللہ یعلمک حرف کن سلطان ہمیشہ شیخ کی تعظیم کرتا تہا یہانتک کہ مر گیا - انتہی منن کبرے -

عز الدین بن عبد السلام

عز الدین بن عبد السلام کی بھی تکفیر کی گئی جنکے شان مین ابن دقیق العید کہتے ہین کہ ہو احد سلاطین العلما اور ابن حاجب کہتے ہین کہ ہو افقہ من الغزالی ذہبی اونکے حق مین کہتے ہین کہ معرفت مذہب ساتہہ زہد و ورع کے اونکی طرف منتہی ہوئے اور رتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے امام منذری اونکے ادب کے قایل ہین اور اونکے روبرو فتوا نہین دیتے تھے مگر با این ہمہ وہ بہی تکفیر سے نچہوڑے گئے بلکہ اونکی تکفیر کے واسطے ایک مجلس منعقد کی گئی -

تاج الدین سبکی ۲

شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ اباحیہ ٹہرائی گئی اور اونکی بڑی ہبکی کی گئی اور اباحت خمر ولواطت کا اونکے اوپر الزام لگایا گیا حالانکہ وہ ایک امام فقیہہ محدث حافظ حدیث مفسر اصولی متکلم نحوی لغوی ادیب مجدلی خلافی نظار شیخ الاسلام تھے صلاح صفدی نے اونکے حق مین کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ بعد امام غزالی کے مانند اونکے کوئی نہین آیا مری نزدیک لوگ اوسپر اس قول مین ظلم کرتے ہین نزدیک مرے وہ نہین ہین مگر مثل سفیان ثوری کے -

شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی

شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ الحسنی الحسینی الجیلانی کو فقہا نے کافر کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ مسایل مین آپ سے سخت مخالفت وانکار کرتے رہے - ابن جوزی صاحب کا نہ صرف حضرت پیر قدس اللہ سرہ العزیز پر انکار تہا بلکہ اونہون نے ایک کتاب رد وطعن وانکار مین اکثر مشائخ علما باطن واہل معارف کے لکھی ہے جسکا جواب شیخ امام اجل عفیف الدین عبد اللہ یافعی نے اپنے تالیف مین و نیز سید احمد زروقی نے اپنی کتاب القواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ مین دیا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ نے اوس کتاب کے اکثر مسایل کا ترجمہ اپنے رسالہ مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین مین کیا ہے

شیخ عالم عارف کامل خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فصول ستہ میں ابن جوزی کے ذکر مین فرمایا کہ ہو الشیخ امام حافظ فصیح متبحر مصنف در اقسام علوم دو دویست و پنجاہ تصنیف کردہ و پنہان ماندہ بہا نجا پنج سال بسبب انکار وے بر شیخ عبد القادر قطب الاولیا و تاج المفاخر و بر غیر وے از شیوخ اہل انصاف و بود این انکار وے از جملہ خذلان و تلبیس شیطان و غرور و عجب از وے در انکار وے بر ایشان ۔ شیخ عبد الحق صاحب ترجمہ فارسی مشکوۃ مین فرماتے ہین کہ مینے ایک سال حرم شریف مین دیکہا جسمین ذکر تہا کہ بعض مشائخ و علما نے ابن جوزی کو حضرت پیر صاحب کے پاس لیجا کر طلب عفو و صفح کی اور آپ نے عفو کیا ۔

شیخ محی الدین ابن عربی رح جو شیخ اکبر کہلاتے ہین اونکو اکفر کہا گیا بلکہ حضرات مولویون نے یہہ فتوا دیا کہ کفرہ اشد من کفر الیہود والنصاری کہ اوسکا کفر یہود و نصاری کے کفر سے بڑہکر ہے اسپر بہی صبر نہین آیا بلکہ اونکے تمام گروہ پر تکفیر کا فتوی جاری کیا پہر بہی ٹھنڈی نہین ہوئی حتی کہ اونکے کفر پر شک کرنیوالون پر بہی کفر کا فتوی دیکر صاف کہدیا کہ من لم یکفر طائفۃ ابن عربی کان لم یکفر الیہود والنصاری و من شک فی کفرہ و من شلہ فہو کافر و من شک فی کفر من شک فی کفرہ فہو کافر ۔ لیکن اب حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ امام الموحدین محدث کبریت احمر اکبر اعظم اور شیخ الطائفہ کے لقب سے پکارے جاتے ہین اور بڑے بڑے اکابر اونکو بزرگ اور مقبول مانتے ہین ۔ مولوی جلال الدین رومی مولوی عبد الرحمن جامی شیخ فرید الدین عطار رحمہم اللہ کو مع شیخ محی الدین ابن عربی کے کافر جاننے اور کہنے والے مسلمان نواح سوتر وغیرہ مین اب تک موجود ہین بلکہ اونکے نزدیک جو اور کوئی شخص اُن حضرات کو کافر نہ کہے وہ بہی کافر ہے معاذ اللہ گویا گذشتگان کو کافر کہنے پر ہی مدار اسلام ہے ۔ اللہ جل جلالہ رحم فرماوے

حسین بن منصور حلاج بہی مولویونکے فتوے سے دار پر لٹکائے گئے ۔ شیخ فرید الدین عطار و محمد اسمعیل شہید نے باختلاف قلیل اس محل مین فرمایا ہے کہ عجب ہے جو شخص وادی مقدس سے حضرت موسی علیہ السلام کو درخت سے آواز انی انا اللہ آئی روا رکہے اور خیال کرے کہ درخت درمیان نہ تہا وہ شخص کیون روا نہین رکہتا کہ منصور سے انا الحق نکلا اور منصور درمیان نہ تہا

شیخ ابو الحسن اشعری شافعی کیطرف الحاد و کفر کی نسبت کی گئی حالانکہ وہ سنیونکے امام مانی جاتی ہین حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ کافر ٹہرائے گئے اونکی کتابونکا جلادینا اور اونپر لعنت کرنا ثواب سمجہا گیا کسی دوست نے اونکو لکہا کہ تمہاری کتابون پر لوگ طعن کرتے ہین

شیخ محی الدین ابن عربی ۳۲

مولوی جلال الدین رومی ۳۳

مولوی عبد الرحمن جامی ۳۴

شیخ فرید الدین عطار ۳۴

حسین بن منصور حلاج ۳۵

شیخ ابو الحسن اشعری ۳۶

ابو حامد غزالی ۳۷

اور سلف صالح کے عقاید کے خلاف جانتے ہین اوسکے جواب مین آپ نے لکھا ہے کہ ای عزیزان
حاسدون کی باتو پر خیال نکر اور ان جاہلون کے طعن ولعن سے کچھہ رنجیدہ ہنو اونکی باتون
پر صبر کر اور اونکو بکنے دے ۔ استحقر من لا یحسد ولا یقذف و استنغفر من بالکفر و الضلال لا یعرف
یعنے ذلیل جان اوس آدمی کو جسکا لوگ حسد نکرین اور حقیر سمجہہ اوس شخص کو جسکی طرف کفر
اور گمراہی کی نسبت نہ کیجاوے ایسے لوگون کی صلاح کی امید نکر جو صرف حسد سے بُرا بہلا
کہتے ہین اور ایسے جاہلون کی بات نہ سن جو تہوڑی سی مخالفت کو بہی اگلو نکے کفر جانتے
ہین اور اون مفتیون اور مولویون کی باتو پر کچھہ خیال نکر جو ذرہ ذرہ بات پر قد کفر قد کفر
بکنے لگتے ہین کیا وہ فقہ کے پڑہ لینے اور نجاست کے ازالہ اور زعفران کے طلا کے مسئلہ جان
لینے سے کفر و ایمان کے حقیقت سمجہہ سکتے ہین ایسے لوگون کی طرف توجہ نکر اور اپنے و ہسندے
کو نچھوڑ ۔ یہہ امام صاحب بہ موافقین و مخالفین مین حجت الاسلام کے لقب سے پکارے
اور مانے جاتے ہین اونکی کتب و رسائل مثل احیاء العلوم کیمیائے سعادت تہافت الفلاسفہ
قسطاس المستقیم وغیرہ ۔ کسقدر عزت و قدر سے مروج و مشہور ہین ۔ حکیم ترمذی[۳۰] بھی بلخ کیطرف
خارج کیئے گئے اور تمام کتابین اونکی جمع کر کر دریا مین ڈالی گئین قصور یہہ تہا کہ کتاب ختم الاولیا
و علل الشریعۃ جب وہنون نے تصنیف کی تو اوس سے تفضیل ولایت کی نبوت پر استنباط
کی گئی کیونکہ اونہون نے اس لفظ ذیل سے تمسک کیا تہا ۔ کہ یغبطہم النبیون والشہدا ۱ ور یون
استدلال کیا کہ اگر بعض اولیا انبیا و شہدا سے افضل نہین تو غبطہ کیون ہے حالانکہ حکیم نے
اونکے آگے ان باتو نکا بہت ہی عذر کیا اور کہا کہ مین مذہب مین تمہارا موافق ہون غرض
اس سے تفضیل انبیا کی اولیا پر کلیتا نہین ہے مگر کسی نے نہ مانا ۔ سید عبد الوہاب شعرانی یواقیت
مین لکھتے ہین وکذلک سلخوا النیمی بحلب وعملوا لہ حیلۃ حین کان یقطعہم بالحج وذلک انہم
کتبوا سورۃ الاخلاص وارشوا من یخیط النعال و قالوا انذہ ورقۃ محبۃ و قبول فضعہا الثانی اطباق
النعل ثم اخذ ذلک النعل واہدوہ للشیخ من طریق بعیدۃ فلبسہ وہو لا یشعر ثم طلعوا الثانی حلب
وقالوا لہ بلغنا من طریق صحیحۃ ان النیمی کتب قل ہو اللہ احد وجعلہا فی طباق نعلہ وان لم
تصدقنا فارسل ورا ہ وانظر ذلک ففعل فاستخرجوا الورقۃ فسلم الشیخ للہ تعالی ولم یحب عن
نفسہ وعلم انہ لا بد ان یقتل علی تلک الصورۃ واخبرنی بعض تلامذۃ تلامذتہ انہ صار ینشد موشحات
فے التوحید وہم یسلخونہ حتی عمل خمسمأت بیت وکان ینظر الی الذی یسلخہ ویتبسم حاصل مطلب و ترجمہ

[۳۰] حکیم ترمذی

اسکا یہہ ہے کہ اسیطرح حلب مین نسیمی حی کی کہال اودہیڑی اور ایک حیلا اونکے قتل کا نکالا ہبات
پر کہ وہ قوت حج سے لوگون کو قطع کردیتے تہے وہ حیلہ یہہ تہا کہ سورہ اخلاص لکہہ کر اور ایک
کفش دوز کو رشوت دیکر کہا کہ یہہ ورقہ محبت وقبول ہے تو اوسکو ہمارے پاپوش کے اندر
رکہکر سیدی پہر اوس پاپوش کو طریق بعید سے بطور ہدیہ کے پاس نسیمی کے بہیجا انکو معلوم نہ
تہا اونہون نے اوسکو پہنا نایب حلب کو خبر دی کہ نسیمی نے قل ہو اللہ احد لکہکر اپنی طباق
نعل مین رکہی ہے اگر یقین نہو تو کیکو بہیجکر دکہلا لو چنانچہ جاکر اوسکو نکال لائے شیخ نے اپنی
جان اللہ کو سونپی کچہہ جواب ندیا اور جان لیا کہ وہ بیشک اس صورت مین مارے جائینگے اونکے
شاگردان شاگردنے خبر دی کہ وہ توحید مین موشحات پڑہتے تہے چنانچہ پانوبیت بناڈالے
لوگ اونکی کہال اودہیڑتے تہے اور وہ اونکی طرف نظر کرتے اور ہنس لیتے - سید احمد رفاعی
کی بہی تکفیر کی گئی جنکی نسبت مولوی جامی صاحب فرماتے ہین خرق اللہ سبحانہ علی ہدیہ الفوائد
وقلب لہ الاعیان واظہر العجائب - ابن سمنون کی طرف وہ وہ الزامات لگائی گئی جنکے سبب
اونکے جنازہ پر نماز بہی نہین پڑہی گئی - قاضی عیاض صاحب شفا کو یہودی کہا گیا حتی کہ
اسی الزام سے قتل کئے گئے - اسیطرح سمنون محب پر محنت شدید پڑی تہی ایک عورت اونکو
چاہتی تہی اور وہ اوسکا کہنا نہین مانتے تہے آخر اوس عورت نے یہہ دعوے کیا کہ سمنون مع
ایک جماعت صوفیہ کے اوسکے پاس حرام کرنیکو آتا ہے سارے شہر مین یہہ شہرت ہوگئی
خلیفہ نے حکم دیا کہ سمنون کی گردن مارین اور اونکی اصحاب کو قتل کرین کوئی اونمین سے
بہاگ گیا اور کوئی سالہا سال تک روپوش رہا - یہانتک کہ اللہ تعالے نے اون سب کو بلا
سے بچالیا - امام یوسف بن الحسین رازی رحمۃ اللہ کو ری کے زاہدون نے نکلوادیا فے الیواقیت
واخرجوا الامام یوسف بن الحسین الرازی وقام علیہ زہاد الری وصوفیہا - اسیطرح ایک مجلس
واسطے رد کے شیخ عبد اللہ بن ابی جمرہ پر منعقد کی یہہ بات پر کہ اونہون نے کہا تہا کہ مین
بیداری مین حضرت صلعم کے ساتہہ ملتا ہون پہر وہ اپنے گہر مین بیٹہہ رہے سوا جمعہ کے باہر
نہ نکلتے تہے یہانتک کہ مرگئے - ابو القاسم نصرابادی کو بصرہ سے خارج کردیا اور اونکے کلام و
احوال کے منکر ہوئے وہ مرتے دم تک حرم مین رہے حالانکہ اونکا صلاح و زہد و ورع واتباع
سنت معلوم ہے - ابو عبد اللہ شجری صاحب ابی حفص حداد پر ابو عثمان حیری نے قیام کیا خود
بہی اونکو مہجور کردیا - اور لوگون سے کہا کہ تم بہی اننے جدا رہو یہہ جب ہوا کہ لوگون نے اونکی

سید احمد رفاعی

ابن سمنون

قاضی عیاض

سمنون

امام یوسف ابن الحسین رازی

شیخ عبد اللہ بن ابی جمرہ

ابو القاسم نصرآبادی

ابو عبد اللہ شجری

ابوالحسن حصری رح

امام ابوالقاسم رح

قدر ابوعثمان سے رفیع تر سمجھی اور اونکی طرف توجہ لائے - ابوالحسن حصری رح پر گواہی کفر کی دی
اور اونسے وہ الفاظ حکایت کئے جو فرج پر لکھے گئے اور اونکو پکڑ کر سامنے ابوالحسن قاضی القضاۃ
کے لیگئے قاضی نے اونسے مناظرہ کیا اور قعود جامع سے منع کر دیا یہانتک کہ مر گئے - اسیطرح
حق مین امام ابوالقاسم رح بن جمیل کے تکلم بغلط ثم کیا تھا لیکن وہ مرتے دم تک اشتغال علم و
وحدیث وصیام دہر وقیام لیل وزہد فے الدنیا سے یہانتک کہ بوریا یہانتک متزلزل نہوی -
ابوبکر تلمسانی کہتے ہین کہ ابو وائیال نے جنید و رویم و سمنون و ابن عطا و مشائخ عراق پر حط کیا اور
اور جب کسی ایک کا ذکر خیر انہین سے سنتے تو غیظ و غضب مین آتے اور متغیر ہو جاتے شعرانی
نے کہا ہے کہ حلاج بھی اسی قوم مین سے تھے یہی صحیح ہے سوا اونکی محنت مخفی نہین ہے -
اور اگر غیر قوم سے تھے تو بھی ہمکو کچھ کلام اونمین نہین ہے لوگون نے حق مین حلاج کے اختلاف
کثیر کیا ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اونکو حلاج اسلئے کہتے ہین کہ وہ دوکان پر
ایک حلاج یعنے نداف کی بیٹھے تھے وہان ایک خزانہ قطن غیر محلوج تھا کہا تھا صاحب دوکان
کسی کام کو گیا پھر جو آیا تو دیکھا کہ ساری روئی اوسکی دہنی ہوئی رکھی ہے اسپر اونکا نام حلاج
ہوا یہہ موسم گرما مین میوہ موسم سرما کا اور موسم سرما مین میوہ موسم گرما کا منگا لیتے اونکا نام
دراہم القدرت رکھا تھا ابن خلکان کہتے ہین قتل اونکا کسی امر موجب قتل پر نہین ہوا ہے -
بلکہ اونکو وزیر نے قتل کر ڈالا کئی بار مجلس حکم مین بلایا کوئی بات خلاف شریعت اونسے ظاہر
نہوئی تب ایک جماعت سے کہا کہ اونکی کچھ مصنفات بھی ہین کہا ہان پھر ذکر کیا کہ اونکی ایک
کتاب مین یہہ لکھا ہے کہ انسان جب حج سے عاجز ہو تو ایک گھر کے غرفہ کو مطہر و مطیب کرکے
اوسکا طواف کرے گویا اوسنے بیت اللہ کا حج کر لیا واللہ اعلم یہہ قول صحیح ہے یا نہین -
بہر حال قاضی نے بلا کر اونکو پوچھا کہ یہہ کتاب تمہاری تصنیف ہے کہا ہان کہا تمنے اسکو کہانسے
لیا ہے کہا حسن بصری سے حلاج کو معلوم نہ تھا کہ اونپر کیا وسیسہ کیا ہے قاضی نے کہا کذبت
یا مراق الدم اس کتاب کی تو کوئی بات بھی کتب حسن بصری مین نہین ہے وزیر نے اس کلمہ
قاضی کو دلیل ٹھیرا کر کہا کہ یہہ فرع ہے حکم کے ساتھ کفر اس شخص کے اب تم ایک خط اسکی تکفیر
کا لکھدو قاضی نے تامل کیا وزیر نے زبردستی خط لکھوایا عامہ وزیر پر برہم ہو گئی وزیر کو ڈر اپنی
جان کا ہوا خلیفہ سے کہا خلیفہ نے حکم دیا سرہنگ نے حلاج کو ایک ہزار کوڑے مارے اونہون
نے آہ تک نہ کی پھر ہاتھ پاؤن کاٹ کر سولی چڑھا کر آگ مین جلا دیا لوگون مین اختلاف پڑا کہ وہ مصلوب

ہوئے یا مثل عیسی علیہ السلام کی مرفوع ہوئے۔ امام ابوالقاسم بن قسی و ابن برجان و خولی و مرجانی
کو قتل کروا ڈالا حالانکہ یہہ سب ائمہ مقتدا ہم ہا تہے حساد نے اٹھہ کر گواہی کفر کی دی جب اسیر وہ مارے
گئے تو حید نکالکر سلطان سے کہا کہ ابن برجان نام کا خطبہ ایک سو تیس شہر مین پڑہا گیا ہے
اوسپر بادشاہ نے لوگ بہجکر اونکو مع اونکی جماعت کے قتل کردیا۔ عمر ابن فارض کی منکر مشہور
ہین جیسا کہ شیخ ابن عربی کے۔ اسیطرح شیخ الاسلام تقی الدین ابن بنت الاعز پر براہ حسد تزویر
کی تہی ایک بات سلطان تک پونچائی بادشاہ نے حکم ہلاک کا لکہدیا تہا مگر پہر تدارک بلطف
ہوگیا ہلاک ظاہر ہے برس نہایت منقاد شیخ مذکور کا تہا کوئی کام بے اونکی مشورت کے نکرتا
تہا در میان مین حساد آگہسے اونہون نے بادشاہ سے کہدیا کہ ایک مسئلہ جسکو حنفیہ صواب
کہتے ہین اور قول شافعیہ کا اوس مسئلہ مین خطا ہے اور اوسپر شیخ تقی الدین نے معارضہ کیا تہا
پہر سلطان نے شیخ پر انتصار کیا اوس زمانہ مین بجز قول شافعی کے مصر مین کوئی حکم جاری نہوتا تہا سلطان
بیبرس نے اوس واقعہ سے چارون مذہب کے قاضی مقرر کردیئے شعرانی کہتے ہین فلم یزالوا الی
عصرنا ہذا۔ اسی طرح عبد الحق بن سبعین پر انکار کرکے اونکو بلاد مغرب سے نکالدیا تہا جابجا
لکہہ بہیجا تہا کہ تم اوس سے بچتی رہو وہ کہتے ہین انا ہو و ہو انا۔ شیخ الاسلام تقی الدین بن تیمیہ پر کیا
کیا آفات گذری شہر سے نکالے گئے بارہا قلعہ مین محبوس ہوگئے۔ حافظ ابن القیم کو بہی قید کیا
شہر مین نکالا ہر طرح کی ایذا دی۔ حالانکہ یہہ لوگ اکابر علماء و ائمہ دین و مقتدا و صلحا تہے
امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی پر کفر کا فتوا ہوا سخت بے ادبی کی گئی۔ عدم
سجدہ تعظیمی پر حقارت سے عہد جہانگیر بادشاہ مین قلعہ گوالیار مین قید کئے گئے۔ اور اوسجگہ
قیدخانہ مین آپنے قرآن مجید حفظ کیا اور اب عرب و عجم مین امام ربانی مجدد الف ثانی مقبول
ہین انکی تصانیف مکتوبات وغیرہ و نیز آپکے اہل سلسلہ سعداونکے تصانیف کے کس ادب و عزت
کے ساتہہ مانے جاتے ہین۔ شیخ عبد الحق دہلوی انکی حال و قال کے منکر تہے لیکن آخر الامر اونہون
نے رجوع کیا اور حضرت مجدد صاحب کے ظاہری و باطنی فضل کے معترف ہوگئے۔ شاہ ولی اللہ
صاحب دہلوی پر باین فضل و کمال بدعت و گمراہی کا الزام لگایا گیا اب حکیم امت کے لقب سے
پکارے جاتے ہین آپکی تصانیف کثیرہ حجۃ اللہ البالغہ فیوض الحرمین وغیرہ وغیرہ و دیگر رسائل
و ترجمہ قرآن مجید نہایت تعظیم و عزت سے مروج و مقبول خلائق ہین۔ مرزا جان جانان
صاحب بہی مذہبی ضد سے شہید ہوئے آپکے مکتوبات وغیرہ اونکے فضیلت پر عمدہ شاہد ہین

۵۰ امام ابوالقاسم بن قسی رح
۵۱ ابن برجان رح
۵۲ خولی
۵۳ مرجانی رح + عمر بن فارض رح ۵۴
تقی الدین رح ۵۵
۵۶ ابن سبعین
۵۷ تقی الدین بن تیمیہ رح
۵۸ ابن قیم رح
۵۹ مجدد الف ثانی رح
۶۰ شاہ ولی اللہ صاحب رح
۶۱ مرزا جان جانان رح

سید احمد بریلوی رحمہ [۶۲]

سید احمد[۶۲] بریلوی پر باین خدمت دین و بزرگی و برکات و تاثیرات مولوی صاحبان نے کیسی
کیسے فتوے دیئے اور اونکے طریقہ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کیطرف منسوب کیا۔ حالانکہ

مولوی محمد اسمعیل رحمہ [۶۳]

اونکا کوئی علاقہ ظاہری و باطنی اوسکی طرف نہین تھا۔ مولوی محمد[۶۳] اسمعیل شہید فی سبیل اللہ
کے تکفیر کے فتوے مکہ مبارک کے مفتیونسے لکھواکر لائے گئے۔ اور ابتک نا انصاف مولوی اِس
بزرگ علاء کلمۃ اللہ مین تصانیف کرنیوالے اور آخر اسی راہ پر اپنی جان فدا کرنیوالے کے
کفر پر اصرار کر رہے ہین حالانکہ ان مکفر مولویصاحبان سے خود کچھ کام سوا رکا فر بنانیکے

مولوی عبد اللہ غزنوی رحمہ [۶۴]

نہین ہوسکتا۔ مولوی عبد اللہ[۶۴] غزنوی رحمہ اللہ کو سخت تکلیف و ذلت سے بعض مسائل
کے اختلاف پر حسب فتوا مولویصاحبان جلاوطن کیا گیا صدہا نے مونہہ پر تھوکا دربے مارے
خراسان سے نکالے گئے پنجاب مین آکر اوس عابد زاہد متوکل عارف کامل یکتا ز میدان
توحید و اتباع سنت کا انتقال ہوا۔ اسجگہ بھی ظاہری مولوی اونکے استغراق و انابت
الی اللہ پر طعن و ہنسی کر کے طرح طرح کی باتین کہتے رہے لیکن اوس باخدا کو کسی کی پروا
نہ تھی اور نہ یاد آلہی سے کسی اور طرف توجہ کرنیکی فرصت تھی۔ اِس بزرگ غزنی کے فرزندان
امرتسری جو فدائیان اسلام کو نہایت اصرار اور تشدد سے کافر ملحد دجال شیاطین کہہ رہے ہین

ابوالعباس رحمہ [۶۵]

اپنے پدر بزرگوار کے احوال سے عبرت پکڑین۔ ابوالعباس[۶۵] بن عطار رحمہ اللہ کو باوجودیکہ آپنے
قران مجید کی از اول تا آخر ایک عمدہ تفسیر لکھی اور بڑی فصیح و علم ظاہر مین مفتی و مجتہد
تھے اور علم باطن مین محقق کفر و زندقہ کیطرف نسبت کیگئی وزیر مقتدر باللہ نے اونپر جفا
کے موزہ اونکے پانوسے کھچکر اونکے سر پر مارنے حتی کہ وہ رحلت کر گئے آپکی زبان پر جاری تہا
قطع اللہ یدیک و رجلیک چند روز بعد بادشاہ نے وزیر سے منحرف ہوکر اوسکے ہاتہہ پانو

عفیف الدین تلمسانی رحمہ [۶۶]

کٹوا دیئے از تعقصار۔ عفیف الدین[۶۶] تلمسانی رحمہ اللہ بالحاد و زندقہ منسوب ہوئے نوابصاحب
تقصار مین فرماتے ہین کہ اونکے اشعار کا دیوان ہے کمال لطافت و عذوبت مین مطالعہ سے
معلوم ہوگا کہ ہرگز سر چشمہ کدر سے ایسا زلال صافی نہین نکلتا اور شجرہ خبیث زنہار ایسا
میوہ طیب نہین لاتا یہہ بزرگ وحدت وجود کے قائل تہے لہذا متقشفہ فقہا نے رد کیا

شہاب الدین مقتول رحمہ [۶۷]

واللہ اعلم۔ شہاب الدین[۶۷] مقتول سہروردی مرید مولانا شمس تبریز کو اہل ظاہر نے کافر کہا۔
شمس تبریزی فرماتے ہین حاشا و کلا کہ او کافر باشد حلب پہنچکر سنہ ۶۴۵ھ مین علماء کے فتوے
سے قتل ہوئے کہتے ہین اونکا علم اونکے فضل پر غالب تہا۔ تقصار۔ الحاصل کہانتک

اِس قصہ طویلہ تکفیر کو ذکر کیا جاوے یہہ چند اوراق کب اوسکی گنجایش رکھتے ہین اسکو تو ایک دفتر طویل
بھی نہین سما سکتا ۔ سے حسن این قصہ عشق است در دفتر نیگنجد + خلاصہ کلام اور فذلک المرام یہہ ہے
کہ صرف تکفیر بلا دلیل سے شیخ بٹالوی صاحب تنقیص شان عالی حضرت اقدس مرزا صاحب کے جنکے حقیتین
خود بنظیر ہونا علماء اہل اسلام مین تسلیم کر چکے ہین ہرگز ہرگز نہین کر سکتے اور اولاً اپنے شیخ العرب والعجم کو
ہی اور اپنی آپ کو اِس نسبت الحاد و زندقہ و تکفیر سے بچاوین کیونکہ تہوڑی ہی مدت منقضی ہوئی
کہ اکثر علماء عرب و عجم نے انکے الحاد و زندقہ و کفریات اور لامذہبی پر فتوا لگا چکے ہین جامع الشواہد کے صفحہ
اول مین لکھا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین جنکی علامت ظاہری اِس ملک مین آمین بالجہر کہنا اور رفع
الیدین وغیرہ ہی اہل سنت سے خارج ہین اور مثل دیگر فرق ضالہ رافضی خارجی وغیرہما کے ہین
الخ اور اوسیکی صفحہ چار مین لکھا ہے غیر مقلدون سے مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو اپنی
خوشی سے اپنی مسجد مین آنے دینا شرعاً ممنوع ہے الخ اور اوسیکی صفحہ پانچ مین لکھا ہے
مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقاید
مسطورہ بعض موجب کفر ہین اور بعض مفسد نماز ہین کما لا یخفی اور اوسیکی صفحہ چھہ مین
لکھا ہے غیر مقلدین کے یہہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلاشبہ قابل رد و انکار ہین کہ اونمین
سے بعض موجب کفر ہین اور بعض موجب فسق و ابتداع الی قولہ تو اونکے پیچھے اہل سنت کو نماز
پڑہنا ناجائز ہے الخ اور صفحہ ہشتم مین لکھا ہے مجیب مصیب نے لامذہبونکے جو عقاید اور اعمال
تحریر فرمائے ہین اونسے ہر ذی فہم سمجھہ سکتا ہے کہ فی الواقع یہہ فرقہ غرقہ اہلسنت وجماعت
سے خارج ہے ۔ اور بخیال فساد و فتنہ اونکو اپنی مسجدون مین نہ آنے دینا جایز ہے اور اونکی
ساتھ مخالطت و مجالست یا اونکے پیچھے نماز پڑہنا درست نہین ہے الخ اِس فتوی پر جو غیر
مقلدین کے اخراج عن المساجد اور بدینی اور بعض اعمال و عقاید کے کفریات ہونے پر
لکھا گیا ہے ۴۵ مواہیر علماء زمن کی ثبت ہین یہہ شیخ العرب العجم اور بٹالوی صاحب دوسرونکی
تکفیر پر کیونکر فتوے دیسکتے ہین سے صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا + مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب اور بٹالوی صاحب کو کتاب ہدار الحق کے
صفحہ دہم مین وسواس خناس قرار دیکر سورہ الناس بھی پڑہی گئی ہے اور اوسی کتاب کے
صفحہ ۱۰۹ مین سوا معوذتین کے لاحول بھی پڑہی گئی ہی اور اوسی کے صفحہ ۲۹۶ مین لکھا ہی
یہہ عقیدہ مصنف معیار کا مخالف جمیع اہلسنت وجماعت کے ہی بلکہ مخالف جمیع اہل اسلام

کے ہے الخ اور صفحہ ۴۳۴ وغیرہ مین لکھا ہے از جانب علمار مکہ معظمہ کہ اِس کتاب مدار الحق
مین کھینچی ہین تیز تلوارین حجج قطعیہ کی عقائد ملحدین پر اور جا لگتی ہین شہب اِس رسالہ
کے شیاطین مبطلین کو۔سوار الحاد اور بیدینی کے مولف معیار کو بیوقوف اور سفیہ بھی کہا گیا
ہے حیث قال وبطل ما قال عمرو السفیہ عند اہل السنت والجماعۃ یعنے اور باطل ہے قول عمر
سفیہ کا (جو مولف معیار ہے) نزدیک اہل سنت وجماعت کے اور صفحہ ۴۳۹ مین لکھا
ہے قد انعقد الاجماع بحجب العمل من العلماء الاعلام والفضلاء الکرام والاولیاء العظام
وصلحاء اہل الاسلام من المفسرین والمحدثین والفقہاء المتقنین بل اتفقت الامۃ المرحومۃ کافۃ
فی جمیع الاوطان والاقطار والامکنۃ والازمنۃ والامصار والاعصار بعد تقرر المذاہب الی
ہذا الآن علی ان یتبع کل واحد منہم مذہبا معینا بالاحسان۔اور صفحہ ۴۴۴ مین لکھا ہے فمن لم
یعمل بہا فہو متبع شیطان مرید وکان کعمرو ضل واضل۔مولف معیار کے عقیدہ اولے کے
ابطال مین بصفحہ ۴۴۸ لکھا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون
یہی عقیدہ ثانیہ کے رد مین بھی لکھا ہے۔ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ
علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اور بصفحہ ۴۵۱ مولف معیار کو دغا باز بھی لکھا ہے اور بصفحہ
۴۶۸ لکھا ہے کہ مصنف معیار منکر اجماع کا مثل رافضی کے ہے چونکہ ظاہر مین سنی اللباس
ہے لہذا اِس انکار کو اِس لباس مین ادا کیا ہے اور اوسی کتاب کے صفحہ ۴۷۰ مین لکھا ہے
یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔اور بصفحہ ۴۷۲ لکھا
ہے پس معلوم ہوا قواعد اور عقائد مذکورہ مصنف معیار کے سے کہ اہل سنت وجماعت کو
ضرور ہے احتراز کرنا تصنیف اور اعتبار مصنف معیار کے سے الخ اور اوسی کتاب مدار الحق
کے آخر مین مولف کے قلب کو منجملہ قلوب الذیاب کے لکھا ہے اور مثنوی ملحقہ آخر معیار مین تو بہت
ہی کچھہ لکھا ہے جسکے چند اشعار بطور نمونہ کے لکھے جاتے ہین مثنوی اوسکی ایسے بوجہ پر نفرین
ہزار ہو وہ نہ کہلاویگا عالم بل گنوار مفتیون نے مشرق ومغرب کے یا٭ لکھدیا ہے زید حق پر
ہوشیا٭ عمرو باطل پر ہے بے شاک ٭ شور ہے لئیم اور ہی فسادی بالضرور٭ مشرق اور مغرب کے
مفتی اور قضات متفق ہین اور ہی سبکی ایک بات ٭ اب جو سب علماء مشرق ومغرب کو کاذب
وجھوٹا بناوے چرب گو٭ کیونکہ اوسکو حق پہ جانین ٭ دوستو۔ایک جہان جھوٹا ہو یہہ سچا
سنو ہے محدث کہکے وہ محدث بناؤل مین جو آیا وہی بس کہہ اوٹھا ان دلیلونکو کرے

رد جو کوئی + کب رہے وہ اہل ایمان سے غوی + رد ہے انکار د فرقان حمید + رد فرقان جو کرے وہ ہے پلید + اب بھی منکر رہے پہلے نسق + کب ہے ایمان اوسکا اک رمق + غرضکہ اہل حدیث خصوصاً مولف معیار کے الحاد اور بیدینی اور دغا بازی اور کفر وغیرہ پر کتاب مدار الحق بین بیانئی مواہیر علماء حرمین شریفین مع علماء عجم وغیرہ کی ثبت ہین اب مواہیر جامع الشواہد اور مواہیر مدار الحق کا مجموعہ ۱۳۶ ایکصد وسی وشش ہوا - اور بہی رسائل اسی قسم کے اس ہیچمدان کی نظر سے گذرے ہین جنکی عبارات کا نقل موجب طوالت ہوتا ہے جس سے سامعین اور ناظرین کو ملالت ہوگی مجکو یاد پڑتا ہے کہ غیر مقلدین کی بیدینی اور الحاد و زندقہ کی تصدیق پر قریب تین سو مواہیر کے ثبت ہو گئیں تہین اگر دار مدار کسیکی تکفیر اور الحاد کا یہی مواہیر جماہیر مین تو اس زمانہ کا اول الکافرین مولف معیار جو فی الحقیقت شیخ بٹالوی ہے ہوا جاتا ہے یا شیخ العرب والعجم کا پہلا نمبر اسبارہ مین قرار پاویگا - پہر اونکا فتوی کیسکی تکفیر پر کیونکر جاری ہو سکتا ہے - کہ وہ تو خود ہی کافر ہو گئے ہین - ایہا الناظرین ہر ادنے بات پر تکفیر کر دینا مذہب اہل سنت والجماعت کا نہین ہے بلکہ یہہ مذہب خوارج کا ہے مذہب اہل سنت والجماعت اور تمام سلف صالح اور اہل حدیث اور جمہور فقہا و متکلمین کا یہہ ہے کہ لانکفر مسلما بذنب من الذنوب و ان کانت کبیرة اذا لم یستحلها ونسمیه مومنا حقیقتاً دیکہو شرح مقاصد و ارشاد الساری و شرح فقہ اکبر و حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کو - مین یہہ مقام لکہہ رہا تہا کہ میری ایک دوست نے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۲ پیش کیا اور کہا کہ شیخ بٹالوی خود اوسکو مفصلاً لکہہ چکا ہے مینے جو اشاعۃ السنۃ دیکہا تو اوسمین یہہ بحث بعنوان کفر و کافر خوب مفصل لکہی پائی اور آخر بحث مین ایک نتیجہ عمدہ لکہا ہے جسکا نقل کرنا بنا بر اتمام حجۃ و اسکات خصم بہت مناسب معلوم ہوا ہو ہذا **نتیجہ** اس بحث کا خلاصہ و نتیجہ یہہ ہے کہ شارع نے بہت سی امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اس نے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سی افعال و اعتقادات کو کفر ٹہرا رکہا ہے پر اونکے مرتکبین و معتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل و اجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا اس سے ہمارے سنی بہائی متبع و مقلد حنفی و محدث (جو اپنی مخالفین عمل و اعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال و اعتقادات کے سبب انسے سرزد ہوتے ہین باز آوین خصوصاً اُن باتون مین جنکا کفر ہونا صریح کتاب و سنت

سے ثابت ہے نہ علماء سلف سے مروی ہے صرف اونکی نواجتہاد سے متولد ہے اور یہہ خیال
فرماوین کہ جسحالت مین بعضی ایسی باتونسے (جنپر شارع نے اور علماء سلف نے کفر کا اطلاق کیا
ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جائز نہین تو پہر ہمارے اجتہادی کفرون سے
انکی تکفیر واخراج از ملت کیونکر جائز ہے کیا ہماری تجویز واجتہاد کو نصوص شارع واقوال سلف
پر مزیت وفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روئے زمین پر کم ہے مسلمانونکی
تعداد بغیر مذاہب کے لوگونکی نسبت نہایت قلیل ہے اب اس ہی تہی تعداد کو اور نہ گہٹاوین
اور بجائے اسکی اس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے)
حد اعتدال پر لاوین اور جہانتک اصول اسلام کا مقتضی ہے باہم اتحاد پیدا کرین اور اس
اتحاد کے ذریعہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کے وسائل سوچین یہہ بات مدت سے ہم کہہ
رہے ہین اور یہہ بھی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و تنفر پسند ہماری ان باتون
سے خوش نہین ہین مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا
کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتونکا لوگونکے دلون پر اثر
پیدا کرے گا کوئی نہ کوئی فریقین سے ان باتونکو سنے اور ماننے والا اوسکی بندونمین سے ضرور
ہوگا اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین وہ ایسے لوگون کو پیدا کریگا جنکو ان باتونسے نفع
پہنچیگا ونعم ما قیل فقل ما یفیض الحق من غیر سامع ❊ ففی الدہر من یرجی لہ الفوز ظافرا ❊ یعنے
تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا زمانہ مین ایسے لوگ بھی ہین جنسے فوز مطلب
متوقع ہے ❊ ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف **سید محمد نذیر حسین** صاحب محدث
دہلوی نے ہمارا اس مضمون کا ضمیمہ نمبر ۱۰ جلد ۳ دیکہا تو اس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق
ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگونکے تنفر ووحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر کاربند
ہونیکا حکم دیا ❊ حافظ وظیفہ تو دعا کردن است وبس ❊ در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید ❊
اللہم ربنا فتقبل منا ووفقنا بقبول ما ینفعنا ولا یضرنا آمین ثم آمین - اس مضمون مین اہل
اسلام کو کافر کہنے نہ کہنے کا حکم بیان ہوا مشرک اور بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون
مین ہوگا - انشاء اللہ - انتہی بلفظہ - اے **شیخ بٹالوی** یہہ نتیجہ کیا تیرے ہی ہاتہہ سے لکہا
گیا ہے اور پہر اوسی ہاتہہ سے یہہ کفرنامہ طیار کیا گیا ❊ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ❊
صدق اللہ تعالے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین الخ - اس تکفیر

بے دلیل پر علماء ربانیین ہمیشہ فریاد کرتے رہے ہین امام ابن قیم استاد صاحب قاموس اپنے وقت کے علماء
تکفیرین کی فریاد کرتے ہین اور فرماتے ہین سہ ومن العجائب انکم کفرتم + اہل الحدیث وشیعة القران +
الکفر حق اللہ ثم رسولہ + بالنص یثبت لا بقول فلان + من کان رب العالمین وعبدہ + قد کفراہ
فذاک ذو کفران + فہلم ویحکم نحاکم الی + النصین من وحی ومن قرآن + وہناک یعلم ای حزبینا +
علی الکفران حقا او علی الایمان + فلیہنکم تکفیر من حکمت + بالسلام والایمان لا النصان + ان کان ذاک
تکفرا یا امة العدوان من ہذا علی الایمان + کفرتم واللہ من شہد الرسول + بانہ حقا علی الایمان +
کم ذا التلاعب منکم بالدین + والایمان مثل تلاعب الصبیان + خفت قلوبکم کما کسفت عقولکم + فلا
ترکو علی القران + یا قوم فانتبہوا لانفسکم وخلوا الجہل والدعوی بلا برہان۔

قال تقی الدین ابن تیمیہ فی الفتاوی بعد ان سُئل من رجلین تکلما
ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی میں کہا ہے جبکہ دو آدمیون نے مسئلہ تکفیر میں گفتگو کی
فی مسئلة التکفیر فاجاب انما اصل التکفیر للمسلمین من الخوارج والروافض
کہ مسلمانون کی تکفیر اصل مین فرقہ خوارج اور روافض سے آئی ہے۔
الذین یکفرون ائمة المسلمین لما یعتقدون انہم اخطاؤا فیہ من الدین
جو مسلمانون کے امامون کو کافر بتاتے ہین اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ ائمہ مسلمین بسبب خطا کرنیکی دین مین کافر ہین
وقد اتفق اہل السنة والجماعة علی ان علماء المسلمین لا یجوز تکفیرہم
لیکن اہل سنت وجماعت نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مجرد خطا سے تکفیر علماء مسلمین کے جایز نہین
بمجرد الخطاء المحض بل کل احد یوخذ من قولہ ویترک الا رسول اللہ صلی
کیونکہ ہر ایک شخص کا قول لیا بھی جاتا ہے اور ترک بھی کیا جاتا ہے سوا رسول مقبول صلعم کے
اللہ علیہ وسلم ولیس کل من یترک قولہ لخطاء اخطاء یکفر ولا یفسق
اور جس کا قول بسبب خطا کے ترک کیا جاوے اوسکی تکفیر وتفسیق نہین ہو سکتی
ولا یوثم فان اللہ قال فی دعاء المومنین ربنا لا تواخذنا ان نسینا
اور نہ اوسکو گنہگار کہہ سکتے ہین کیونکہ خود اللہ تعالی نے مومنین کو یہہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ اے رب ہمارے مت پکڑ ہمکو جو اگر ہم بھولجاوین
او اخطانا وفی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد فعلت الی
یا خطا کرین اسکی تفسیر مین نبی علیہ السلام سے بحدیث قدسی صحیح ثابت ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مینے یہہ دعا قبول کی
ان قال ومن المعلوم ان المنع عن تکفیر علماء المسلمین الذین تکلموا
اس قول تک کہ یہہ بات تو معلوم ہے کہ اون علماء مسلمین سے تکفیر کا دفع کرنا جنہون نے اسبارہ مین کلام کیا ہے

فصل اول

فی ہذا الباب بل دفع التکفیر عن علماء المسلمین وان اخطأوا ہو من

اگرچہ اونہون نے خطا کی ہو مقاصد شرعیہ مین سے ایک مقصود اعظم ہے

احق الاغراض الشرعیہ حتی لو فرض ان القائل دفع التکفیر عمن یعتقد

اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص تکفیر کو واسطے حمایت کرنے اپنے بھائی مسلم کے دفع کرتا ہے

انہ لیس بکافر حمایۃ لاخیہ المسلم لکان ہذا غرضا شرعیا حسنا وہو

اسلئے کہ وہ کافر نہین ہے اوسکے اعتقاد مین تو یہہ دفع اوسکا ایک عمدہ غرض شرعی ہے

اذا اجتہد فی ذلک فاصاب فلہ اجران وان اجتہد فاخطا فلہ

اگر وہ دافع تکفیر اپنے اجتہاد مین مصیب ہو تو اوسکو دو اجر ہین اور اگر مخطی ہو تو ایک اجر ہے

اجر واحد فبکل حال ہذا القائل محمود علی ما فعل ماجور علی فعلہ

پس بہرحال یہہ دافع تکفیر اس کام مین شارع کے یہان محمود ہے اور ثواب و اجر بھی اوسکو ملیگا۔

مثاب اذا کانت لہ نیۃ حسنۃ والمکفر لہ احق بالتعزیر منہ انتہے۔

اور مکفر سزاوار اسکی ہے کہ تعزیر کیا جاوے

ایضا قال فی حقیقۃ الامر فی ذلک ان القول یکون کفرا فیطلق تکفیر

اور یہی کہا ہے کہ حقیقت الامر اسبارہ مین یہہ ہے کہ ایک قول کفر ہوتا ہے اور صاحب اوس قول کی

صاحبہ ویقال من قال ہذا فہو کافر ولکن الشخص المعین الذی قالہ

تکفیر کی جاتی ہے لیکن کسی ایک شخص خاص اور معین پر کفر کا حکم نہین کیا جاسکتا۔

لا یحکم علیہ بکفرہ حتی تقوم علیہ الحجۃ التی یکفر تارکہا وہذا کما فی نصوص

جب تک کہ اوسپر کوئی حجت ظاہر اور قایم نہو جو موجب تکفیر ہو اسکی مثال ایسی ہے

الوعید فان اللہ تعالے یقول ان الذین یاکلون اموال الیتامے

کہ آیات وعید مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ یتیمون کا مال ظلم سے کہاتے ہین

ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا فہذا ونحوہ من

وہ اپنے پیٹو نمین آگ بہرتے ہین اور وہ دوزخ مین عنقریب داخل ہونگے یہہ نصوص

نصوص الوعید ولکن الشخص المعین لا یشہد علیہ فقد لا یکون

وعید کی عام طور پر ہین لیکن کسی شخص معین پر یہہ حکم نہین کر سکتے ہین یعنے وہ دوزخ مین داخل ہوگیا

التحریم بلغہ وقد یتلے بمصائب تکفر عنہ وقد یشفع فیہ شفیع مطاع

کیونکہ شخص معین کے لئے بہت سے عذر مانع دخول دوزخ پیدا ہو سکتے ہین مثلا ایک

وہذہ الاقوال التی یکفر قائلوہا قد یکون الرجل لم تبلغہ النصوص الموجبۃ

یہی عذر ہے کہ اوسکو نص تحریم کسیوجہ سے نہین پہنچی یا ایسی صیغہ نہین مبتلا ہوا جو اوسکے واسطے الکفارہ ہو سکتی ہین یا کسی شفیع مقبول کی شفاعت

لمعرفۃ الحق وقد یکون بلغتہ ولم یثبت عندہ اولم یتمکن من فعلہا

اوسکی حقمین قبول کی گئی۔ اسیطرح جیسے وہ اقوال کفر کے ہین جن سے قائل اونکا کافر ہوجاتا ہے معتذر اوہ اسعذور ہوجاتا ہے مثلاً اوسکو وہ نصوص جن

وقد یکون عرضت لہ شبہات یعذرہ اللہ فیہا فمن کان من المؤمنین

نہین پہنچے۔ جن سے معرفت اوسکو حاصل ہوتی یا اوسکی نزدیک ونکا کچھ ثبوت ہی نہین یا اونکی سمجہنے پر قادر نہیں۔

مجتہدا فی طلب الحق فاخطاہ فان اللہ یغفر لہ خطاہ کائنا ماکان

یا اوسکو ایسے شبہات پیدا ہوگئے جن سے اللہ تعالے اوسکو معذور رکھے گا پس جو مومن طلب حق مین مجتہد

سواء کان فی المسائل النظریۃ او العملیۃ ہذا الذی علیہ اصحاب محمد وجماہیر

ہو اور وہ اوس مین خطا کرے تو اللہ تعالے اوسکو معاف فرماوے گا۔

ائمۃ الاسلام وقسمۃ المسائل الی مسائل الاصول ومسائل الفروع فہذا

خواہ وہ خطا مسائل اعتقادیہ نظریہ مین ہو یا مسائل عملیہ مین تمام صحابہ اور جمہور ائمہ مسلمین اسپر متفق ہین۔

الفرق لیس لہ اصل لا عن الصحابۃ ولا للتابعین ائمۃ الاسلام وانما ہذا

اور تقسیم مسائل کی طرف اصول و فروع کے سو اس تقسیم کا کوئی ثبوت

ماخوذ عن المعتزلۃ واشباہہم اہل البدع وعنہم تلقاہ من ذکرہ من الفقہاء

صحابہ اور تابعین اور ائمہ اسلام سے پایا نہین جاتا

فی کتبہم وہو تفریق متناقض فانہ یقال لمن فرق بین النوعین ما حد

یہہ تو معتزلہ وغیرہ اہل بدعت سے ماخوذ ہے اور جن فقہا نے اپنی کتابون مین اسکو لکہا ہے اونہین سے اخذ کیا ہے

مسائل الاصول التی یکفر المخطی فیہا وما الفاصل بینہا وبین مسائل

اس تقسیم مین ایک تناقض ہے وہ یہہ کہ درمیان مسائل اصول اور فروع کے مابہ الامتیاز

الفروع فان قال مسائل الاصول ہی مسائل الاعتقاد والفروع

حد فاصل کیا ہے اگر کوئی کہے کہ مسائل اعتقادیہ تو اصول ہین اور مسائل

مسائل العمل قیل لہ تنازع الناس فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہل رائ

علیہ فروع ہین تو ہم کہین گے کہ صحابہ کا اختلاف مسائل اعتقادیہ مین بہی ہے مثلاً آنحضرت صلعم نے

ربہ ام لا وفی ان عثمان افضل من علی ام علی افضل وفی کثیر من

اپنے رب کو دیکہا یا نہین اور حضرت عثمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہین یا علی کرم اللہ وجہہ اور نیز بہت سے

معانی القران و تصحیح بعض الاحادیث الاعتقادیة والعملیة ولا کفر فیہا

معانی قرآن مجید مین اختلاف ہے اور تصحیح و عدم تصحیح بعض احادیث اعتقادیہ و عملیہ مین اختلاف ہے

باتفاق و وجوب الصلوة والزکوة والصیام والحج وتحریم الفواحش

اور بالاتفاق تکفیر کا اسمین کوئی قائل نہین اور نماز روزہ حج زکوة مسائل عملیہ ہین جو وجوب کا منکر ہو بالاتفاق کافر ہے

والخمر وہی مسائل عملیة والمنکر لہا یکفر بالاتفاق وان قیل الاصول ہی

یا زنا و شراب وغیرہ مسائل عملیہ مین جو تحریم کا منکر ہو وہ بہی بالاتفاق کافر ہے اور اگر کہا جاوے

المسائل القطعیة قیل کثیر من مسائل النظر لیست قطعیة وکون المسائل

کہ جو مسائل قطعیہ ہین وہ تو اصول ہین باقی فروع تو کہا جاویگا کہ اکثر مسائل اعتقادیہ قطعی نہین ہین علاوہ بریں کہ

قطعیة او ظنیة ہو من الامور الاضافیة وقد تکون المسائل عند رجل قطعیة

کسی مسئلہ کا قطعی یا ظنی ہونا ایک اضافی امر ہے ایک شخص کے نزدیک بسبب ظہور دلیل قاطع کے بعض مسائل قطعی ہوتے ہین

لظہور الدلیل القاطع کانہ سمع النصوص من النبی صلعم وتیقن مرادہ

کہ گویا اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لئے ہین اور مراد اوسکی معلوم کرلی ہے۔

منہ وعند رجل لا تکون ظنیة فضلا عن ان تکون قطعیة لعدم بلوغ

اور دوسرے شخص کے نزدیک ظنی بھی نہین ہوتے چہ جائیکہ قطعی ہون کیونکہ اوسکو سرے سے نص ہی نہین پہنچی یا وہ نص پایہ ثبوت کو نہین

النص ایاہ او لعدم ثبوتہ عندہ او لعدم تمکنہ من العلم بدلالتہ کما ثبت

پہنچی۔ یا اوس نص کی دلالت کا علم اوسکو حاصل نہین۔

فی الصحیح حدیث الذی قال لاہلہ اذا انا مت فاحرقونی ثم

چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے اپنی اہل کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو مجھکو جلاکر پیس ڈالیو

اسحقونی ثم ذرونی فی الیم فواللہ لئن قدر اللہ علی لیعذبنی عذابا ما

پھر اوس خاک کو دریا مین اڑادیجیو واللہ مجکو خوف ہے کہ اگر اللہ مجھپر قادر ہوجاویگا تو ایسا عذاب

عذبہ احدا من العالمین فامر اللہ البر برد ما اخذ منہ والبحر برد ما اخذ

کریگا کہ دنیا بھر مین کسیکو نکیا ہو بعد اوسکے مرنے کے اللہ تعالے نے اوسکے اجزا کو دریا اور جنگل سے جمع فرمایا

منہ وقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال خشیتک یا رب فغفر لہ فہذا شک

اور کہا کہ یہہ وصیت تونے کیون کی تہے اوس نے عرض کیا کہ یا اللہ مین تجھسے ڈرتا تہا تب اللہ تعالے نے

فی قدرة اللہ وفی المعاد بل ظن انہ لا یعود وانہ لا یقدر علیہ اذا فعل

اوسکو بخش دیا۔ پس اس شخص کو اللہ تعالی کی قدرت مین بھی شک تھا۔

ذلک فغفر لہ وہذہ مسائل مبسوطۃ فی غیر ہذا الموضع ۳؎ قال فی الفتاوی

سہو بھی اللہ تعالے نے اوسکو بخشدیا یہہ مسائل اپنے محل مین بسط سے بیان ہوئے ہین۔ کہا ابن تیمیہ نے جواب مین

فی جواب سوال ورد من گیلان فی مسئلۃ خلق القرآن ما نصہ فمسئلۃ

اوس سوال کے جو گیلان سے مسئلہ خلق قران مین آیا تہا کہ ادلہ شرعیہ سے یہہ ثابت ہے

تکفیر اہل الاہواء والبدع متفرعۃ علی ہذا الاصل ؏ فی الادلۃ الشرعیۃ

کہ اللہ تعالے مخطی کو اس امت مین سے اوسکی خطا پر عذاب نہین کرتا

ما یوجب ان اللہ لا یعذب احدا من ہذہ الامۃ مخطئا علی خطائہ وان

اگرچہ اور امتون پر اونکی خطاؤن پر عذاب کیا ہو

عذب المخطی من غیر ہذہ الامۃ فقد ثبت فی الصحیح من حدیث ابی

کیونکہ حضرت ابوہریرہ سے حدیث صحیح مین آچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال قال رجل لم یعمل حسنۃ قط فقال

فرمایا۔ کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی نیکی نہین کی تھی اوسنے اپنے اہل کو وصیت کی

لاہلہ اذا مات فحرقوہ ثم ذروا نصفہ فی البر ونصفہ فی البحر فو اللہ

کہ جب وہ شخص مرجاوے تو اوسکو جلاکر اوسکی راکہہ نصف دریا مین اور نصف بیابان مین اوڑا دیجیو۔

لئن قدر اللہ علیہ لیعذبنہ عذابا لا یعذبہ احدا من العلمین

پس قسم ہے اللہ کی کہ اگر اوس پر قابو پاوے گا تو اسقدر اوسکو عذاب کریگا کہ دنیا بہر مین کسیکو نہ کیا ہو

فلما مات الرجل فعلوا بہ کما امرہم فامر اللہ البر فجمع ما فیہ وامر البحر

پس جب کہ وہ آدمی مرگیا تو اوسکے گہر کے لوگون نے ویسا ہی کیا جیسی وہ وصیت کرگیا تہا۔ بعد اوسکے اللہ تعالے نے اوسکے

فجمع ما فیہ ثم قال اللہ لہ لم فعلت ہذا قال خشیتک یا رب وانت

اجزاے خاکستری کو بحر و بر سے جمع کیا پہر فرمایا تو نے یہہ وصیت کیون کی تھی اوس نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار

اعلم فغفر لہ وہذا الحدیث متواتر عن النبی صلعم من طرق رواہ

مین تجہسے ڈرتا تہا اور تو کو خوب جاننے والا ہے تب اللہ تعالے نے اوسکی مغفرت کردی۔ یہہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ

اہل الصحیح والمسانید من حدیث ابی سعید وحذیفہ وعقبہ بن عامر و

وسلم سے صحاح اور مسانید مین بروایت ابو سعید و حذیفہ و عقبہ ابن عامر و ابی ہریرہ بتواتر ثابت ہے اور

ابی ہریرۃ وغیرہم عن النبی صلعم من وجوہ متعددۃ ویعلمہ

وجوہ کثیرہ سے مروی ہے اور اہل حدیث اجانتے ہین کہ ایسی حدیث مفید علم یقینی کو ہوا کرتی ہے اس شخص کو اللہ تعالی کی

اہل الحدیث انہا تفید العلم الیقینی وہذا الرجل کان قد وقع لہ الشک
قدرت مین شک یا جہل تہا کہ بعد وفات اوسکے کہ ایسا کچھ کیا جاوے گا تو اللہ تعالے اوسکے اعادہ کرنے پر
والجہل فی قدرۃ اللہ تعالی علی اعادۃ من یصیل الی الحالۃ التی امر
قادر ہوسکیگا اور جو شخص اس طرح پر جلا دیا جاوے
اہلہ ان یفعلوا ہا بہ وان من احرق وذری لا یقدر اللہ علی ان یعیدہ
اور اوسکی راکہہ کو اوڑا دیا جاوے تو اللہ تعالے اوسکا اعادہ اور حشر نکرے گا اسبات کا اگرچہ اوسکو جزم نہو
ویحشرہ اذا فعل ذلک وانہ ظن ذلک ظنا ولم یجزم بہ وہذان اصلان
لیکن ظن غالب اوس کا یہی تہا
عظیمان احدہما متعلق باللہ وہو الایمان بانہ بعید ہذا المیت ولو صار الی
اور یہ دونون باتین اصل الاصول اسلام ہین جن مین سے ایک متعلق اللہ تعالے کی قدرت سے ہے
تقدیر صیر ورتہ الیہا مہما کان فلا بد ان اللہ یحییہ ویجزیہ باعمالہ فہذا
اور دوسرے یہہ کہ بعد موت کے کوئی حالت کسی جگہ پر وارد ہو اللہ تعالے بالضرور زندہ کرتا ہے اور جزاء اعمال
الرجل لما کان مومنا بالیوم الآخر فی الجملۃ وانہ یثاب ویعاقب بعد
دیتا ہے پس یہہ آدمی چونکہ دن آخرت پر ایمان رکہتا تہا اور یہہ بہی ایمان اوسکا فی الجملہ تہا کہ بعد موت کے ثواب
الموت وہذا عمل صالح وہو خوفہ من اللہ ان یعاقبہ علی تفریطہ
وعقاب بہی ہوتا ہے اور اپنی تفریط پر اللہ تعالے سے ڈرتا تہا اتنے ہی ایمان پر اللہ تعالے نے
فغفر لہ ما کان معہ من الایمان وانما اخطأ من شدۃ خوفہ من اللہ تعالی
اوسکی مغفرت کردی اور شدت خوف سے جو اوس سے خطا واقع ہوئی اوسکو بخشدیا
وقد وقع فی الخطاء کثیر من ہذہ الامۃ واتفقوا علی عدم تکفیر من
اور اس امت کے اکثر علماء سے اعتقادیات مین خطا واقع ہو گئی ہے اور معہذا اونکی عدم تکفیر پر اتفاق
اخطأ وہذا الخطاء معفو عنہ بالاجماع وکذلک الخطاء فی الفروع العملیۃ
علماء محققین کا ہے بلکہ بالاجماع یہہ خطا معاف ہے - جیسا کہ خطا فروعات مین معاف ہے
فان المخطی فیہا لا یکفر ولا یفسق بل ولا یوثم وان کان بعض المشبہۃ
اور نہ اوس مین تکفیر کیجاتی ہے اور نہ تفسیق اور نہ اون کو گنہگار اوس خطا کے سبب کہا جاتا ہے اگرچہ بعض
والمتکلمۃ یجعل المخطی فیہا اثما فہذان القولان شاذان ولم یقل احد
متکلمین اور بعض مشبہہ نے ایسی غلطی کو اثم کہا ہے لیکن یہہ دونو قول شاذ ہین اور مخطی کی تکفیر کا محققین میں سے

بتکفیر المخطی فقد اخطأ بعض السلف مثل خطاء بعضهم فی انواع الربا

کوئی قائل نہین ہے کیونکہ بعض سلف نے سود کی قسمون مین اور حلال سمجھنے قتال مین خطا کی ہے۔ اور زنا

واستحلال اٰخرین القتال و قد قال اللہ تعالیٰ وداؤد وسلیمان اذ

اللہ تعالیٰ نے داؤد و سلیمان کو ہدایت دی جسوقت

یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمنا ہا

کہ حکم کرتے تھے دونو بیچ کھیتی کے جبکہ چگ گیا اوس مین ریوڑ ایک قوم کا اور تھے ہم واسطے

سلیمان وکلا اٰتینا حکما وعلما وفی الصحیح اذا اجتہد الحاکم فاصاب

حکم اونکے کے شاہد پس سمجھا دیا ہمنے وہ سلیمان کو اور ہر ایک کو دیا ہمنے علم اور حکم یعنے اون دونون کا

فلہ اجران واذا اجتہد فاخطاء فلہ اجر انتہی ذکر صاحب صلح الاخوان

حکم بھی صحیح ہے اور علم بھی صحیح ہے پس اللہ تعالیٰ نے دونون کے حکم کو ثابت رکھا باوجودیکہ حضرت

ان صاحب غنم فی زمن نبی اللہ داؤد اطلق غنمہ فی زرع رجل

سلیمان کا حکم پسندیدہ جناب الٰہی تھا۔ صلح الاخوان مین بحوالہ تفاسیر لکھا ہے کہ حضرت داؤد کے وقت مین ایک شخص نے

آخر فاکلتہ فتخاصم الرجلان الی سیدنا داؤد فحکم بان الغنم تکون

اپنے ریوڑ کو کسی شخص کا کھیت چرا دیا حضرت داؤد کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت داؤد نے یہہ فیصلہ کیا کہ کھیت

لصاحب الزرع فی مقابلۃ زرعہ فقال سلیمان لیعطی الغنم لصاحب

والے مدعیکو بعوض نقصان کھیت کے مدعا علیہ کا ریوڑ دلوا دیا جاوے۔ لیکن حضرت سلیمان نے

الزرع فیاکل من نماۂا حتی یستوفی قیمۃ زرعہ ثم یردہا الی صاحبہا

اجتہاداً یہہ کہا کہ جسقدر کھیت والیکا نقصان ہوا ہے جب وسقدر قیمت ریوڑ کے دودھ پشم وغیرہ سے کھیت والیکو

فاخبر اللہ ان الصواب مع سلیمان بقولہ ففہمناہا سلیمان ثم اخبر اللہ

وصول ہو جاوے تب اوسکا ریوڑ واپس کر دیا جاوے حضرت سلیمان کے مصیب ہونیکی اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین

تعالیٰ ان داؤد مصیب فی حکمہ لانہ مجتہد فقال وکلا اٰتینا حکما وعلما

خبر دی کہ بخوبی سمجھا دیا ہمنے سلیمان کو اور یہہ بھی خبر دی کہ داؤد بھی بسبب مجتہد ہونیکے صواب مین ہین اور حکم اور

ای کل منہما حکمہ صحیح وعلمہ صحیح فاق حکمہما مع ارتضائہ بحکم

علم دونون کو دیا گیا ہے اور دونون کا حکم اور علم صحیح ہے پس اللہ تعالیٰ نے دونون کی حکمونکو ثابت رکھا باوجودیکہ

سلیمان و ہذہ الایۃ اصل اصیل علی ان اختلاف العلماء اہل الاجتہاد

حضرت سلیمان کا حکم پسندیدہ تر تھا۔ یہہ آیت ایک بڑی اصل اصیل اور محکم دلیل ہے اسبات پر کہ علماء مجتہدین کا اختلاف رحمۃ ہے

رحمتہ واللہ اعلم ٭ فان الایمان والتکفیر من الاحکام المتلقات عن

کیونکہ ایمان وتکفیر اون احکام مین سے ہین جو اللہ اور رسول سے ہی اون کا

اللہ ورسولہ لیس ذلک مما فیہ یحکم الناس بظنونہم واہوائہم ولایجب ان

اخذ اور تلقی ہوسکتا ہے لوگون کے ظنون اور اہوا سے اون کا ثبوت نہین ہوسکتا اور یہہ ضرور نہین ہے

یحکم فی کل شخص قال ذلک انہ کافر حتی یثبت فی حقہ شروط التکفیر

کہ جو شخص کسی کلمہ کفر کو بولے تو اوس کو کافر بھی کہہ دیا جائے تا آنکہ اوسکے حق مین سب شرائط

وتنتفی موانعہ مثل من قال شرب الخمر والربا حلال لقرب عہدہ

تکفیر کی ثابت ہوںین اور موانع تکفیر کی سب اوٹھہ نہ جاوین مثلاً کسی شخص نے شراب اور سود کو حلال کہا

بالاسلام اونشاءہ ببلاد بعیدۃ او سمع کلاما انکرہ ولم یعتقد انہ

اسواسطے کہ اسلام مین اوہ حدیث العہد ہے یا ایسے بلاد بعیدہ اسلام مین رہتا ہے کہ اوسکو نص تحریم نہین پہنچی

من القران ولا من احادیث رسول اللہ صلعم کما کان بعض السلف

یا کوئی نص تو پہنچی ہے مگر وہ اوسکو نص نہین جانتا اسکی مثالین سلف مین پائی جاتی ہین اونہون نے

ینکر اشیاء حتی یثبت عندہ ان النبی صلعم قالہا وکما کان الصحابۃ

اکثر باتون کا جواب منصوص ہین انکار کیا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کی روئیت مین شک کیا ہے اور جیساکہ

یشکون فی اشیاء مثل رویۃ اللہ وغیر ذلک ومثل الذی قال لاہلہ

ایک شخص نے اپنے اہل کو وصیت کی تھی کہ جب مین مرجاون تو مجھکو جلاکر دریا مین راکھہ کو اوڑادیجیو

اذا انا مت فاحرقونی ثم ذرونی فی الیم فلعلی اضل اللہ ونحو

شاید اس حیلہ سے مین اللہ تعالیٰ سے گم ہوجاؤن وغیرہ وغیرہ پس ایسے قائلون کی تکفیر نہین ہوسکتی

ذلک فان ہولاء لایکفرون حتی تقوم علیہم الحجۃ الرسالیۃ وقد عفی

جب تک کہ کوئی حجت رسالت کی اوپر قائم نہولے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عفو فرمائی امت مرحومہ کی بھول چوک

اللہ لہذہ الامۃ من الخطاء والنسیان وقد اشبعنا الکلام فی اماکنہا

کو معاف فرمایا ہے اس بارہ مین ہمنے اپنے محل پر کلام کو بہت بسط سے لکھا ہے اور یہہ

والفتوی لاتحتمل البسط اکثر من ہذا ٭ قال فی کتاب الانتصار

فتوی اوس تفصیل کا محتمل نہین ہوسکتا کہا ابن تیمیہ نے بیچ کتاب انتصار کے

للامام احمد ثم قد یوجد فی اہل المعرفۃ من اولیاء اللہ من خفیت

بعض اولیاء اللہ عارفین مین سے ایسے بھی پائے جاتے ہین جنپر بعض احادیث اعتقادی مخفی رہی ہین۔

علیہ بعض السنۃ الاعتقادیہ او غیرہا و یوجد منہم قد اخطاء فی ذلک

اور بعض اون مین سے ایسے بھی ہین جنہون نے بعض اعتقادیات مین خطا کی ہے جیسا کہ علمار مجتہدین سے

کما یخطی العلماء فی بعض اجتہادہم فان منہا ما یکون دقیقا و لم یبلغہ

بعض فروعات اجتہادیہ مین خطا واقع ہو جاتی ہے وجہ یہہ ہے کہ بعض مسائل تو دقیق ہوتے ہین۔ اور ایسے

فیہ اثر و منہا ما سبقہ الیہ قوم فتبعہم اما اجتہادا و تقلید العذر فیہ

ایسے پوچھے ہین کہ کوئی اثر اون کو نہین ملا اور بعض ایسے ہین کہ متقدمین علمار اون کو ایک طرح پر سمجھ گئے ہین

ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و لیس کل من انکر شیئا لم یبلغہ یصیر

اور پچھلے لوگ اونکے تابع ہو گئے ہین خواہ اونہین کا سا اجتہاد کر کر یا تقلید کی رو سے جنہین وہ معذور ہین

فاسقا بل قد یکون مجتہدا مخطئا فیثاب علی اجتہادہ و یغفر لہ خطاءہ

اور اللہ تعالے کسی نفس کو مکلف نہین کرتا ہے مگر بقدر اوسکی استعداد کے اور یہہ بات نہین ہے کہ جس

فقد انکرت عائشۃ و طائفۃ معہا رویۃ محمد ربہ و اثبت ذلک ابن

شخص کو کوئی شے نہیں پہنچی وہ اوسکے انکار سے فاسق ہو جاوے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ مجتہد مخطی

عباس و جمہور اہل السنۃ و لم یقل احد ہما فی صاحبہ الاخر او کذلک

ہو اور اوسکو اپنے اجتہاد پر ثواب ملے اور اوسکی مغفرت ہو جاوے یہہ بات ثابت ہے کہ حضرت عائشہ اور ایک طائفہ نے اسبات سے

انکرت عائشۃ سماع اہل القلیب الموتی نداء النبی صلعم لہم

انکار کیا کہ حضرت صلعم نے اپنے رب کو دیکھا اور حضرت ابن عباس اور جمہور اہل سنت نے اسکو ثابت کیا ہے باوجود اسکی ایک نے دوسرے کو بجز خیر یاد

یوم بدر و ثبتت النصوص بان الموتے یسمعون خفق النعال و

نہین کیا اور اسیطرح حضرت عائشہ کہتی ہین کہ موتی اہل قلیب نے بدر کے روز آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین سنی لیکن

انہم یسمعون سلام الاحیاء لان عائشۃ لم تثبت عندہا النصوص

نصوص سے ثابت ہے کہ موتی آواز جوتیون کی سنتے ہین اور زندونکا سلام بھی سنتے ہین اور حضرت عائشہ کی دلیل یہہ ہے کہ

بذلک و تاولت ظاہر قولہ تعالے انک لا تسمع الموتے و لو

تحقیق تو مردونکو نہین سنا سکتا لیکن اگر آج کوئی شخص جسکو سنت صحیحہ پہنچ گئی ہے وہ سماع موتے سے انکار کرے تو وہ معذور

انکر الیوم من بلغتہ السنۃ الصحیحۃ لم یکن معذورا کعذر عائشۃ

نہ ہوگا جیسا کہ حضرت عائشہ بسبب نہ پہنچنے نص کے معذور رہین۔ اقول یہہ ترجمہ بطور ماحصل مطلب کے

رضی اللہ عنہا ۔ قال الشیخ تقی الدین بن تیمیہ فی الفتاوی و التکفیر یکون من الوعید فانہ

کیا گیا ہے۔

انکان القول تکذیبا لما قاله الرسول صلعم لکن قد یکون حدیث عهد بالاسلام او نشا ببادیة بعیدة وقد یکون
الرجل لم یسمع تلک النصوص او سمعها ولم تثبت عنده او عارضها عنده معارض اوجب تاویلها
وان کان مجتهدا مخطئا وکنت دائما اذکر الحدیث الذی فی الصحیحین فی الرجل الذی قال اذا انا مت
فاحرقونی ثم ذرونی الحدیث فهذا رجل شک فی قدرة الله تعالی وفی اعادته اذا ذری بل اعتقد انه
لا یعاد وهذا کفر باتفاق المسلمین لکن لما کان مومنا یخاف الله ان یعاقبه فغفر له بذلک و
المتاول من اهل الاجتهاد الحریص علی متابعة الرسول صلی الله علیه وسلم اولی بالمغفرة من مثل هذا
ثم قال ایضا فی الفتاوی حین سئل عن التکفیر الواقع فی هذه الامة من اول من احدثه وابتدعه
فاجاب اول من احدثه فی الاسلام المعتزلة وعنهم تلقاه من تلقاه وکذلک الخوارج هم اول من
اظهره واضطراب الناس فی ذلک فمن الناس من یحکی عن مالک فیه قولین وعن الشافعی
کذلک وعن احمد روایتین وابو الحسن الاشعری واصحابه لهم فیه قولان یعنی فی تکفیر الخوارج
والمعتزلة وحقیقة الامر ان القول قد یکون کفرا فیطلق القول بتکفیر قائله ویقال من قال کذا فهو
کافر لکن الشخص المعین الذی قاله لا یکفر حتی تقوم علیه الحجة یکفر تارکها من تعریف الحکم الشرعی
من سلطان او امیر مطاع کما هو المنصوص علیه فی کتب الاحکام فاذا عرف الحکم وزالت عنه الجهالة
قامت علیه الحجة وهذا کما فی نصوص الوعید من الکتاب والسنة وهی کثیرة جدا والقول بموجبها
واجب علی العموم والاطلاق من غیر ان یعین شخص من الاشخاص فیقال هذا کافر او فاسق او
ملعون مغضوب علیه او مستحق للنار لاسیما ان کان لذلک الشخص فضائل وحسنات فان ما سوی
الانبیا تجوز علیهم الصغائر والکبائر مع امکان ان یکون ذلک الشخص صدیقا او شهیدا او صالحا
کما قد بسط فی غیر هذا الموضع من ان موجب الذنوب تتخلف عنه بتوبة او استغفار او حسنات ماحیة او
مصائب مکفرة او شفاعة مقبولة او لمحض مشیة الله تعالی ورحمته فاذا قلنا بموجب قوله تعالی
ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها وقوله ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما
یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا وقوله ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا
خالدا فیها الی غیر ذلک من آیات الوعید وقلنا بموجب قوله صلعم لعن الله من شرب الخمر او من عق
والدیه او من غیر منار الارض او من ذبح لغیر الله الی غیر ذلک من احادیث الوعید لم یجز ان
یعین شخص ممن فعل بعض هذه الافعال ویقال هذا المعین قد اصابه هذا الوعید لامکان التوبة
وغیرها من مسقطات العقوبة الی ان قال ففعل هذه الامور ممن یحسب انها مباحة باجتهاد او تقلید

ونحو ذلك غايته انه معذور من لحوق الوعيد به لمانع كما امتنع لحوق الوعيد به لتوبة او حسنات ماحية
او مصائب مكفرة او غير ذلك هذه السبل هي التي يجب اتباعها وما سواها طريقان خبيثان احدهما لحوق
الوعيد لكل فرد من الافراد بعينه ودعوى ان هذا عمل بموجب النصوص وهذا اقبح من قول الخوارج
المكفرين بالذنوب والمعتزلة وغيرهم وفساده معلوم بالضرورة وادلته معلومة في غير هذا الموضع
فهذا ونحوه من نصوص الوعيد حق لكن الشخص المعين الذي فعله لا يشهد عليه بالوعيد فلا يشهد
على معين من اهل القبلة بالنار لفوات شرط او لحصول مانع وهكذا الاقوال التي يكفر قائلها قد يكون الرجل
لم تبلغه النصوص الموجبة لمعرفة الحق وقد تكون بلغته ولم تثبت عنده او لم يتمكن من معرفتها
وفهمها او قد عرضت له شبهات يعذره الله فيها فمن كان مؤمنا بالله ورسوله مظهرا للاسلام
محبا لله ورسوله فان الله يغفر له ولو قارف بعض الذنوب القولية او العملية سواء اطلق عليها لفظ
الشرك او لفظ المعاصي هذا الذي عليه اصحاب رسول الله صلعم وجماهير ائمة الاسلام لكن المقصود
ان مذاهب الائمة مبنية على هذا التفصيل بالفرق بين النوع والعين الى آخر ما قال ص‍ قال الشيخ
في شرح عقيدة الطحاوي والمقصود هنا ان البدع هي من جنس نصوص الوعيد فان الرجل
يكون مومنا باطنا وظاهرا لكن تاول تاويلا اخطا فيه اما مجتهدا او اما مذنبا مفرطا فلا يقال ان ايمانه
حبط بمجرد ذلك بل هذا من قول الخوارج والمعتزلة الى ان قال لان الشخص المعين يمكن ان يكون
مجتهدا مخطئا مغفورا له ويمكن ان يكون ممن لم يبلغه النصوص ويمكن ان يكون له ايمان عظيم وحسنات
اوجبت له رحمة الله كما غفر للذي قال اذا انا مت فاسحقوني ثم ذروني في اليم ثم غفر الله له
لخشيته وكان يظن ان الله لا يقدر على جمعه واعادته وشك في ذلك ع‍ قال ابن تيمية في اقتضاء
الصراط المستقيم وفيه اي في حديث ابي ذر وقول النبي صلعم انك فيك خصلة جاهلية ان الرجل
قد يكون مع فضله وعلمه ودينه فيه بعض هذه الخصال المسماة بجاهلية وبيهودية ونصرانية ولا
يوجب ذلك كفره ولا فسقه انتهى ش‍ قال الشيخ تقي الدين بن تيمية في الفرقان وليس من شرط
ولي الله ان يكون معصوما لا يغلط ولا يخطي بل يجوز ان يخفى عليه بعض علم الشريعة ويجوز ان
يشتبه عليه بعض امور الدين حتى يحسب بعض الامور امر الله به ويكون مما نهى الله عنه ويجوز
ان يظن في بعض الخوارق انها من كرامات الله لاوليائه ويكون من الشيطان لبسها عليه
لينقص درجته ولا يعرف انها من الشيطان وان لم يخرج بذلك عن ولاية الله فان الله تجاوز لهذه
الامة عن الخطاء والنسيان فقال تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا

او اخطأنا وثبت فی الصحیحین من حدیث ابی ہریرة وعمر بن العاص اذا اجتہد الحاکم فاصاب فلہ
اجران وان اخطأ فلہ اجر فلم یؤثم المجتہد المخطی بل جعل لہ اجرا علی اجتہادہ وجعل خطأہ مغفورا لہ
انتہے - یہہ دس نقول ہین عبارات شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی جو کتاب صلح الاخوان مین
نقل کین ہین وتلک عشرة کاملة لتفہیم تمکن لہ ادنی لب فی انصاف ویحترز من قول الزور والاعتساف
سنئے - فائدہ از عبارات شیخ بن تیمیہ کسے ثابت ہے کہ تکفیر اہل اسلام مومنین کی شیوہ خوارج
وغیرہ کا ہے اب سنی حال خوارج کا کتب احادیث صحیحین وغیرہما سے ثابت ہو کہ شیوہ خوارج
کا یہہ ہے کہ جو آیات حق کفار مین نازل ہوئی ہین اونہون نے اونکو مومنین کے حق مین کر لیا
ہے - امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے جسکا عنوان ہے باب قتل الخوارج والملحدین الخ
حضرت بن عمر خوارج کو شرار الخلق اعتقاد کرتے تھے اسوجہ سے کہ انہون نے اون آیات کو
جو کفار کے حق مین نازل ہوئی ہین اونکو مومنین کے حق مین قرار دے لیا حضرت
عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین اس آیت کی تفسیر مین فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة
فخلوا سبیلہم وفی الایة الاخری فاخوانکم فی الدین کہ اس آیت نے اہل قبلہ کے دماء کو حرام
کر دیا ہے اور اونہون نے فرمایا ہے کہ مثل خوارج کے مت ہو جاؤ جنہون نے آیات قرآن
کو جو اہل کتاب ومشرکین کے حق مین نازل ہوئی تھین اونکو مومنین کے حق مین قرار دے
کیا اور اونکی اصلی علم کو کہو بیٹھے اور اہل قبلہ کے دماء کو حلال کیا اور اونکے اموال کو لوٹا اور
اہل السنة کو ضال قرار دیا ہے تم لازم پکڑو علم اصلی قران کا - چنانچہ خوارج حروریہ نے آیت
ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کے ساتھہ آیت والذین کفروا بربہم یعدلون
کو ملا کر ایسی امام کو جو حکم بغیر حق کے دیوے کافر قرار دیا ہے پس خاص علامت خوارج کی یہی
ہے کہ جو ایات حق کفار مین نازل ہین اونکو حق مومنین مین قرار دے لیتے ہین چنانچہ حضرت
علی کے وقت مین تحکیم کیوقت خوارج نے تکفیر پر اس آیہ سے استدلال کیا لا حکم الا اللہ لاکن اونہون
نے یہہ نہ سمجہا کہ یہہ کون کہتا ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھہ کوئی حاکم ہی بغیر اوسکے حکم کے - تب
حضرت عبد اللہ بن عباس نے اونکو قائل کیا اور کہا کہ جب خود اللہ تعالی ہی کسیکو حاکم کر دیوے
تو کیا کہو گے اور یہہ آیت پڑہے فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا اور دوسری آیت یہہ پڑہے
جو جزاء صید مین نازل ہوئی ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم - تب تیس ہزار خوارج نے اپنی تکفیر
سے رجوع کیا اور باقی تکفیر پر مصر رہے یہانتک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقاتلہ ہوا -

الحاصل احادیث مسند امام احمد سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ مکفرین کا تھوڑا بہت ہمیشہ
رہیگا اور قرآن شریف بھی پڑہتے ہونگے لیکن اونکے حلوق سے تجاوز نکریگا اور اونہین
کے بقیہ مین ایک دجال بھی پیدا ہوگا۔ فی المسند للامام احمد عن عبداللہ بن عمرو بن العاص
قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول یخرج اناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لایجاوز
حلوقهم او تراقیهم کلما خرج منهم قرن قطع حتی یخرج فی بقیتهم الدجال۔ وفی المسند ایضاً روایۃ
انہ قال لنوفل البکالی کلما قطع قرن نشأ قرن حتی یخرج فی بقیتهم الدجال ان احادیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دجال تلاوۃ قرآن مجید اور اعمال واجبہ صوم وصلوۃ بھی سب سے بڑہ کر ادا
کرتا ہوگا۔ اغلب ہے کہ فرقہ مکفرین یعنے خوارج مین یہہ دجال پیدا ہوگیا کیونکہ اوسنے ایک امام
زمان کی تکفیر و سوءظن مین وہ کوشش کی ہے کہ بجز دجال کے اور کسی سے نہین ہوسکتی
مسند امام احمد مین ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول یخرج من
امتی قوم یسیئون الاعمال یقرأون القرآن لایجاوز حلوقهم وفی روایۃ حناجرهم قال یزید
لااحسبہ الاقال یحقر احدکم عملہ مع عملهم یقتلون اہل الاسلام فاذا خرجوا فاقتلوهم ثم اذا خرجوا
فاقتلوهم ثم اذا خرجوا فاقتلوهم فطوبی لمن قتلهم وطوبی لمن قتلوہ کلما طلع قرن منهم قطعہ اللہ
عزوجل فردد رسول اللہ صلعم ذلک عشرین مرۃ او اکثر۔ امام بغوی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ آیت
قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا او ہم یحسبون انہم یحسنون صنعاً حق خوارج مین نازل ہوئی ہے
جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر مین یہہ حدیث لکھی الخوارج کلاب اہل النار۔ مناوی اسکی
شرح مین لکھتے ہین چونکہ یہہ فرقہ مسلمانونکے ساتھ سوءظن رکھتا ہے اسواسطے وہ کلاب
نار ہوئے ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ اسکی وجہ خروجہم عن الاسلام چونکہ اونہون نے
اہل قبلہ کو اسلام سے خارج کیا لہذا وہ بھی اسلام سے خارج ہوئے تاکہ جزا جنس عمل سے
ہووے لقولہ صلعم من کفر مسلما فقد کفر وفی الصحیحین من قال لاخیہ یا کافر فقد باء
بہ احدہما۔ ایہا الناظرین یہہ غور و انصاف کا مقام ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ولاتقولوا
لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا۔ یہہ آیت ایک کافر اصلی کے
حق مین نازل ہوئی جسکی نیت اسلام لانیکی تھی اپنے وطن سے ہجرت کرکر مدینہ منورہ
کیطرف چلا تاکہ رسول صلعم کے ہاتہہ پر اسلام لاوے اثناء راہ مین بعض صحابہ سے ملاقات
ہوئی اوسنے سلام کیا اونہون نے سمجھا کہ یہہ سلام واسطے خوف کے کرتا ہے جبقدر اوسکی

پاس مال تھا وہ لوٹ لیا اور اوسکو قتل کرڈالا تب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم
قاتلین پر بہت غضبناک ہوئے یہانتک کہ اون صحابہ نے یہہ تمنا کی کہ وہ اس واقعہ کے
بعد اسلام لاتے تاکہ اسلام اس جریمہ کو مٹا دیتا ایہا الناظرین یہہ شخص کافر تھا اور قصد
اوس کا اسلام لانیکا تھا اور ابھی تک کلمہ شہادتین اوسکی زبان سے صادر نہین ہوا
تھا صرف سلام کو جو شعار اسلام ہے صادر ہوا تھا اوسکو لست مومنا کہنے سے نہی وارد ہوئی
اب دیکھو اس مکفر کو کہ جو شخص حسب اقرار اوسکے فخر علماء اسلام ہی اوسکی تکفیر پر اس زور
شور سے جرأت کی ہے کہ کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
حالانکہ شیخ ابن تیمیہ جنکا اتباع کا تمام اہل حدیث حال دم بہرتے ہین وہ لکھتے ہین لو افتی
مائۃ عالم الا واحد بکلمہ بکفر صریحۃ مجمع علیہا وقال عالم واحد بخلافہ ولنک یحکم بقول الواحد
ویترک قول التسعۃ والتسعین حفظا لدماء المسلمین واتکالا علی السرائر وتفویض علمہا الی اللہ
تعالے لقولہ صلعم ادراؤ الحدود بالشبہات الخ ان مکفرین کی غرض یہی ہے جو اللہ
تعالے نے بیان فرمادی کہ تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا کہ اس تکفیر بازی سے اپنی تئین
مقتدا بنا کر دنیا خوب حاصل کیجاوے ؎ بہر رنگی کہ آئی می شناسم ؎ ورنہ ایسی تکفیر من
عند اللہ و رسولہ کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ صحیحین مین وارد ہے کہ یخرج من النار
من فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان ثم یخرج منہا من فی قلبہ مثقال مثقال ذرۃ من ایمان
اب اہل انصاف کو غور و انصاف کرنا چاہئے کہ ایسے شخص کی تکفیر جنکا ایمان اللہ تعالے
کی ذات و صفات پر کامل درجہ کا ہے اور تمام جان و مال اپنا تائید مین قران مجید اور
حقیت رسالت محمدیہ اور صوم و صلوۃ کی محبت اور حج و زکوۃ کی الفت مین صرف کر رہا ہے
کیونکر ہو سکتی ہے عامل بالحدیث کو اوسکی تحذیر عن التکفیر پر یہی ایک حدیث کافی ہے
آگے ہدایت اللہ تعالے کے اختیار مین ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یہہ
ترجمہ ہے بطور تلخیص کے بعض مضامین صلح الاخوان کا جو مقدمہ کتاب مین درج کیا ہے من
شاء التفصیل فلیرجع الیہ ۔ کیفیت سواہیر جو مولویصاحب نے اس فتوی تکفیر پر کرائی ہین ۔
اگر بالتفصیل لکھی جاوے تو ایک دفتر طویل ہو جاویگا ۔ صرف ایک دو شہرون کی مواہیر کی کیفیت
لکھی جاتی ہے تاکہ ناظرین باقی علماء بلاد کی مواہیر کے کیفیت اوپر قیاس کرلین جبکہ
مولوی صاحب بٹالوی بنارس مین یہہ مواہیر کرا رہے تھے تب مولوی محمد سعید

بنارسی نے اونہین ایام مین ایک پنا خط موسومہ عاجز بالفاظ ذیل لکھا حالانکہ مولوی محمد سعید صاحب اس مسئلہ مین
مجھسے مخالف ہین جو ہو ہذا مکرم بندہ مولانا محمد احسن صاحب - بعد سلام مسنون مدعا نگار ہون کہ عرصہ ہوا
آپکی خیریت سے اطلاع نہین ملی - اجی حضرت آپنے تو ایسا فراموش کیا کہ خبر ہے ندارد
مسئلہ مین اختلاف ہے تو ہی خط و کتابت کیون ترک کی مولوی لاحولی صاحب جیحم آباد
سی ہوتے ہوئے آرہ پہنچے وہان کے علماسے مرزا صاحب قادیانی و آپ و دیگر ذریات اونکے
پر دجال کذاب خارج دائرہ اسلام سے ہونیکی مواہیر کرا لیتے پہرے - ۲۶ - محرم کو بنارس
پہنچے حاجی ممتاز احمد کے مکان پر ٹہرے یہان بھی لوگون کو جمع کیا خاکسار بھی مدعو ہوا تہا
مین اس خیال سے گیا کہ دیکھون کیا بات چیت ہے مرزا صاحب کے عقاید و آپکے رسالے پر
خوب لے دے رہے مولویصاحب نے ایک دفتر کا دفتر لکھا ہے اوسپر حاضرین سے
مرزا صاحب و اونکے معاونین کے بارہ مین مواہیر کرانا چاہین خاکسار نے مہر دستخط
نہ کئے نہ علماء احناف سے کسی مشہور مولوی نے پانچ چار محض کرہ ملون سے جنہون نے
کوئی فن کامل نہین پڑہا دستخط کرائے ایک حق پسند نے یہہ پرچہ سوال کا پیش کیا پھر
تو مولویصاحب سخت گھبرائے مین تو چلا آیا مگر سنا ہے کہ مجھپر بڑے خفا ہین - بہرحال
اوسپر بھی دستخط ہو گئے اور یہہ عقائد مولوی لاحولی کے ہین اونکا پرچہ اشاعۃ اسپر شاہد
ہے آپ مرزا صاحب کے پاس یہہ پرچہ بہیجدین اور اونکو صلاح دین کہ اسی قسم کا سوال
وہ بھی طبع کرا کر کسی معتبر آدمی کی معرفت ہر ہر شہر سے مواہیر و دستخط کرائین - یہان سے
الہ آباد گئے ہین شاید جبلپور بھوپال بھی جاوین فقط حالات تازہ بہوپال سے اطلاع دین
الراقم - آپکا پرانا دوست محمد سعید - **کیفیت مواہیر علما بھوپال** جبوقت مولویصاحب
اس کار خیر کیواسطے بھوپال تشریف لائے اور ثبت مواہیر مین بڑی کوشش فرمائی
یہہ عاجز بھوپال مین موجود تھا مولوی محمد بشیر صاحب اول اول اپنی مہر کے ثبت کرنے
سے فتوے تکفیر پر سخت انکاری ہوئے حتی کہ ما بین ہر دو مولویصاحبان سخت کلامی کیسے
مسئلہ مین واقع ہوئی مگر چونکہ مولوی محمد بشیر صاحب کے طینت مین نہایت درجہ کی مداہنت
کا خمیر پڑا ہوا ہے اور بظاہر ایک سیدہی سادہ آدمی ہین یہہ خیال کرکر کہ اگر مین اسپر
مہر نکرونگا تو پہر مجھپر بتہمت موافقت محمد احسن کی سے متہم کیا جاوے گا اس قسم کے
عواقب امور سے ڈر کر اور بعض مصالح دنیوی کو پیش نظر رکھکر اپنی مہر ثبت کردے

اور مولویصاحب سلامت اللہ سلامت باشندہ نے بھی اپنی مہر کا خاکہ جما دیا اور شیخ حسین صاحب عرب
جو سوا علم حدیث کے دیگر علوم الیہ و فنون رسمیہ مین بھی مہارت تامہ رکھتے ہین اپنی مہر ثبت فرمادی
لیکن باقی سائر علماء بھوپال نے جنکی تعداد پندرہ بیس کے قریب ہوگی کسی نے اپنی مہر ثبت نہین
کی مولویصاحب نے اسکا عنوان قائم کیا ہے کہ مواہیر علماء بھوپال و عرب وغیرہ - یہہ کسقدر دہوکہ
دہی ہے جس سے ناظرین اس دہوکے مین پڑتے ہین کہ جملہ علماء بھوپال و جملہ علماء عرب کے اسجگہ
مواہیر ثبت کی گئی ہین - غرضکہ اس فتوے تکفیر پر جو مواہیر ثبت کرائی گئی ہین اوسمین عجیب
کارروائی وجالیت و دہوکا دہی اور مکر و فریب کے عمل مین آئی ہے - کہ بعض لوگ تو اپنی
مہر کے ثبت کرنے سے ہی منکر ہین اور بعض نے مجھسے کہا کہ ہمنے ہرگز ہرگز تکفیر پر مہر نہین کی
اور بعض سرے سے علماء ہی نہین ہین اور بعض نے تکفیر سے رجوع کیا ہے بہمین وجہ اکثر صاحب جو
حضرت مرزا صاحب کے مخالفین مین سے ہین وہ بھی اس فتوائے تکفیر کا بالکل اعتبار و اعتماد نہین
کرتے - اب مین اس مقدمہ کی ذیل مین وہ عقاید مرزا صاحب کے لکھتا ہون جنکو آنحضرت نے
متعدد اپنی رسائل مین مشتہر فرمایا ہے اور نیز متعدد جلسون مین علی رؤس الاشہاد بیان کیا
ہے تاکہ ناظرین کو اس تکفیر نامہ مرتبہ شیخ بٹالوی سے عبرت پیدا ہو اور حقیقت عقائد آنحضرت
کی سب کو معلوم ہو جاوے وہو ہذا - وہ عقائد ازالۃ الاوہام سے لکھے جاتے ہین -

ہمارا مذہب

زعشاق فرقان و پیغمبریم ؎ بدین آمدیم و بدین بگذریم ؎

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو
ہم اس دنیوی زندگی مین رکھتے ہین جسکے ساتھہ ہم بفضل و توفیق باریتعالی اس عالم گذران
سے کوچ کرینگے یہہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و
خیر المرسلین ہین جنکے ہاتھہ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہونچ چکے جسکے
ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدایتعالی تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین
کے ساتھہ اسبات پر ایمان رکھتے ہین کہ قران شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ
اوسکی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہین ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے
اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہین ہو سکتا جو احکام قرانی کی ترمیم یا
تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک

جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے - اور ہمارا اسبات پر بھی ایمان ہے کہ ادنے
درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلے مدارج بجز اقتدا اوس امام الرسل کے حاصل
ہو سکین کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچے اور کامل متابعت
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہین سکتے ہمین جو کچھہ ملتا ہے ظلی
اور طفیلی طور پر ملتا ہے اور ہم اسبات پر بھی ایمان رکھتے ہین کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف
صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوکر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہین اونکی
کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمین حاصل ہون بطور ظل کے واقع ہین اور اونمین
بعض ایسے جزئی فضائل ہین جو اب ہمین کسیطرح سے حاصل نہین ہو سکتے غرض ہمارا اون
تمام باتون پر ایمان ہے جو قران شریف مین درج ہین اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
خدا تعالی کی طرفسے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک
پہنچانیوالے راہ یقین رکھتے ہین مگر افسوس کہ ہماری قوم مین ایسے لوگ بہت ہین جو بعض
حقائق اور معارف قرانیہ اور دقائق آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر
صفائی سے کہلتے ہین محدثات اور بدعات مین ہی داخل کر لیتے ہین حالانکہ معارف
مخفیہ قران و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کہلتے رہے ہین اور علماء وقت اونکو قبول کرتے رہے
ہین لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا تعالی کا الہام ولایت
جسکا کبھی سلسلہ منقطع نہین اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ
قرانیہ کی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزا اوسکو دیکھتے ہین حالانکہ صحاح مین ہمیشہ یہہ حدیث
پڑہتے ہین کہ قرآن شریف کے لئے ظہر و بطن دونون ہین اور اوسکی عجائبات قیامت
تک ختم نہین ہو سکتی اور ہمیشہ اپنے موںہہ سے اقرار کرتے ہین کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات
اولیا کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجہتے رہے ہین الی آخرہ - یہہ ہے عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا جسکو
مانند موذن کی باواز بلند پکار پکار کر حضرت مرزا صاحب بیان کیا کرتے ہین اور قیامت کے روز انشاء اللہ تعالے
تمام قطعات ارض و سما و ملائک و حیوانات جنہون نے اس عقیدہ کو سن لیا ہے گواہی دیوینگے اور قلم و کاغذ اور دوات بھی
سب اسپر شاہد ہوونگے تب مکفرین کی آنکہین کہلین گی بلکہ خود مکفرین بھی طوعاً و کرہاً اسپر شہادت ادا
کرینگے امام شعرانی یواقیت مین لکہتے ہین ان العالم کلہ بیوقفہ اللہ تعالی مین یدیہ و یسلیم فی ذالک

الموقف العظیم الاہوال حتی یودی کل شاہد شہادتہ وکل امین امانتہ والموذن یشہد لہ
کل من سمعہ حتی الکفار ولہذا یدبر الشیطان اذا سمع الاذان ولہ ضراط حتی لا یسمع
اذان الموذن فیلزم ان یشہد لہ فیکون من جملۃ من یسعی فی سعادتہ و
ہو لعنہ اللہ عدو محض لیس لہ الینا خیر البتہ الخ - افسوس کہ مکفرین وحاسدین ان
عقائد حضرت **مرزا صاحب** کو نہین سنتے بلکہ اور طرح طرح کے افترا و بہتان اپنی طرف
سے اختراع اور ایجاد کر کر **مرزا صاحب** پر قائم کرتے ہین ولیس ہذا اول قارورۃ
کسرت فی الاسلام امام شعرانی صاحب یواقیت مین لکھتے ہین وقد دس الزنادقۃ تحت
وسادۃ الامام احمد بن حنبل فی مرض موتہ عقائد زائغۃ ولولا ان اصحابہ یعلمون منہ صحۃ الا
عتقاد لافتتنوا بما وجدوہ تحت وسادتہ وکذلک دسوا علی شیخ الاسلام مجد الدین الفیروز
ابادی صاحب القاموس کتابا فی الرد علی ابی حنیفۃ وتکفیرہ ودفعوہ الی ابی بکر الخیاط
الیمنی البغوی فارسل یلوم الشیخ مجد الدین علے ذلک فکتب لہ الشیخ مجد الدین ان کان
بلغک ہذا الکتاب فاحرقہ فانہ افترا من الاعداء وانا من اعظم المعتقدین فی الامام
ابی حنیفۃ وذکرت مناقبہ فی مجلد وکذلک دسوا علی الامام الغزالی عدۃ مسائل فی
کتاب الاحیاء وظفر القاضی عیاض بنسخۃ من تلک النسخ فامر باحراقہا حاصل ترجمہ
اسکا یہہ ہے کہ امام احمد بن حنبل کے مرض موت مین اونکے تکیہ کے نیچے بعض اونکے زندیق
حاسدون نے کچھہ عقائد خلاف حق لکھہ کر رکھہ دیئے تھے اور اگر اونکے اصحاب کو صحت
اعتقاد امام کا یقین حاصل نہوتا تو وہ فتنہ مین پڑ جاتے - اسی طرح پر صاحب قاموس کے حسادنے
ایک کتاب امام ابی حنیفہ کی رد و تکفیر مین اونکی طرف منسوب کر کر طرف ابی بکر خیاط یمنی
بغوی کے بھیجی تھی جب ابی بکر خیاط نے اسکی شکایت اور ملامت صاحب قاموس کو کہلا بھیجی تب صاحب
قاموس نے اسکو خط لکھا کہ اگر ایسی کتاب تمہاری پاس ہو تو اوسکو جلادو کیونکہ وہ مجھپر محض افترا ہے
مین تو امام ابی حنیفہ کا سب سے زیادہ معتقد ہون اونکے مناقب مین مینے ایک کتاب مجلد لکھی ہے
اور اسی طرح پر احیاء العلوم امام غزالی کی کتاب مین بعض حسادنے چند مسائل خلاف حق درج کردیئے قاضی
عیاض صاحب شفا کو وہی نسخہ محرفہ ہاتھہ آیا تھا اوسی بنا پر قاضی ممدوح الشان نے اوسکی جلادینے کا حکم دیا اور فتح
کہ اسی طرح پر حضرت شیخ بٹالوی صاحب نے ایسے بعض اقوال حضرت مرزا صاحب کیطرف منسوب کئے ہین جنکو
نہ کہین حضرت مرزا صاحب نے اپنی کسی رسالہ مین لکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے روبرو اون اقوال سے

قائل ہوئے ہین - بلکہ اُن اقوال مخترعہ سے اپنی برات ظاہر فرماتے رہتے ہین - اور بعض
اقوال جو حضرت مرزا صاحب کی طرف بٹالوی نے منسوب کئے ہین وہ صرف نتیجہ خوش
فہمی بٹالویصاحب کا ہے بسبب بغض و عناد و حسد و لداد کے باوجود صفاء عبارات اور صراحت
کلامہم ظاہر ہونے مرادات کے کہینچ تان کر اونکو بصورت مذموم ظاہر کیا ہے و لنعم ماقیل
ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب ست - اور بعض اقوال ایسے ہین کہ وہ عین عقیدۂ اسلام
ہین لیکن بٹالوی صاحبنے بسبب ناواقفی کتب تفاسیر و احادیث کے اونکو موجب
کفر قرار دے لیا ہے اور مہر کرنیوالون نے اندہیری کوٹہری مین بیٹھکر تہیٹر اچال آہنتیا
کرکر اپنی اپنی مہر ثبت کردی ہے - ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور - البتہ بعض اقوال
ایسے بھی ہین کہ سلف و خلف کا اونمین اختلاف ہے اور قوت ادلہ کی روسے حق اونمین
وہی ہے جو مرزا صاحبنے منقح کیا ہے اور اپنا مختار گردانا ہے جیسا کہ عنقریب ناظرین
منصفین پر کہل جاوے گا - اور اگر بعض اقوال ایسے بھی ہون کہ جنمین حضرت مرزا
صاحب منفرد ہون تو درصورتیکہ وہ کتاب و سنت سے مستنبط ہین اور اونکا رجوع کتاب
و سنت کیطرف بتاویل صحیح ہو سکتا ہے تو اون کا موجب کفر قرار دینا بالکل خلاف
اصول مسلم اہل سنت و جماعت کے ہے کما ہر کیونکہ وہ اقوال نہ متعلق بابیات ہین اور نہ متعلق بفروض
اسلام علامہ شعرانی نے ایسے ہی مقام پر ایک سوال و جواب لکہا ہے جسکا لکہنا یہانپر مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ سوال
فان قیل فلم لم یقتصر ہولاء الصوفیۃ علی المشی علی ظاہر الکتاب و السنۃ فقط الیس فی ذلک کان
یکفیہم کما کفی غیرہم - فالجواب - ہذا الاعتراض بعینہ اعتراض علی الائمۃ المجتہدین
و مقلدیہم فانہم لم یقفو علی ظاہر النصوص و لا اقتصروا علیہ بل استنبطوا من النصوص
مالا تحصی من الاحکام و الوقائع کما ہو مشاہد فان ادعوت یا اخی استنباط العارفین لزمک
ان ترد استنباط المجتہدین ولا قائل بذلک فکما لا یجوز لک الاعتراض علے کلام الائمۃ المجتہدین
لکونہم لم یخرجوا عن شعاع نور الشریعۃ فکذلک لا یجوز لک الاعتراض علی العارفین
المقتفین اثار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فے الاداب الظاہرۃ و الباطنۃ فکما اوجب
المجتہدون و حرموا و کرہوا و استحبوا امورا لم تصرح بہا الشریعۃ فی دولۃ الظاہر فکذلک
العارفون اوجبوا امورا و حرموا و کرہوا و استحبوا امورا فی دولۃ الاعمال الباطنۃ فالاجتہاد
واقع فے الدولتین ولا غنی باحداہما عن الاخری بحقیقۃ بلا شریعۃ باطلۃ و شریعۃ بلا حقیقۃ

عاطلہ یعنی ناقصۃ۔ حاصل ترجمہ اسکا یہہ ہے۔ **سوال** ۔ صوفیہ صافیہ نے صرف ظاہر کتاب وسنت پر اکتفا کیون نہین کیا کیا صرف ظاہر کتاب و سنت اونکو کافی نہوا **جواب** یہہ اعتراض بعینہ آئمہ مجتہدین اور اونکے مقلدین پر وارد ہوتا ہے کیونکہ اونہون نے بھی فقط ظاہر نصوص پر اقتصار نہین کیا بلکہ بے شمار احکام اور واقعات کا استنباط نصوص سے کیا ہے چنانچہ یہہ امر مشاہد ہو رہا ہے ای بھائی اگر تو استنباط عارفین کو رد کرے گا تو پھر تجھپر لازم ہوگا کہ استنباط مجتہدین کو بھی رد کرے اور اس کا تو کوئی قائل ہی نہین پس جسطرحپر مجتہدین کے استنباط پر اعتراض جائز نہین اوسی طرحپر اون عارفین پر جو پیروان اثار رسول مقبول صلعم ظاہر و باطن مین ہین اعتراض کرنا تجھے جائز نہین کیونکہ جیسا کہ مجتہدین نے بعض امور کو واجب کہا ہے بعض کو حرام بعض کو مکروہ بعض کو مستحب حالانکہ ظاہر نصوص شریعت مین اونکی تصریح و تفصیل نہین ہے تو اسی طرحپر عارفین نے بھی بعض امور کو واجب حرام مکروہ مستحب کہا ہے جنکو باطن سے تعلق ہے پس اجتہاد کو تو دخل دونون جگہ پر ہوا نہ ظاہر کو باطن سے غنی ہے اور نہ باطن کو ظاہر سے استغنا کیونکہ حقیقت بلا شریعت کے بھی باطل ہے اور شریعت بلا حقیقت کے عاطل و ناقص ہے انتہے پس اگر کوئی عارف باللہ اور مجدد زمان بموجب تقاضاء وقت اور ضرورت حال زمانہ کے کسی ایسے مسئلہ مین منفرد ہو جس کا استنباط کتاب و سنت سے بدلائل صحیحہ ہو سکتا ہے تو یہہ عین فرض منصب و سکا ہے نہ موجب کفر و ضلالت کا۔ اس قسم کے بعض اقوال اگر فلسفہ جدیدہ یا قدیمہ سے بھی ملتے جلتے ہون تو کیا ضرور ہے کہ وہ باطل ہی ہون یواقیت مین لکھا ہے ایاک ان تبادر الی انکار مسئلۃ قالہا فیلسوف او معتزلی مثلاً وتقول ہذا مذہب الفلاسفۃ او المعتزلۃ فان ہذا قول من لا تحصیل لہ اذ لیس کل ما قالہ الفیلسوف مثلا یکون باطلا فعسی ان تکون تلک المسئلۃ مما عندہ من الحق ولا سیما ان کان الشارع صلے اللہ علیہ وسلم صرح بہا او احد من علماء الائمۃ من الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین وقد وضع الحکماء من الفلاسفۃ کتبا کثیرۃ مشحونۃ بالحکم والتبری من الشہوات ومکائد النفوس وما انطوت علیہ من خفایا الضمائر وکل ذلک علم صحیح موافق للشرائع فلا تبادر یا اخی الی الرد فی مثل ذلک وتمہل واثبت قول ذلک الفیلسوف حتی تحد النظر فقد یکون ذلک حقا موافقا للشریعۃ لکون الشارع قال تلک المسئلۃ

او احد من علماء الشریعة واما قولک ان ذلک العالم سمع تلک المسئلة
من فیلسوف او طالعها فی کتب الفلاسفة مع ذهولک عن کونها من الحق
الذی وافق الشریعة فیه فهو جهل وکذب اما الکذب فقولک
ان ذلک العالم سمع تلک المسئلة من الفلاسفة او طالعها فی کتبهم
وانت لم تشاهد ذلک منه ولا اقیمت عندک بذلک بینة عادلة واما الجهل فکونک لم
تفرق فی تلک المسئلة بین الحق والباطل فقد خرجت باعتراضک هذا عن العلم والصدق
وانخرطت فی سلک اهل الجهل والکذب ونقص العقل وفساد النظر والانحراف عن طریق
اهل الحق بالحمیة الجاهلیة فخذ یا اخی ما اتاک به الفیلسوف او المعتزلی مثلا ثم تربص واتئد
علی نفسک قلیلا قلیلا حتی یتضح لک معناه احسن من ان تقول یوم القیامة یا ویلنا قد کنا
فی غفلة من هذا بل کنا ظالمین - حاصل ترجمہ اسکا یہہ ہے - جس مسئلہ کو کسی فلسفی یا معتزلی
نے مثلا کہا ہو تو اوسکے انکار مین ہرگز جلدی اور مبادرت مت کر یہہ کہکر کہ یہہ تو مذہب فلانے
یا معتزلہ کا ہے - ایسا قول وہ کہتا ہے جسکو کچھ تحصیل علم نہین کیونکہ ہر ایک قول فلسفی کا
باطل نہین ہوتا ہے شاید کہ یہہ قول وسکے اون اقوال مین سے ہو جو حق اور صحیح ہین
کہ شارع علیہ السلام یا علماء امت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین مین سے کوئی اسکا قائل
ہوا ہو - اور حکما وفلاسفہ نے اکثر ایسی کتابین بنائی ہین جو حکمت اور ہیزاری شہوات
سے بہری ہوئی ہین اور مکائد نفوس اور ضمائر خفیہ کا بیان ونمین بہت کثرت سے
پایا جاتا ہے اور وہ تو سب علوم صحیحہ شریعت کے مطابق اور موافق ہین پس مت
جلدی کر تو اے بہائی اوسکے رد کرنیمین اور تامل ومہلت سے اوس قول مین نظر اور
فکر کر تا رہ شاید وہ صحیح اور حق موافق شریعت کے ہو کہ شارع عم نے اوس مسئلہ کو فرمادیا
ہو یا کسی عالم نے علماء مین سے کہا ہو - اور ان سب باتون کو ذہول کرکر یہہ تیرا کہنا کہ اس
مسئلہ کو اوس عالم نے کسی فلاسفہ سے سنا ہے یا اونکی کتابون سے مطالعہ کیا ہے - جہل
اور کذب ہی کذب تو اسواسطے ہے کہ تو نے اس امر کا مشاہدہ نہین کیا اور نہ کوئی بینہ
انصاف کرنے والا اسبات پر قائم ہوا ہے - اور جہل اسواسطے ہے کہ اس مسئلہ مین تو نے
کچھ تمیز بین الحق والباطل نہین کی پس یہہ اعتراض کرکر تو دائرہ علم وصدق سے خارج
ہوگیا اور اہل جہل وکذب کے زمرہ مین داخل ہوا جو منجر طرف نقص عقل وفساد

نظر کیے ہے اور بوجہ ایک قسم کے حمیۃ جاہلیت کے طریق اہل حق سے انحراف کرتا ہے - پس جو
قول کسی فلاسفر یا معتزلی کا ہووے اوسمین بتدریج تامل اور فکر کرتے رہنا تاکہ اوسکی معنی
مراد واضح ہو جاوین اس سے بہت اچھا ہے کہ قیامت کے روز حسرت اور تاسف سے
تو یہہ کہے کہ یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ہذا بل کنا ظالمین - اگر کوئی کہے کہ **مرزا صاحب**
نے ایسے اقوال ہی اپنے رسائل مین کیون لکھے جنسے تمام اہل اسلام مین ایک تفرقہ عظیمہ
برپا ہو گیا اگرچہ وہ معارف واسرار ہی کیون نہون - تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ چونکہ
اس زمانہ مین مخالفین اسلام کی طرف سے طرح طرح کے حملے اسلام پر ہو رہے ہین -
پس **مرزا صاحب** کو جو مجدد وقت ہین اونکو ایسے معارف بیان کرنیکی اشد
ضرورت واقع ہے - کتاب الیواقیت والجواہر سے ایک سوال معہ جواب کے لکھا جاتا ہے
تاکہ ناظرین کو اس بارہ مین زیادت بصیرت حاصل ہو - وسئل الاستاذ علی بن وفا رضی اللہ
عنہ من بعض العارفین علے لسان بعض المعترضین لم دون ہولاء العارفون معارفہم و
اسرارہم التی تضر بالقاصرین من الفقہاء وغیرہم اما کان عندہم من الحکمۃ وحسن الظن والنظر
والرحمۃ بالخلق ما یمنعہم من تدوینہا فان کان عندہم ذلک فمن الفتہم لہ النقص وان لم یکن عندہم
حکمۃ ولا حسن ظن فکفاہم ذلک نقصا فاجاب بقولہ یقال لہذا السائل الیس الذی اطلع
شمس الظہیرۃ ونشرنا صع شعاعہا مع اضرارہ بابصار الخفافیش ونحوہا من اصحاب الامزجۃ
الضعیفۃ علیم حکیم فلا یسعہ الا ان یقول نعم ہو تعالے علیم حکیم فان قال صحیح ذلک ولکن
عارض ذلک مصالح اخر تربو علی ہذہ المفاسد قلت وکذلک الجواب عن مشتبک فکما ان
الحق تعالے لم یترک اظہار انوار شمس الظہیرۃ مراعاۃ لابصار من ضعف بصرہ فکذلک العارفون
لا ینبغی لہم ان یراعوا افہام ہولاء المحجوبین عن طریقہم بل الزاہدین فیہا بل المنکرین علیہا
الے ان قال ومن فوائد تدوینہم تلقیح قلوب الناظرین فی رسائلہم من بعدہم فیظفرو
من تلک المعانی ابکار یقیہم ویبعث سحائب الرحمۃ علے قلوبہم وعلی السنتہم فتشرق ارض
قلوبہم بنور رشدہم ویحیی باثر ہدایتہم فنابت عنہم رسائلہم بعد موتہم فی نصح المریدین -
حاصل ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ سوال کیا استاذ علی بن وفا رضی اللہ عنہ نے معترضین کی طرف
سے بعض عارفین سے کہ اولیاء عارفین نے ایسے معارف واسرار اپنی کتابون مین کیون
لکھے جنہون نے فقہاء قاصرین کو ضرر پہنچایا کیا ان عارفین مین حکمت اور حسن ظن اور

نظر اور شفقت علے الخلق کا مادہ موجود نہین تھا کہ اونکو اس امر سے روکتا اگر اون مین یہہ مادہ موجود تھا تو اوسکی مخالفت کے سبب سے اونمین نقص آیا اور اگر موجود نہین تھا تو اونکے نقصان کے لیئے یہی کافی ہے - الجواب اس سائل سے دریافت کیا جاتا ہی کہ جس ذات پاک نے آفتاب کی شعاعون تیز کو چمکایا ہے باوجودیکہ ابصار شب پرچشم کو وہ مضر ہین وہ ذات پاک اللہ تعالے کی حلیم و علیم ہے یا نہین اس کا جواب بجز ہان کے اور کچھ نہین ہوسکتا البتہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ان مضار اور مفاسد کے سوا دوسرے مصالح بھی اسمین بہت ہین جو اوس مفاسد کے معارض ہین - اب ہم اسی طرح پر کہتے ہین کہ عارفین کو بھی کچھ پروا کرنی نہین چاہئے کہ ایسے محجوبان شب پرچشم منکرین کی رعایت کر کر وہ اشعۃ اللمعات شموس معارف و اسرار کے اپنے مطلع العلوم سے روشن و ظاہر نکرین خصوصاً ایسے وقت مین کہ جب اونکی سخت ضرورت اور حاجت واقع ہو - اور ایک فایدہ اوسکا یہہ ہے کہ جو لوگ اون عارفین کے بعد آوینگے اونکے رسائل دیکھکر اسلام مین ترقیات حاصل کرینگے اور سحاب رحمت اون ناظرین کے قلوب اور السنہ پر بارش کرے گا تب اونکے دل کی زمین نور رشد و ہدایت سے روشن ہو وینگے اور اشرقت الارض بنور ربہا اوس پر صادق ہووے گا اور اوس بارش ہدایت سے قلوب اونکی زندگی جاوید حاصل کرینگے پس سائل اونکے بعد فوت و موت اونکی کے قائم مقام اونکے ہو جاوینگے بارادت لوگونکی خیر خواہی کرنے مین انتہے -

اب مین ذیل اس مقدمہ کو ختم کرتا ہون بعض عبارات امام شعرانی پر جو کتاب الیواقیت والجواہر مین واسطے رد تکفیر اہل قبلہ کے مندرج ہین - قال الکمال والصحیح ان لازم المذہب لیس بمذہب وانہ لاکفر بمجرد اللزوم لان اللزوم غیر الالتزام وقد وقع فی المواقف ما یقتضی تقییدہ بما اذا لم یعلم ذو المذہب اللزوم وبان اللازم کفر فانہ قال من یلزمہ الکفر ولا یعلم بہ لیس بکافر انتہے - یعنے الشیخ کمال الدین بن ابی شریف نے کہا ہے کہ صحیح یہہ بات ہے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہوا کرتا اور مجرد لزوم سے کفر نہین ثابت ہوتا کیونکہ لزوم شے دیگر ہے اور التزام چیز دیگر اور مواقف سے یہہ تقیید بہی معلوم ہوتی ہے کہ یہہ جب ہی کہ صاحب مذہب کو نہ تو لزوم کا علم ہو اور نہ لازم کے کفر ہونیکا علم ہو کیونکہ اوس نے کہا ہے کہ مثلاً کسی شخص کے قول سے ایک کفر لازم آتا ہے لیکن اوس کو اس لزوم

کفر کا علم نہین ہے تو وہ کافر بھی نہین ہو سکتا ہے - اقول یہہ قاعدہ بہت کار آمد ہی اکثر جگہہ مفید ہوگا - فاحفظہ ایضًا فی الیواقیت والجواہر وقد ذکر الشیخ ابو طاہر القزوینی فی کتابہ سراج العقول انہ روی فی بعض طرق حدیث ستفترق امتی علی نیف وسبعین فرقۃ کلہا فی النار الا واحدۃ ما نصہ کلہا فی الجنۃ الا واحدۃ رواہا ابن النجار قال العلمأ والمراد بہذہ الواحدۃ التی ہے فی النار ہم الزنادقۃ قال القزوینی وعلی ہذہ الروایۃ فیکون معنی الروایۃ المشہورۃ کلہا فی النار الا واحدۃ اے فی النار ورودہم وذلک فی مرورہم علی الصراط ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا والظالمون ہم الکافرون فلا ینبغی لمتدین ان یکفر احدا من اہل الفرق الخارجۃ عن طریق الاستقامۃ ما داموا المسلمین یتدینون باحکام اہل الاسلام - **حاصل ترجمہ** شیخ ابو طاہر قزوینی نے اپنی کتاب سراج العقول مین ذکر کیا ہے کہ یہہ جو حدیث ہے کہ میری امت ستر اور کئی فرقے ہو جاوینگے سب وہ فرقے دوزخ مین جاوینگے مگر ایک فرقہ اس حدیث کے بعض طرق مین یون بھی وارد ہوا ہے کہ سب وہ فرقے جنت مین داخل ہونگے مگر ایک فرقہ اس طریق کو ابن النجار نے روایت کیا ہے اور علما نے اسکی شرح مین لکھا ہے کہ وہ ایک فرقہ ناری زندیقونکا فرقہ ہے - قزوینی نے کہا کہ اس روایت کے بموجب معنی روایت مشہورہ کے یہہ ہونگے کہ اون سب فرقونکا ورود پل صراط پر گذرتے وقت دوزخ پر ہوویگا (جیسا کہ قرآن مجید مین ہے کہ وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا) پھر نجات دیوینگے ہم متقین لوگون کو اور ظالمین زانوونکے بل اوسے دوزخ مین گرینگے اور مراد ظالمین سے کافر ہین - اس روایت کے بموجب کسی مسلمان متدین کو زیبا نہین ہے کہ کسی فرقہ اسلامیہ کی تکفیر کرے صرف اس وجہ سے کہ وہ طریق استقامت سے خارج ہے جب تک کہ وہ دائرہ اسلام مین داخل ہو کر احکام اہل اسلام کا فرمانبردار ہو اور اوسی نے یواقیت مین لکھا ہے وکان ابو المحاسن الرویانی وغیرہ من علما البغداد قاطبۃ یقولون لا یکفر احد من اہل المذاہب الاسلامیۃ لان رسول اللہ صلعم قال من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فلہ مالنا وعلیہ ما علینا انتہے - امام صمدانی حضرت شعرانی صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک استفتا دربارہ تکفیر اہل ہوا کتاب الیواقیت والجواہر مین لکھا ہے وہ بعینہ نقل کیا جاتا ہے تا کہ

اہل اسلام اوسکو اپنا دستور العمل کرلین وہو ہذا۔ وقد رایت سوالاً بخط الشیخ شہاب الدین
الاذرعی صاحب القوت قدمہ الے شیخ الاسلام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ وصورتہ
مایقول سیدنا ومولانا شیخ الاسلام فے تکفیر اہل الاہواء والبدع فکتب الیہ اعلم یا اخی
وفقنی اللہ وایاک ان الاقدام علے تکفیر المومنین عسر جدا وکل من فے قلبہ ایمان یستعظم
القول بتکفیر اہل الاہواء والبدع مع قولہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فان التکفیر امر
ہائل عظیم الخطر ومن کفر انسانا فکانہ اخبر عن ذلک الانسان بان عاقبتہ فی الاخرۃ
العقوبۃ الدائمۃ ابد الابدین وانہ فے الدنیا مباح الدم والمال لا یمکن من نکاح مسلمۃ
ولا تجری علیہ احکام اہل الاسلام فے حیاتہ ولا بعد مماتہ والخطاء فی قتل مسلم اسوء
فے الاثم من ترک قتل الف کافر ثم ان تلک المسائل التی یحکم فیہا بالتکفیر لہولاء
المبتدعۃ فے غایۃ الدقۃ والغموض لکثرۃ شعبہا ودقۃ مدارکہا واختلاف قرائنہا و
تفاوت دواعی اہلہا ویحتاج من یحیط بالحق فیہا الے الاستقصاء فے معرفۃ الخطاء
بسائر صنوف وجوہہ والی الاطلاع علے حقائق التاویل وشرائطہ فے الاماکن و
معرفۃ الالفاظ المحتملۃ للتاویل وغیر المحتملۃ وذلک یستدعی معرفۃ جمیع طرق اہل اللسان
من سائر قبائل العرب فی حقائقہا ومجازاتہا واستعاراتہا ومعرفۃ دقائق الامور
فے علم التوحید الے غیر ذلک مما ہو متعذر جدا علے غالب العلماء فضلا عن غیرہم
واطال فے ذلک ثم قال فعلم ان القول بتکفیر اہل الاہواء والبدع یحتاج الے امرین عزیزین
احدہما تحریر المعتقد وہو صعب من جہۃ عدم الاطلاع علے ما فے القلب وتخلیصہ مما یشوبہ
مع تعذر ان الشخص ینطق عند حاکم بما یعرف ان بہ یکون قتلہ ہذا امر اعز من الکبریت
الاحمر وکذلک البنیۃ علی ما فی قلب الشخص یتعذر اقامتہا۔ الثانی ان الحکم بان ذلک کفر
صعب من جہۃ صعوبۃ علم الکلام ومواطن الاستنباط وتمیز الحق فیہ من غیرہ وانما یحصل
ذلک لرجل جمع صحۃ الذہن وریاضۃ النفس حتی خرج عن الہواء والتعصب بالکلیۃ
مع امتلائہ من علوم الشریعۃ والاطلاع علے اسرارہا ومنازع الائمۃ المجتہدین فیہا
وہذا اقل ان یوجد الآن عند شخص واذا کان الانسان یعجز عن تحریر اعتقاد نفسہ فی عبارۃ
فکیف یقدر علی تحریر اعتقاد غیرہ فی عبارۃ فالادب من کل مومن ان لا یکفر احدا من اہل الاہواء
والبدع لاسیما وغالب اہل الاہواء انما ہم عوام مقلدون لبعضہم بعضا لا یعرفون دلیلا

بناقص اعتقادہم اللہم الاان یخالفوا النصوص الصریحۃ التی لاتحتمل التاویل عناداو جحدافللعلماء
فی ذالک لنظراہ کلام الشیخ تقی الدین السبکی ومن خطہ نقلت رحمہ اللہ وہو کلام فی غایۃ الجودۃ
والنفاسۃ - حاصل ترجمہ یہ ہے کہ مین نے ایک استفتا شیخ شہاب الدین اذرعی کے ہاتھہ کا
لکھا ہوا دیکھا اونہون نے اوسکو شیخ تقی الدین سبکی کے پاس بھیجا تھا وہ یہہ ہے - کہ کیا
فرماتے ہین ہمارے سید مولانا شیخ الاسلام دربارہ تکفیر اہل بدعت اور اہل ہوی کے شیخ
نے جواب لکھا - جان تو اے بہائی اللہ تعالے تجھکو اور مجھکو توفیق عطا فرماوے کہ اہل
اسلام کی تکفیر پر اقدام ایک امر بہت دشوار ہے جسکے دلمین ایمان ہوگا وہ اہل بدعت وہوا
کی تکفیر کو باوجود اونکے کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہنے کے بڑاہی امر عظیم سمجھے گا کیونکہ
کسیکی تکفیر کرنا ایک بڑا امر ہولناک اور عظیم الخطر ہے جو شخص کسی انسان کی تکفیر کرتاہے وہ
اسبات کی خبر دیتاہے کہ یکفر آخرت مین ابدالاباد دوزخ مین رہیگا اور دنیامین اوس کا قتل
کرنا مباح ہے اور مال بھی لوٹنا اوسکا جائز ہے اور وہ اسبات پر شرعا قادر نہین کہ کسی
مسلمان عورت سے نکاح کرے غرضکہ جو احکام اہل اسلام کے ہین وہ اسپر نہ اوسکی حیات
مین جاری ہوسکتی ہین اور نہ بعد اوسکی موت کے اور ایک مسلمان کا قتل کرنا گناہ مین
بہت بھاری ہے اس سے کہ ایک ہزار کافر کا قتل ہم ترک کردیوین اور پھر جن مسائل
مین اہل بدعت پر تکفیر کا حکم کیا جاتاہے وہ مسائل بہت ہی دقیق اور غامض ہین بسبب
کثیر ہونے اون کی فروعات کے اور دقیق ہونے اونکے مدارک کے اور مختلف ہونے
اونکے قرینون کے اور متفاوت ہونے اون باعثون کے جو اہل بدعت کو پیش آئے ہین
اور جو شخص اون مسائل مین امر حق کا احاطہ کرنا چاہے وہ اسبات کا محتاج ہے کہ تمام
وجوہ خطا کی اقسام کا شناسا ہو اور تمام حقائق تاویل اور اوسکی شرائط سے جو اپنی اپنے
محل اور موقع مین چاہئین واقف ہو اور جو الفاظ محتمل تاویل اور غیر محتمل ہین اُن
سب کی معرفت اوسکو حاصل ہو اور یہہ امر اسبات کو چاہتاہے کہ تمام قبائل عرب
کی زبان کے طریقے اوسکو معلوم ہون یعنے حقیقت اور مجاز اور استعارات اور ان
قبائل کے جانتا ہو علم توحید کے دقائق سے بھی واقف ہو وغیرہ وغیرہ ان سب
باتون کا حصول تو علما پر بھی دشوار ہے غیر علما کا تو ذکر ہی کیا ہے - اب اس سے معلوم
ہوا کہ اہل بدعت کی تکفیر مین دو امرون کا ہونا ضرور ہے اول تو تکفیر کے معتقد کو بلا

کم و بیشی کے محرر اور ملخص کرنا یہہ امر بڑا دشوار ہے کیونکہ کسیکی مافی الضمیر پر پورے طور
بلا کم و بیشی اطلاع پانا مشکل ہے ایسا تو بہت دشوار ہے کہ کوئی شخص حاکم کے نزدیک ایسے
ایسی بات بولے جسکو جانتا ہے کہ اوسکی نطق سے قتل کیا جاویگا یہہ بات کبریت احمر سے
بھی زیادہ تر نایاب ہے اور اسی طرح پر کسیکی مافی الضمیر پر بینہ قائم کرنا اور پورا ثبوت دینا
بھی دشوار ہے - امر ثانی یہہ ہے کہ کسی معتقد اہل اسلام پر کفر کا حکم جاری کرنا بہت مشکل ہے
بسبب صعوبۃ علم کلام اور دشواری مقامات استنباط کے اور حق و ناحق مین تمیز کرنا بھی
ایک امر صعب ہے کیونکہ یہہ امر اوس شخص کو حاصل ہوتا ہے جسکا ذہن بھی صحیح و سالم ہو
اور نفس بھی اوسکا مرتاض ہو اور ہوا و ہوس و تعصبات سے بالکل پاک و صاف ہو - علوم
شریعت سے بہرا ہوا ہو اور اسرار علوم شریعت بھی اوسکو معلوم ہون ائمہ مجتہدین کے مواقع
اختلاف سے بھی خبردار ہو یہہ باتین بہت ہی قلیل الوجود ہین - جبکہ انسان خود بعض اپنے
اعتقاد کے محرر کرنے سے کسی عبارت مین بلا کم و بیش عاجز ہے پہر دوسرے کے اعتقاد
کے محرر کرنے پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے پس ہر ایک مومن کو اہل ہوا اور بدعت کی تکفیر سے
اجتناب بہت ادب سے کرنا چاہئے اور علاوہ اسپر یہہ ہے کہ اکثر اہل ہوا عوام اور مقلدین ہوتے
ہین اونکو ایسی دلیل معلوم ہی نہین ہوتی جو اونکے اعتقاد کے مناقض و مخالف ہو
ہان کبھی ایسا اتفاق بھی ہو جاتا ہے کہ نصوص صریحہ جو محتمل تاویل نہین ہین اونکی مخالفت
عناداً اور جحد البعض کیا کرتے ہین اسمین علما کو البتہ نظر کرنا چاہئے - شعرانی نے کہا کہ
اس کلام کو مینے شیخ کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی سے نقل کیا ہے اور یہہ کلام شیخ کا نہایت
جید اور نفیس ہے - دوسری جگہ امام شعرانی لکھتے ہین کہ امام احمد بن زاہد سرخسی جو
شیخ ابو الحسن اشعری کے بڑے خاص اصحابون مین تھے کہتے ہین کہ جب شہر بغداد مین شیخ
ابو الحسن اشعری کی وفات میرے گہر مین ہونے لگی تو اونہون نے تمام اپنے اصحاب کو جمع
کر کر کہا کہ تم سب گواہ رہو کہ تحقیق مین کسی اہل قبلہ کو کسی گناہ کے سبب کافر نہین کہتا
کیونکہ مین اونکو دیکھتا ہون کہ وہ سب کے سب ایک معبود کے قائل ہین اور اسلام اونکو اپنے
دائرہ مین شامل کرتا ہے - ایضاً امام شعرانی یواقیت مین لکھتے ہین وکان الامام الغزالی
رحمہ اللہ یقول من اکبر الاثام تخطئۃ العلماء من غیر اطلاع علی مرادہم وحمل کلامہم علی حال
قد لا یرتضونہا یعنی امام غزالی کہتے ہین اور بڑے گناہون مین سے ایک یہہ بڑا گناہ ہے

کہ باہمی علما کا تخطئہ کیا جاوے بغیر اطلاع پانیکے اونکی کلام کی مراد سے اور اونکے اقوال
کو ایسے محمل پر حمل کرنا کہ وہ اوس سے راضی نہین ہین - ایضاً قال وقال شیخ الاسلام
المخزومی قد نص الامام الشافعی علی عدم تکفیر اہل الاہوار فی رسالۃ فقال لا اکفر اہل الاہوار
بذنب وفی روایۃ عنہ ولا اکفر احدا من اہل القبلۃ بذنب وفی روایۃ آخری عنہ ولا اکفر
اہل التاویل المخالف للظاہر بذنب قال المخزومی رحمہ اللہ اراد الامام الشافعی رحمہ اللہ باہل
الاہوار اصحاب التاویل المحتمل کالمعتزلۃ والمرجئۃ واراد باہل القبلۃ اہل التوحید - امام شعرانی
یواقیت مین اس مبحث تکفیر کے آخر مین لکھتے ہین فقد علمت یا اخی مما قررناہ لک فی ہذا المبحث
ان جمیع العلماء المتدینین امسکوا عن القول بالتکفیر لاحد من اہل القبلۃ بذنب فبہداہم اقتدہ
واللہ اعلم انتہٰی المقدمہ فالان نشرع فی المقاصد -

المباحث

اس مقدمہ کو عاجز نے طویل الذیل اسواسطے کیا کہ حضرت اقدس **مرزا صاحب** کی
تکفیر مین علما نے بڑی غلطی فاش کی ہے یہہ تکفیر کسی پہلو سے درست نہین ہوسکتی
کتاب اللہ کے مخالف سنت رسول اللہ صلعم کے مناقض سلف صالح سے بالکل مخالف ہے
اب مین ناظرین پر یہہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جسقدر اقوال حضرت مرزا صاحب کے
موجب کفر قرار دیئے گئے ہین وہ یا تو ایسے مسایل ہین جو عین عقائد اسلام ہین -
اور یا ایسے معارف و اسرار قرانی ہین جو منجملہ لا تنقضی عجائبہ کے ہین اور لکل ظہر و بطن مین
داخل ہین یا وہ ایسے حقائق اور دقائق ہین جو کسیطرح پر مخالف نصوص شرعیہ
کے نہین ہوسکتے اور کوئی نص شرعی اونکے مخالف موجود نہین ہے اگر کسیکو دعوی
ہو تو مخالفت اونکی نصوص شرعیہ سے ثابت کردے ودرصورت عدم مخالفت وہ حقائق
حکم مین سنت تقریری کے ہوگئے بلکہ ہم اونکا استنباط نصوص قرانیہ یا احادیث سے
انشاء اللہ تعالے ثابت کرینگے بحولہ و قوتہ ایاک نعبد و ایاک نستعین - قول اول
جو موجب تکفیر قرار دیا گیا ہے مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ لغایت ۶، جلد ۱۳ -

(۱) ملائکہ ستارونکے ارواح ہین وہ ستارون کے لئے جان کا حکم رکھتے ہین لہذا
وہ ان ستارون سے کبھی جدا نہین ہوتے -

الجواب ایہا الناظرین ذرہ دیر کو انصاف فرماکر دیکھو عبارت توضیح المرام کی

جو ذیل مین لکھی جاتی ہین صفحہ ۳۳ - اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ اون کو یونانیونکے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہین یا دساتیر اور وید کی اصطلاح کے موافق ارواح کواکب سے اونکو نامزد کرین یا نہایت سیدہی اور موحدانہ طریق سے ملائکۃ اللہ کا اونکو لقب دین - انتہی - اور بصفحہ ۳۴ لکھا ہے یہہ کتاب اون روحانیات کو جو کواکب اور سموات سے تعلق رکھتی ہین نہ صرف ملائکہ قرار دیتے ہین بلکہ اونکی پرستش کیلئے بھی تاکید کرتی ہے اور ممکن ہے کہ اِن کتابون مین تحریف اور الحاد کے طور پر یہہ پر کفر تعلیمین زائد کی گئی ہون - اور اوسی مین بصفحہ ۳۶ و ۳۷ لکھا ہے اب پہر مین ملائک کی ذکر کیطرف عود کر کے کہتا ہون کہ قران شریف نے جس طرز سے ملائک کا حال بیان کیا ہے وہ نہایت سیدہی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اوسکے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہین پڑتا - اور پہر لکھتے ہین پس اسمین کچھ شک نہین کہ بوجہہ مناسبت نورانی وہ نفوس طیبہ اون روشن اور نورانی ستارون سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانون مین پائے جاتے ہین مگر اِس تعلق کو ایسا نہین سمجھنا چاہیے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنی اندر جان رکھتا ہے الی قولہ بلکہ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے - پہر صفحہ ۶۷ مین لکھا ہے بلکہ ہر ایک فرشتہ علیحدہ علیحدہ کامون کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے - اور صفحہ ۶۹ مین لکھا ہے - مثلاً جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکھتا ہے اوسکو کئی قسم کے خدمات سپرد ہین الخ ایہا الناظرین ذرہ انصاف فرما کر کہو کہ یہہ مضامین آیا وہی مضامین ہین جو قران مجید اور احادیث صحاح مین پائے جاتے ہین یا اوسکے مخالف اور مضاد ہین - تفسیر فتح البیان وغیرہ مین لکھا ہے عن عائشہ رضی اللہ عنہ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما فی السماء موضع قدم الا علیہ ملك ساجد او قائم وذلك قول الملائکۃ وما منا الا لہ مقام معلوم اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ آسمان مین ایک قدم بھر کی جگہ فرشتون سے خالی نہین ہے اور آیت مندرجہ سے معلوم ہوا کہ ہر ایک فرشتہ کیواسطے آسمان مین ایک مقام معین ہے جس سے وہ تجاوز نہین کر سکتا ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم ✣ فروغ تجلی بسوزد پرم ✣ اور قران مجید سے یہہ بھی ثابت ہے کہ جملہ تدبیر نظام جسمانی و روحانی کی بواسطہ فرشتونکے ظہور مین آئی ہے قال اللہ تعالی والذاریات ذروا فالحاملات وقرا فالجاریات یسرا

فالمقسمات امرا۔ ایضا قال اللہ تعالے والمرسلات عرفا فالعاصفات عصفا والناشرات نشرا فالفارقات فرقا فالملقیات ذکرا۔ ایضا قال اللہ تعالی فالمدبرات امرا۔
ایت اول کی تحت تفسیر کبیر مین لکھا ہے واعلم ان ھذہ الایۃ تدل علی ثلثۃ انواع من صفات الملئکۃ فاولھا قولہ تعالی وما منا الا لہ مقام معلوم وھذا یدل علی ان لکل واحد منھم مرتبۃ لا یتجاوزھا ودرجۃ لا یتعدی عنھا۔ تلک الدرجات اشارۃ الی درجاتھم فی التصرف والافعال فھی قولہ وانا لنحن الصافون والمراد کونھم صافین فی اداء الطاعات ومنازل الخدمۃ والعبودیۃ واما درجاتھم فی المعارف فھی قولہ تعالی وانا لنحن المسبحون والتسبیح تنزیہ اللہ عما لا یلیق بہ انتھی تفسیر معالم مین لکھا ہے ای ما منا ملک الا لہ مقام معلوم فی السموات یعبد اللہ فیہ قال ابن عباس ما فی السموات موضع شبر الا وعلیہ ملک یصلی او یسبح وروینا عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اطت السماء وحق لھا ان تئط والذی نفسی بیدہ ما فیھا موضع اربعۃ اصابع الا وفیھا ملک واضع جبھتہ ساجدا للہ قال السدی الا لہ مقام معلوم فی القربۃ والمشاھدۃ وقال ابو بکر الوراق الا لہ مقام معلوم یعبد اللہ علیہ کالخوف والرجاء والمحبۃ والرضاء اور جامع البیان مین لکھا ہو وما منا احد الا لہ مقام معلوم فی السموات یعبد اللہ فیہ لا یتجاوزہ تفسیر ابو السعود وغیرہ مین بھی قریب قریب اسیکے لکھا ہے
ایت دوم کی تحت تفسیر معالم مین لکھا ہے فالمقسمات امرا ھی الملئکۃ یقسمون الامور بین الخلق علی ما امروا بہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے والمقسمات ھی الملئکۃ الذین یقسمون الارزاق انتھی

لہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جملہ کاموں کو تقسیم بواسطہ ملائکہ کے ہوتی ہے کما یاتی فی تفسیرھا ۱۲ منہ ٹہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ القاء ذکر خواہ وہ وحی ہو یا عام ذکر ہو بواسطہ ملائکہ کے ہوتا ہے کما سیاتی فی تفسیرھا ۱۲ منہ ٹہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ تدبیر نظام جسمانی و روحانی کے بواسطہ ملائکہ کے ہوتی ہو ۱۲ منہ ٹہ یعنی فرشتے بموجب آیت وما منا الا لہ مقام معلوم کے اپنے مرتبہ اور درجہ سے تجاوز نہین کر سکتے ۱۲ منہ ٹہ یعنی ایک بالشت بھر جگہ بھی آسمانون مین فرشتون سے خالی نہین ۱۲ منہ ٹہ یعنی آسمانون مین چار انگشت کی جگہ بھی فرشتون سے خالی نہین ہے ۱۲ منہ ٹہ یعنی مقسمات وہ فرشتے مین جو رزقون کو تقسیم کرتے مین خواہ رزق جسمانی ہو یا روحانی ۱۲ منہ

جامع البیان مین لکھا ہے فالمقسمات الملائکۃ امرا یقسمون الامور بین الخلائق اور اوسکے
حواشی نہیہ مین لکھا ہے اتفق[1] علی ما فسرنا جمع من السلف کابن عباس و ابن عمر و
سعید بن جبیر و قتادہ وھو المنقول بروایات متعددۃ عن علی بن ابی طالب
وروی الحافظ ابو بکر الرازی علی ذلک حدیثا مرفوعا ۱۲ منہ جامع البیان
مین تحت آیت سوم لکھا ہے و بالملائکۃ الملقیات الی الرسل وحیا اور اسکے حاشیہ نہیہ
مین لکھا ہے روی عن المجاہد ان المراد منہ الریاح یفرق بین السحاب لا کن
نقل ابن کثیر عن السلف الاجماع علی ان المراد من الفارقات و الملقیات الملئکۃ
۱۲ منہ معالم التنزیل مین لکھا ہے یعنی الملئکہ تلقی الذکر الی الانبیاء نظیرہا یلقی
الروح من امرہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے اما قولہ فالفارقات فرقا فہم الملائکۃ الذین
یفرقون بین الحق والباطل و الحلال والحرام بما یحملونہ من القرآن والوحی
وکذلک قولہ فالملقیات ذکرا انہا الملائکۃ المتحملۃ للذکر الملقیۃ ذلک الی الرسل
فان قیل وما المجانسۃ بین الریاح وبین الملئکۃ حتی جمع بینہما فی القسم قلنا
الملئکۃ روحانیون فہم بسبب لطافتہم وسرعۃ حرکاتہم کالریاح آیت چہارم
کے تحت تفسیر معالم مین لکھا ہے قال ابن عباس ہم الملئکۃ وکلوا بامور عرفہم اللہ عزوجل
العمل بہا قال عبد الرحمن بن سابط یدبر[2] الامر فی الدنیا اربعۃ جبرائیل و میکائیل
وملک الموت واسرافیل علیہم السلام اما جبرائیل فموکل بالریاح والجنود واما
میکائیل فموکل بالقطر والنبات واما ملک الموت فموکل بقبض الانفس واما اسرافیل
فہو ینزل بالامر علیہم جامع البیان مین لکھا ہے الملئکۃ التی تدبر الامر من السماء
الی الارض بامر ربہا والسلف ما اختلفوا فی ہذا الاخیر ولم ینقل عنہم الا قول
واحد۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے واما قولہ فالمدبرات امرا فاجمعوا علی انہم الملئکۃ
قال مقاتل یعنی جبرائیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام یدبرون

---

[1] یعنی سلف مین ایک جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مراد مقسمات سے وہ فرشتے ہین جو خلائق مین تمام امور کی تقسیم کرتے ہین جیسے
ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور علی بن ابی طالب کا یہی مذہب ہے۔ حافظ ابو بکر رازی نے اسبارہ مین ایک حدیث مرفوع
بھی روایت کی ہے ۱۲ منہ [2] تمام کام دنیا مین چار فرشتون کے وساطت سے ہوتا ہے جبرائیل میکائیل ملک الموت اسرافیل ہین اون
مین جبرائیل ہوا اور لشکر پر مقرر ہین بارش اور نباتات پر میکائیل متعین ہین قبض ارواح پر ملک الموت مقرر ہے۔ اور اسرافیل اوپر انکے احکام لیکر اترتے ہین

امر الله تعالیٰ نے اہل الارض وهم المقسمات امرا اما جبرائیل فموکل بالریاح والجنود
واما میکائیل فموکل بالقطر والنبات واما ملک الموت فموکل بقبض الانفس
واما اسرافیل فهو ینزل بالامر علیهم وقوم[1] منهم موکلون بحفظ بنی ادم و
قوم اخرون بکتابة اعمالهم وقوم اخرون بالخسف والمسخ والریاح والسحاب
والامطار انتهی زیر تفسیر آیہ ویحمل عرش ربک کے کما بین میں لکھا ہے اخرج الحاکم
وصححہ عن ابن عباس مرفوعا قال یحمل ثمانیة ملک علی صورة الاوعال وفی
روایة[2] عند رؤسهم عند العرش واقدامهم فی الارض السفلی ولهم قرون
کقرون الوعلة ما بین اصل قرن احدهم الی منتهاه خمسمأة عام وروی ان
ما بین اظلافهم الی رکبهم کما بین السماء والارض وروی ان لکل ملک منهم
وجه رجل ووجه اسد ووجه ثور ووجه نسر ولابن جریر عن ابی زید
مرفوعا یحمله الیوم اربعة ویوم القیمة ثمانیة مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم ست
حجة اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں اعلم ان الملأ الاعلی علی ثلثة اقسام قسم[3] علم الحق ان
نظام الخیر یتوقف علیهم فخلق اجساما نوریة بمنزلة نار موسی فنفخ فیها
نفوسا کریمة وقسم[2] اتفق حدوث مزاج فی البخارات اللطیفة من العناصر استوجب
فیضان نفوس شاہقة شدید الرفض للالواث البهیمیة - وقسم[3] هم نفوس
انسانیة قریب المأخذ من الملأ الاعلی ما زالت تعمل اعمالا منجیة تفید اللحوق
بهم حتی طرحت عنها جلابیب ابدانها فانسلکت فی سلکهم وعدت منهم الخ
علامہ شعرانی یواقیت والجواہر میں لکھتے ہیں ان الملائکة عند اهل الحق اجسام

---

[1] یعنی کچھ فرشتے بنی آدم کی حفاظت پر موکل ہیں اور کچھ نامہ اعمال لکھنے پر اور کچھ عذاب خسف ومسخ نازل کرنے پر مقرر ہیں اور کچھ ہواؤں اور بادلوں اور بارشوں پر متعین ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی سر اون فرشتوں کا نزدیک عرش کے ہے اور قدم اونکے نیچے کی زمین میں ۱۲ منہ [3] یعنی ایک قسم فرشتوں کے وہ اجسام نوری ہیں جو بمنزلہ نار موسی کے ہیں نظام نیکیوں کا اون سے متعلق ہے - اور دوسرے قسم وہ فرشتے ہیں جو بخارات لطیفہ عناصر سے ایک مزاج پیدا ہوکر اوسمیں پیدا ہو جاتے ہیں اور بہیمیہ کے الواث سے بالکل پاک وصاف ہوتے ہیں - تیسری قسم جو نفوس انسانیہ ایسے ہیں کہ ملأ اعلی سے بہت ہی قریب ہیں اور ہمیشہ اعمال منجیہ عمل میں لاتے ہیں وہ بھی ملائکہ میں جا ملتے ہیں اور پردہائے ابدان سے جدا ہو جاتے ہیں اور فرشتوں کی زمرہ میں داخل ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ

لطیفۃ ولہم قوۃ التشکل والتبدل قادرون علی الافعال الشاقۃ عباد مکرمون
مواظبون علی الطاعات معصومون من المخالفات والفسق لا یوصفون
بذکورۃ ولا انوثۃ ترجمہ - اہل حق کے نزدیک فرشتے جسم لطیف ہین اورانکو
قوت تمثل و تشکل کی حاصل ہے دشوار کامون کی کرنیکی قوت رکھتے ہین بزرگ بندے
ہین اللہ تعالی کی طاعت پر مواظبت رکہنے والے مخالفت اور فسق سے معصوم ہین وہ مرد
ہین اور نہ وہ عورت اوسی ہین لکہا ہے ہل النجوم والشمس والقمر املاک او منصات
املاک فالجواب کما قالہ الشیخ فی الباب لستین من الفتوحات ان جمیع النجوم
والشمس والقمر مراکب للملائکۃ وذلک لان اللہ تعالی قد جعل فی السموات
نقباء من الملائکۃ وجعل لکل ملک نجما ہو مرکب لہ یسبح فیہ وجعل الافلاک
تدور بہم فی کل یوم دورۃ فلا یفوتہم شئ من احوال المملکۃ السماویۃ و
الارضیۃ واملاک ہذہ المنصات منہم جنود وامراء ووزراء وملوک -
حاصل ترجمہ سوال ایا ستارے اور سورج اور چاند فرشتے ہین یا فرشتونکے مرکب ہین
جواب شیخ نے ساٹہوین باب فتوحات ہین کہا ہے کہ تمام ستارے اور سورج اور چاند
فرشتونکے مرکب ہین کیونکہ اللہ تعالی نے بعض فرشتون کو آسمان ہین نقیب اور سردار بنایا
ہے اور ہر ایک فرشتے کے واسطے ایک ستارہ مقرر کیا ہے کہ وہ ستارہ اوس فرشتہ کا مرکب
ہے اوس ہین تسبیح کرتا ہے اور افلاک ہر روز اُن فرشتونکے ساتہہ دورہ کرتے رہتے ہین
اور آسمان اور زمین کی مملکت کے احوال سے کوئی چیز اون فرشتون سے فوت نہین ہو سکتی
اور یہہ فرشتے بعض اونکے بمنزلہ لشکری کے ہین اور بعض امیر ہین اور بعض وزیر اور بعضی
بادشاہ ہین - امام شعرانی یواقیت مین لکہتے ہین فان قلت فکم اصناف الملئکۃ فالجواب
ہم ثلثۃ اصناف کما ذکرہ الشیخ فی الرابع وخمسین ومائۃ الی ان قال الثانی
ملائکہ التسخیر کالمسخرین لنا بالعروج لیلاً ونہارا من حضرۃ الحق الخاصۃ
الینا ومن حضرتنا الی الحق وکالملائکۃ المستغفرین لمن فی الارض والمستغفرین
للمؤمنین خاصۃ وکالملائکۃ الموکلین بالممات والموکلین بالارحام
والموکلین بالالہام والموکلین بنفخ الارواح وکالملائکۃ الموکلین
بالارزاق والامطار وکالموکلین بالانسان وکالملئکۃ

الصافات والزاجرات والتاليات والمقسمات والنازعات والمرسلات والناشرات والسابقات والسابحات والملقيات والمدبرات وغيرها وكل من عموم النبيين افضل من هولاء كما مر فى البحث قبله واعلم ان راس ملائكة التسخير هو القلم الاعلى وهو العقل الاول سلطان عالم التدبير والتسطير - الثالث ملائكة التدبير وهى الارواح المدبرة للاجسام كلها سواء الطبعية والنورية والفلكية والعنصرية وجميع اجسام العالم - ترجمہ یعنی دوسری قسم وہ فرشتے ہین جو مختلف کامون مین لگے ہوے ہین چنانچہ وہ فرشتے جو رات اور دن مین بدر بار خداوند تعالی ہمارے نزدیک سے جاتے ہین اور حضرت حق سے ہمارے پاس آتے ہین اور استغفار کرنیوالے فرشتے جملہ اون لوگون کے واسطے جو زمین مین ہین - اور استغفار کرنیوالے خاص مومنون کے واسطے - اور جو فرشتے نیک باتونکے خیال دلمین ڈالنے پر موکل ہین اور جو رحمون پر یعنی بچہ دانون پر موکل ہین اور جو الہام پر موکل ہین اور روح کی نفخ پر اور رزق رسانی پر اور مینہہ پر اور انسانون پر اور صافات اور زاجرات اور تالیات اور مقسمات اور نازعات اور مرسلات اور ناشرات اور سابقات اور سابحات اور ملقیات اور مدبرات وغیرہا - یہہ سب فرشتے ملائکہ تسخیر بولے جاتے ہین - اور ملائکہ تسخیر مین سردار فرشتہ کا نام قلم اعلی اور عقل اول ہو کہ وہ عالم تدبیر اور تسطیر کا سلطان ہے اور تیسری قسم ملائکہ تدبیر ہین اور وے وہ روحانیات ہین جو تمام اجسام کی تدبیر کرتے ہین خواہ وہ اجسام طبعی ہون یا نوری ہون یا فلکی ہون یا عنصری ہون یہہ ملائکہ تدبیر تمام اجسام کی تدبیر پر موکل ہین انتہی - اور یہہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ نزول وعروج ملائکہ سے وہ معنی مراد نہین ہین جو عوام کے اذہان مین بسے ہوے ہین بلکہ وہ نزول وعروج ملائکہ ایک قسم کی تجلی ہے اوسی یواقیت مین امام شعرانی لکہتے ہین فان قلت فما المراد بعروج الملائكة فانه لا يعرج الا من نزل فالجواب لا يختص عروج الملائكة بالعلويات كعروج غيرهم بل يسمى نزعلهم الينا

ؔ۱ وہ فرشتے جو صف بنہ کر کہڑے ہونے والے ہین ۱۲ منہ ؔ۲ وہ فرشتے جو ڈانٹ ڈپٹ والے ہین ۱۲ ؔ۳ وہ فرشتے جو تلاوت کرنیوالے ہین ذکر کو ۱۲ ؔ۴ جو فرشتے بانٹنے والے ہین ۱۲ ؔ۵ جو فرشتے زور سے جان کہینچنے والے ہین ؔ۶ جو فرشتے نرمی سے کہولدیتے ہین ۱۲ ؔ۷ جو فرشتے بادلونکو اوٹہانیوالے ہین ۱۲ ؔ۸ جو فرشتے آگے نکل جانیوالے ہین ۱۲ ؔ۹ جو فرشتے تیرنیوالے ہین ۱۲ ؔ۱۰ جو فرشتے ڈالنے والے ہین ذکر کو ۱۲ منہ

عروجا ایضاً اظہار الاطلاق الحکم للہ رب العلمین فان لہ تعالیٰ فی کل موجود تجلیا
ووجہا خاصاً بہ یحفظہ ولا سیما قد ذکر سبحانہ تعالیٰ ان لہ جہۃ العلو علی الاطلاق
ای سواء وقع التجلی فی السفلیات والعلویات قال تعالیٰ سبح اسم ربک الاعلیٰ
وقال وھو اللہ فی السموات وفی الارض فجعل لہ العلو سواء کان فی السموات و
فی الارض بقرینۃ حدیث اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فافہم فالعلو
دائما قال الشیخ وایضاح ذلک ان اللہ تعالیٰ اعطی الملائکۃ من العلم بجلالہ بحیث
انہم اذا توجہوا من مقامہم لا یتوجہون الا الی اللہ لا الی غیرہ فلہم نظر الی الحق
فی کل شیء ینزلون الیہ فمن حیث نظرہم الی من ینزلون الیہ قال تنزل
الملائکۃ ومن حیث انہم فی نزولہم اصحاب عروج قال تعرج الملائکۃ
وبالجملۃ فکل نظر وقع الی الکون من ای کائن کان فہو نزول وکل نظر وقع
الی الحق من ای کائن کان فہو عروج الی اخر ما قال۔ ترجمہ سوال عروج
ملائکہ سے کیا مراد ہے۔ جو نزول کرتا ہے وہی عروج کرسکتا ہے۔ الجواب فرشتونکا
عروج علویات ہی کے ساتھ مختص نہین جیسا کہ غیر فرشتونکا عروج علویات ہی کے ساتھ
خاص ہے بلکہ فرشتونکا جو ہماری طرف نزول ہے وہ بھی عروج ہی ہے اِس نزول مین
بھی اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل ہے اور مطلق حکم اوسی کا ہے کیونکہ ہر موجود مین اللہ تعالے
کی ایک تجلی خاص اور اوسکی طرف ایک توجہہ خاص ہے کہ اللہ تعالے اوس موجود کا حافظ
ہے کیونکہ کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ مطلقاً اللہ تعالے کیواسطے جہت علو حاصل ہے
خواہ اوسکی تجلی سفلیات کیطرف ہو یا علویات کیطرف جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ اپنے
رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے زیادہ اونچا ہے اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ وہ اللہ ہے آسمانون
مین اور زمینون مین پس اوسکے واسطے علو ثابت ہے خواہ اوسکی تجلی آسمانون مین ہووے
یا زمین مین دیکھو یہہ حدیث اِس مطلب پر کیسا ایک قرینہ قویہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ
ترقریب جب ہوتا ہے جب سجدہ کرتا ہے پس سمجھہ تو کہ علو اللہ تعالے کیواسطے ہمیشہ ثابت ہے

لہ یہی حقیقت ہی نزول عیسی بن مریم کی اِس وقت چونکہ تمام بسیط الارض مین اُمت عیسوی بسبب کفر
شرک بدعات کے بالکل فاسد ہوگئے ہے لہذا اوس نبی کی نظر توجہہ اونکی اصلاح کی طرف ملتفت ہر یہی
نزول ہے عیسی بن مریم کا جو بذریعہ ایک مجدد کے اللہ تعالی و تبارک نے اونکی توجہہ کو مقبول فرمایا ہے ۱۲ منہ

شیخ کہتا ہے کہ زیادہ تر ایضاح اس مطلب کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے جلال کا علم اپنے فرشتون کو ایسا
دیا ہے کہ سوا ذات اللہ تعالی کے کسی غیر کیطرف اپنے مقام سے اونکی توجہ نہین ہوتی پس نظر
اونکی جس شے کیطرف ہو جسکو نزول کہتے ہین وہ اللہ تعالی ہی کیطرف ہے اس حیثیت سے
فرمایا گیا ہے کہ تنزل الملئکة اور چونکہ وے اسی نزول مین لسبب توجہ الی الحق کے صاحب
عروج بھی ہین فرمایا گیا کہ تعرج الملئکة - خلاصہ یہہ ہے کہ کیسکی نظر جب کون کی طرف
ہو اوسکا نام نزول ہے اور جو نظر حق کیطرف ہو اوس کا نام عروج ہے انتہی - اب مین
کہتا ہون کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اقوال علما اور کشوف اولیا سے یہہ امر ثابت ہوا
کہ جو جو تغیرات اور تبدلات نظام جسمانی یا روحانی مین واقع ہوتے ہین جیسا کہ اختلاف فصول
کا اور رات اور دن کا خلاف حرارت اور برودت اشیا کا اختلاف یبوست اور رطوبة کا اختلاف
صحة اور مرض کا اختلاف ذکورة اور انوثة کا اختلاف وغیرہ وغیرہ عالم جسمانی مین - اور شرائع
کا اختلاف انبیا کے ذریعہ سے اور فہم جدید شرائع کا اختلاف مجددین کے وساطت سے نظام
روحانی مین جو کچھہ عالم مین ہو رہا ہے وہ باذن اللہ تبارک و تعالی معرفت ملائکہ کے ہو رہا ہے
جسکو نظر ظاہر بین افلاک کیطرف منسوب کرتی ہے لیکن یہہ سب کچھہ بوساطت ملائکہ کے ظہور
مین آتا ہے باذن اللہ تعالے اور جملہ اجرام علویہ اور فلکیات کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کاتب
کے ہاتھہ مین قلم ہوتا ہے - اب ناظرین منصفین سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اندرینصورت
ملائکہ اجرام علویہ کی نسبت بمنزلہ روح کی ہوئی یا کیا ہوئی اور اونکا تعلق اجرام علویہ سے
کیسا ہوا آیا ایسا ہی تعلق ہوا جیسا کہ جسم کو جان سے ہے یا کچھہ اور ہوا حالانکہ اس مقام مین
حضرت اقدس **مرزا صاحب** نے نہایت احتیاط سے یہہ بھی فرما دیا ہے کہ وہ تعلق ایک
مجہول الکنہ تعلق ہے پس وہ ملائک اون ستارون سے کیونکر جدا ہو سکتے ہین اگر وہ جدا
ہو جاوین تو پہر جو کام اونسے اللہ تعالی لے رہا ہے اور جس سے اوسکی حکمت بالغہ اور قدرت
کاملہ ظاہر ہو رہی ہے وہ کیونکر ہو سکے دیکھو حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت لا عرف
فخلقت الخلق لاعرف سبحان اللہ لشکر ملائکہ سے کیا کیا قدرتین اوسکی ظاہر ہو رہی
ہین وما یعلم جنود ربك الا هو **القول الثانی الموجب** للکفر بزعم
الفاسد (۲) جبرائیل جسکا سورج سے تعلق ہے وہ بذات خود اور حقیقة زمین پر نہین
اوترتا اوسکا نزول جو شرع مین وارد ہے اُس سے اوسکی تاثیر کا نزول مراد ہے اور جو

صورت جبرائیل وغیرہ فرشتون کے انبیاء دیکہے ہین وہ جبرائیل وغیرہ کی عکسی تصویر تہی جو انبیاء کے خیال مین متمثل ہوجاتی تہی جیسے آئینہ مین دیکہنے والے کی صورت متمثل ہوجاتی ہے۔

الجواب

جب یہہ امر ثابت ہوچکا کہ اجرام علویہ مین ایک گرہ بہر جگہ بہی ملائکہ سے خالی نہین تو اتنا بڑا نیر اعظم ملائکہ سے کیونکر خالی مانا جاوے گا اگر جبرائیل کا تعلق اوس نیر اعظم سے آپ یقین نہ مانتے تو بہر کسی اور فرشتے کا تعلق اوس سے بالضرور ہوگا یہہ تعلق خاص جو اہل کشوف اولیاء پر واضح ہوا ہے جبتک کہ کوئی نص قطعی اسکی مخالف نہو تو ہم ایسے امر کشفی کو بمنزلہ سنت تقریری کے سمجہتے ہین اور آپکو منکر سنت تقریری کا جانتے ہین خصوصاً جبکہ عقلی دلیل بہی اس تعلق امر کشفی کی مؤید ہے کیونکہ جیسا کہ شمس نظام جسمانی کا روشن کرنے والا ہے ویسا ہی جبرائیل نظام عالم روحانی کا منور ہے پس اس مناسبت تامہ کیوجہ سے اگر جبرائیل کو نیر اعظم سے تعلق ہے اور وہ کشف اولیاء سے ثابت ہے تو آپکو اوسکی تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے ولنعم ما قیل سہ اذا لم تر الهلال فسلم ٭ لاناس رأوہ بالابصار[له]

اور حضرت جبرائیل کا اوترنا زمین پر بصورت اصلیہ خود اور بذات خاص خود کونسی نصوص سے ثابت ہے بینوا توجروا قرآن مجید سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ دو دفعہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرائیل کو اپنی صورت اصلیہ مین دیکہا تہا۔ قال اللہ تعالی ولقد رآہ نزلة اخری عند سدرة المنتهی فتح البیان مین لکہا ہے قال جمهور المفسرین المعنی انه رای محمد صلعم جبرائیل علیه السلام مرة اخری فی صورة نفسه وذلك لیلة المعراج انتهی تفسیر جامع البیان مین لکہا ہے ولقد رآہ جبرائیل فی صورته نزلة اخری مرة اخری وعن ابی هریرة وجم غفیر من السلف انه رای جبرائیل فی صورته مرتین والمرة الاخیرة لیلة الاسراء نصب بالمفعول فیه تفسیر معالم مین لکہا ہے یعنی رای جبرائیل فی صورته التی خلق علیها نازلا من السماء نزلة اخری وذلك انه رای فی صورته مرتین مرة فی الارض ومرة فی السماء۔ شاہ عبد القادر صاحب فائدہ مین لکہتے ہین کہ حضرت کو اول نبوة مین حضرت جبرائیل نظر آئے تہے اصلی صورت پر الی آخرہ بہر لکہتے ہین دوسری بار جبرائیل کو اپنی صورت پر دیکہا معراج کی رات مین سات آسمانون سے اوپر الخ نہین

[له] یعنی جبکہ تو ہلال کو بسبب ضعف بصارت کے نہین دیکہہ سکتا تو جن لوگون نے اپنی آنکہون سے اوسکو دیکہہ لیا ہے اونکو دیکہنے کو تسلیم کرلے ۱۲ منہ

له جو امر کشفی اولیاء اللہ کا مخالف نص قطعی کے نہو وہ بمنزلہ سنت تقریری کے سمجھا جاتا ہے ۱۲

معلوم کہ مکفر نے اِس قول کو موجب کفر کیونکر قرار دیا ہے اگر اُس کا مطلب یہہ ہے کہ حضرت
مرزا صاحب نفس او تر نے جبرائیل سے جو بطور تمثل اور تشکل کے ثابت ہے انکار کرتے
ہین تو یہہ مکفر کا محض افترا ہے جسجگہ سے مکفر نے یہہ اعتراض پیدا کیا ہے اوسیجگہ لکھا ہوا ہے
دیکھو توضیح المرام صفحہ ۴۴ - اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندون پر بشکل جسمانی متشکل ہوکر ظاہر
ہوجاتے ہین اور بشری صورت سے متمثل ہوکر دکھائی دیتے ہین انتہی - اور اس تمثل اور تشکل کے
سب اہل اسلام قائل ہین یہہ کوئی قول جدید نہین ہے دیکھو وہ حدیث جو کتاب الایمان
کی فصل اول مشکوۃ شریف مین لکھی ہے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال
بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا
رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا
یعرفہ منا احد حتی جلس الحدیث - وقال رسول اللہ صلعم فی اخر الحدیث
فانہ جبرائیل اتاکم یعلمکم دینکم پس ناظرین با انصاف غور فرماکر کہین کہ کیا
اصلی صورت جبرائیل کی احادیث سے یہی ثابت ہوتی ہے کہ ایسے آدمی کی شکل ہو جسکے
کپڑے سفید اور بال سیاہ ہوین یہہ تمثل نہین تو اور کیا ہے تفسیر معالم مین لکھا ہے -
قال اللہ تعالی فارسلنا الیھا روحنا یعنی جبرائیل علیہ السلام فتمثل لھا بشرا
سویا وقیل المراد بالروح عیسی علیہ السلام جاء فی صورۃ بشر فحملت بہ والاول
اصح جامع البیان مین لکھا ہے فارسلنا الیھا روحنا جبرائیل فتمثل لھا بشرا سویا
ای علی شکل انسان تام کامل - تفسیر وجیز مین لکھا ہے سماہ روحا لان حیات الذین
بہ قیل ہو مجاز عن کمال المحبۃ کما یقال انت روحی تفسیر ابو السعود مین لکھا ہے
فارسلنا الیھا روحنا ای جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام عبر عنہ بذلک
توفیۃ للمقام حقہ وقریء بفتح الراء لکونہ سببا لما فیہ روح العباد الذی
ہو عدۃ المقربین فی قولہ تعالی فاما ان کان من المقربین فروح وریحان
فتمثل لھا بشرا سویا سوی الخلق کامل البنیۃ لم یفقد من حسان نعوت الادمیۃ
شیئا وقیل تمثل فی صورۃ ترب لھا اسمہ یوسف من خدم بیت المقدس و
ذلک لتستانس بکلامہ وتتلقی منہ ما یلقی الیھا من کلماتہ تعالی اذ لو

لہ یعنی آپنے فرمایا کہ وہ آدمی بہت سفید کپڑون والا نہایت سیاہ بالون والا جبرائیل تھا تمکو دین اسلام تعلیم کرنے آیا تھا

بدا لها على الصورة الملكية لنفرت منه ولم تستطع مفاوضته الخ تفسیر کبیر مین لکھا ہے
جسکا حاصل ترجمہ لکھا جاتا ہے مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ یہان پر روح سے کیا مراد ہے
اکثر کا یہہ قول ہے کہ مراد اوس سے جبرائیل ہین اور ابو مسلم نے کہا ہے کہ مراد روح سے
وہ ہے جو مریم کے شکم مین صورت بشر کے بنگئی لیکن قول اول اقرب الی الصواب ہے
کیونکہ جبرائیل کا نام روح بھی ہے فرمایا اللہ تعالی نے نزل به الروح الامین على قلبك
اور یہہ نام اونکا اسواسطے ہوا کہ وہ روحانی ہین اور بعض نے کہا کہ روح سے وہ پیدا کیئے
گئے ہین اور بعضون نے کہا کہ دین کی زندگی اُن سے حاصل ہوتی ہے یا مجازاً بسبب محبت
کے اللہ تعالی نے اُن کا نام روح رکھا ہے جیسا کہ کسی دوست سے تو کہے کہ انت روحی
اور ابو حیوۃ نے روحنا بالفتح پڑھا ہے کیونکہ حضرت جبرائیل اللہ تعالی کے بندونکے لیئے
روح کے حاصل ہونیکا سبب ہین۔ اور عند اللہ متقین کیلئے روح پہنچنے کا سامان ہین فرمایا
اللہ تعالی نے فاما ان كان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم۔ یا اس وجہ
سے حضرت جبرائیل کا نام رَوح رکھا گیا کہ وہ منجملہ مقربین کے ہین جنکو روح کا وعدہ
دیا گیا ہے۔ پس جبکہ حضرت جبرائیل کا نام رُوح ہوا تو یہان پر ضرور ہے کہ مراد روح سے
وہی جبرائیل ہون فرمایا اللہ تعالے نے حکایتاً قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما
زکیا یہہ قول سوا حضرت جبرائیل کے اور کا نہین ہوسکتا مفسرین کا اس تمثل کی کیفیت ظہور
مین اختلاف ہے کہ کیونکر ہوا۔ اول تو قول یہہ ہے کہ ایک جوان بے ریش خوبصورت
سوی الخلق کی شکل مین متمثل ہوئی۔ دوسرا قول یہہ ہے کہ بصورت یوسف جو خادم بیت
المقدس تھے اور حضرت مریم کے ہم سن تھے اُنکی صورت مین متمثل ہوئے قران مجید

له واختلف المفسرون في هذا الروح فقال الاكثرون انه جبرائيل وقال ابو مسلم انه الروح الذي تصور
في بطنها بشرا والاول اقرب لان جبرائيل يسمى روحا قال الله تعالى نزل به الروح الامين على قلبك وسمي
لانه روحاني وقيل خلق من الروح وقيل لان الدين يحيى به او سماه الله تعالى بروحه على المجاز محبة
له وتقريبا كما تقول لحبيبك روحي وقرء ابو حيوة روحنا بالفتح لانه سبب لما فيه روح العباد واصابة
الروح عند الله الذي هو عدة المتقين في قوله فاما ان كان من المقربين فروح وريحان وجنة نعيم
او لانه من المقربين وهم الموعودون بالروح اي مقربنا وذا روحنا واذا ثبت انه يسمى روحا
فهي هنا يجب ان يكون المراد به هو منه عليه السلام لانه قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكية

کا نظم کسی شخص کی تعیین پر دلالت نہین کرتا پس دونون احتمال جائز ہین اور حکمت آدمی کی صورت مین ظاہر ہونیکی یہہ تھی کہ تا کہ حضرت مریم اونکی کلام سے مانوس ہووین اور نفرت نکرین اور اگر ملائکہ کی صورت مین ظاہر ہوتی تو اونکو وحشت ہوتی اور اونکی کلام کے سننے پر قدرت نہوتی - اب یہان پر چند اشکالات ہین - پہلا اشکال یہہ ہے کہ اگر کسی فرشتہ کا تمثل کسی انسان معین کی صورت مین جائز ہو تو اندرینصورت اِس بات کا یقین ہمکو کیونکر حاصل ہو کہ جس شخص کو ہم اسوقت دیکھہ رہے ہین وہ وہی زید ہے جسکو ہم نے کل دیکھا تھا کیونکہ یہہ احتمال باقی ہے کہ فرشتہ یا جن اِس صورت مین متمثل ہوگیا ہو اور یہہ امر تو ایک سفسطہ کی طرف پہنچاتا ہے جواب اِس کا یہہ ہے کہ ایسا اشکال تو بہر صورت پیدا ہو سکتا ہے ہم کہتے ہین کہ جو شخص یہہ اقرار کرتا ہے کہ یہہ عالم ایک صانع قادر اور مختار کا محتاج ہے وہ اِس بات کا بھی یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالی قادر ہے کہ وہ زید کی مانند ہو بہو خط و خال مین دوسرے شخص کو پیدا کردے اندرینصورت وہ سفسطہ یہان پر بھی لازم آتا ہے کہ جس زید کو ہم اِس آن مین دیکھہ رہے ہین شاید وہ نہو جسکو ہمنے کل گذشتہ مین دیکھا تھا علی ہذا القیاس جو شخص دہری ہو اور صانع قادر مختار کا منکر ہو اور تمام حوادث کو نجوم اور فلکیات کی طرف منسوب کرتا ہے اوسکو بھی یہہ شک پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض اوضاع فلکیہ اور اتصالات و قرانات نجوم ایسے حادث ہون جو مقتضی ہون کہ کل امور مین زید کی مانند کوئی دوسرا شخص حادث ہو جاوے لیکن یہہ احتمالات ناشی عن الدلیل نہین ہین جن کا اعتبار کیا جاوے - دوسرا[1] اشکال یہہ ہے کہ روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ جبرائیل نہایت درجہ عظیم الشخص ہین جن کے تین سو بازو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین پس ایسے بڑے وجود اور جثہ کا

---

[1] الی ان قال و ثانیہا انہ جائی الاخبار ان جبرئیل شخص عظیم جدا فذلک الشخص العظیم کیف صار بدنہ فی مقدار جثۃ الانسان أبان تساقطت اجزاءہ و تفرقت بنیتہ فحینئذ لا یبقی جبرائیل و بان تداخلت اجزاءہ و ذلک یوجب تداخل الاجزاء وہو محال الی ان قال و الجواب عن الاول ان ذلک التجویز لازم علی الکل لان من اعترف بافتقار العالم الی الصانع المختار فقد قطع بکونہ تعالی قادرا علی ان یخلق شخصا آخر مثل زید فی خلقتہ و تخطیطہ و اذا جوزنا ذلک فقد لزم الشک فی ان زید المشاہد الان ہو الذی شاہدناہ بالامس ام لا و من انکر الصانع المختار و اسند الحوادث الی اتصالات الکواکب و تشکلات الفلک لزمہ تجویز ان یحدث اتصالات غریبۃ فی الافلاک تقتضی حدوث شخص مثل زید فی کل الامور و حینئذ یعود التجویز المذکور و عن الثانی انہ لا یمتنع ان یکون جبرائیل لہ اجزاء اصلیۃ و اجزاء فاضلۃ و الاجزاء الاصلیۃ قلیلۃ جدا فحینئذ یکون متمکنا من التشبہ بصورۃ الانسان ۱۲ منہ

شخص ایک آدمی کی شکل مین کیونکر متمثل ہو سکتا ہے کیا تمام اعضاء اور اجزاء اوسکی بنیہ کے متفرق
اور متلاشی ہو جاتے ہین اس صورت مین تو جبرائیل - جبرائیل نہ رہین گے یا اونکے سب اجزا مین
تداخل ہو جاتا ہے اس صورت مین بھی ایسا تداخل محال ہے - جواب اس کا یہہ ہو سکتا ہے کہ
یہہ بھی تو احتمال ممکن ہے کہ کچھہ اجزاء اُنکے اصلیہ ہون جو نہایت درجہ قلیل ہون اور کچھہ اجزاء
زایدہ اور فاضلہ ہون اس ہنگام مین وہ اجزاء اصلیہ جو نہایت درجہ قلیل ہون ممکن ہے
کہ انسان کی صورت مین متمثل ہو جاوین اور یہہ اشکال تو جب پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم حضرت
جبرائیل اور ملائکہ کو جسمانیات سے قرار دین لیکن جبکہ ہم اُن کو روحانیات سے تسلیم
کرین تو کچھہ استبعاد نہین کہ ایک روحانی فرشتہ کبھی ایک ہیکل عظیم مین متمثل ہو جاوے
اور دوسری بار ایک ہیکل صغیر مین اخیر تک شیخ **عبد الحق دہلوی** رحمۃ اللہ مدارج النبوۃ
مین لکھتے ہین جلد دوم صفحہ ۴۰ ثالث - آنکہ در صورت دحیہ کلبی مے آمد کہ صحابی بود از قبیلہ
بنی کلب خوش رو و در غایت حسن و جمال گویند کہ چون دحیہ بتجارت می آمد زنان محمل نشین
نظارہ میکردند او را و در تحقیق تمثل جبرائیل بصورت دحیہ کلام ست اہل نظر اشکال می آرند
کہ چون تمثل میکرد جبرائیل در صورت دحیہ روح جبرائیل کجا می بود اگر در جثہ شریف می بود
کہ مرا از اسہ صد جناح ست کہ صورت اصلی ست پس انچہ مے آمد نزد آنحضرت صلعم روح جبرائیل
نبود و نہ جسد او و اگر درین جسد می بود کہ در صورت دحیہ ست و از جسد اصلی مفارقت کردہ درین
جسد می آمد پس ایا مے مرد جبرائیل بانتقال روح از جسد یا خالی مے ماند آن جسد از روح منتقلہ و
بے روح نیز نیست - در مواہب لدنیہ از عینی کہ شارح بخاریست حنفی المذہب گفت دور نیست
کہ نباشد انتقال روح موجب موت پس باقی ماند جسد و نقصان نپذیرد و از مفارقت وے
چیزے و انتقال بجسد ثانی ہمچو انتقال روح شہداء باشد باجواف طیور خضر و موت اجساد
بمفارقت ارواح امری واجب نیست عقلاً بلکہ بعادتے ست کہ جاری گردانیدہ ست حق تعالے
در بنی آدم و لازم نیست کہ در غیر بنی آدم نیز ہمچنین باشد بلکہ در بنی آدم نیز جائز ست عقلاً

سلہ هذا اذا جعلناه جسمانيا اما اذا جعلناه روحانيا فاي استبعاد في ان يتدرع
تارة بالهيكل العظيم واخرى بالهيكل الصغير ۱۲ ملہ اس سے یہی بھی ثابت ہوا کہ شارح حدیث کا یہی مذہب
ہے کہ بحالت تمثل کے صورت دحیہ کلبی وغیرہ مین حضرت جبرائیل اپنی جگہ پر ہی ثابت رہتے تھے مع اپنی ذات اور صفات ملکیہ کے
یہہ یقین کہ اپنی جگہ سے انتقال کر کر زمین پر بوجود شخصے خود اُترتے ہون ۱۲ منہ

وداخل ست درقدرت حق سبحانہ اینکلام ظاہری است کہ بعضی علما گفتہ اند ونزد اہل تحقیق
کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ صورت علمیہ از دحیہ کہ در ذہن جبرائیل است بسبب قدرت
وارادت شاملہ کہ دارد افاضہ وجود خود بران صورت علمیہ بصفاتی کہ مراوراست نمودہ خود را
بصورت دحیہ نمودہ وان صورت علمیہ متلبس بان صفات موجود گردانیدہ وجبرائیل علیہ السلام در مقام
خود ثابت دکائن ست بذات وصفات ملکی کہ دارد ودحیہ در جاے خود است بصورتیکہ داشت
واین صورت متمثل نہ عین جبرائیل است زیراکہ جبرائیل حقیقی دیگر دارد وصورتے دیگر ونہ غیر
اوست زیراکہ ہمہ ذات وصفات جبرائیل است کہ باین صورت برآمدہ ومتمثل گشتہ چنانکہ اہل
توحید در ظہور حق سبحانہ تعالی وتمثل وے بصورت عالم میگویند وبہمین طریق ست تمثل
روحانیات بصورت جسمانیات وتمثل حق بصورت بشر وتمثل بعضی کمل اولیا بصورتہا متعددہ
فاعلم وگاہی درغیر صورت دحیہ نیز می آمد چنانکہ در حدیث جبرائیل درمیان اسلام وایمان
واحسان آمدہ - ایہا العلما مین آپکے قلمون اور ہاتہون کے ظلم سے اللہ تعالی کی جناب مین
جو مستغیثون کی فریاد کو سنتا ہے استغاثہ کرتا ہون باوجودیکہ آپکی تعداد اس بطالوی کے
کفرنامہ مین قریب ۱۰۳ اکے ہوگئی ہے معہذا ایسے اقوال کو جو کتاب وسنت مین منصوص
ہین اور تمام سلف صالح سے ماثور ہین اور اہل کشف وشہود کے مشاہد اور مکشوف ہین تم نے
کس جرات سے کفر قرار دیکر ایک مجدد کی تکفیر پر کمر باندہی ہے کہان گئی تمہاری علمیت
اور کسجگہ چلی گئی تمہاری فضیلت افسوس صد افسوس کہ تم سب کے سب ضلوا فاضلوا کے
مصداق ہوگئے الیس منکم رجل رشید ؏ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ÷ میلش اندر طعنہ پاکان برد ÷

۵	فتعسا لقوم خالفوا ہدی احمد		ویا ویح خسران علی غیر طائل
	وقد تبعوا اہوائہم ورجیمہم		فاوردہم للمہلکات القواتل

القول الثالث الموجب للکفر بزعم الفاسد[1]

(۳) ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اُتر کر قبض ارواح نہین کرتا بلکہ اُسکی تاثیر
سے قبض ارواح ہوتا ہے (**الجواب** - کمالین مین ایک روایت سابق مین لکھی گئی ہے
جسکو حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اُس روایت کو صحیح مرفوع بھی کہا ہے اسمین
لکھا ہوا ہے کہ ملائکہ حاملان عرش اسقدر کبیر الجثہ اور عظیم الوجود ہین کہ سر انکے نزدیک عرش

[1] صفحہ ۱۰ مین اس کا حاشیہ لکھا ہے ۱۲

ملے کے ہین اور قدم اُنکے نیچے کے زمین ہین اور انکے سینگ اتنے بڑے ہین کہ مابین اصل[ملہ]
اور منتہا سینگونکے پانسو برس کا راستہ ہے اور اُنکے کہرون سے زانوؤن تک اسقدر فاصلہ ہے
جسقدر کہ مابین آسمان اور زمین کے - معالم التنزیل مین عباس بن عبد المطلب سے ایک حدیث
لکھی ہے کہ حضرت صلعم نے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ کم بین السماء والارض قلنا اللہ
ورسوله اعلم قال بينهما مسيرة خمسمأة سنة ومن كل سماء الى سماء
مسيرة خمسمأة سنة وكذلك غلظ كل سماء خمسمأة سنة وفوق السماء
السابعة بحر بين علاه واسفله كما بين السماء والارض ثم فوق ذلك ثمانية او
عال بين اظلافهن وركبهن كما بين السماء والارض وفوق ذلك العرش
بين اسفله واعلاه كما بين السماء والارض والله تعالى فوق ذلك وليس
يخفى عليه من اعمال بني آدم شئ انتهى - ترجمہ یعنی پوچھا آپ نے کہ آسمان اور
زمین کے درمیان مین کسقدر تفاوت ہے تو کہا ہمنے کہ اللہ اور رسول اُس کا دانا تر ہے آپ
نے فرمایا کہ اُنمین بقدر پانسو برس کے مسافت کے فاصلہ ہے اور اسی طرح ہر ایک آسمان سے
دوسرے آسمان تک پانسو برس کا فاصلہ ہے اور ایسی ہی سٹائی ہر ایک آسمان کی پانسو برس
کی مسافت کی ہے اور اوپر ساتوین آسمان کے ایک دریا ہے اوسکے سطح اعلا او اسفل مین
اسقدر فرق ہے جتنا کہ آسمان اور زمین مین پہر اوپر اُسکے آٹھ فرشتے ہین کہ اُنکے
سمون اور سرینون کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان اُسکے
اوپر عرش ہے اُسکی اسفل اور اعلا مین بھی اسقدر تفاوت ہے جسقدر کہ درمیان آسمان اور
زمین کے اور اللہ تعالی سب سے اوپر ہے اُس پر کوئی شئے پوشیدہ نہین انتہی - اس حدیث
کے معنی جو مراد الہی ہین وہ تو اہل کشوف پر ہی منکشف ہوئے ہین اگر ہمارے حضرت مسیح
الزمان اسکی شرح کی طرف توجہ فرماوین تب پوری مراد اوس سے - واضح ہو میرا مطلب
اس حدیث کے لکھنے سے صرف یہہ ہے کہ جب ملائک کا طول اور عرض اسقدر کبیر اور عظیم
شرع اسلام مین مانا گیا ہے تو انکو ضرورت زمین پر اترنے کی کیا ہی جسمانیات مین ایک
شعاع آفتاب کو ہی دیکھو کہ تمام لبسیط الارض پر پھیلی ہوئی ہے آفتاب کو کیا ضرورت پڑی
ہے کہ اپنے جرم کے ساتھ زمین پر اوترے تب ہی اُسکی شعاع زمین پر پہنچی - یہہ قول

ملہ مراد سینگون وغیرہ سے اُنکی صفات ہین جیسا کہ بازو نسے بھی مراد شارحین نے صفات لکھی ہے ۱۲ منہ

کونسی نص قطعی کے مناقض اور معارض ہی آگے رہا تمثل اور تشکل سو اوس کا کون انکار کرتا ہی کما مر مفصلاً

القول الرابع الموجب للکفر بزعم الفاسد

(۴) دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے الجواب - اگر مکفر کی مراد اس اعتراض سے یہہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک نجوم فلکیہ اور اجرام علویہ فاعل مستقل اور موثر بالذات ہین تو یہہ محض افترا اور بہتان ہے کیونکہ تمام رسائل اور اقوال اور جملہ احوال حضرت اقدس کے باواز بلند پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ موثر بالذات سوا ذات اللہ تعالی و تبارک کے اور کوئی چیز ھی ہنین لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تأخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات والارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم جس عبارت سے مکفر نے یہہ اعتراض قایم کیا ہے اوسی جگہ لکھا ہوا ہے- وھو ھذا ایسا ہی اونکی نفوس نورانیہ مین انواع و اقسام کے خواص ہین جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہین انتہی - اب گذارش یہہ ہے کہ باذن اللہ تعالے و تبارک نجوم فلکیہ کا کائنات الارض پر اثر پڑنا کونسی حدیث و آیت یا اثر کے مخالف ہے اور کیا محل اعتراض ہے شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند + تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری + ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار + شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری + توضیح المرام صفحہ ۴۶ مین حضرت اقدس تحریر فرماتے ہین - وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنہار وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا الخ - جامع البیان مین اس آیہ کی تحت تفسیر لکھا ہی یعنی یجریان لمصالح العباد دائما یعنی سورج اور چاند ہمیشہ چلتے رہتے ہین واسطے حصول مصالح بندونکی معالم مین لکھا ہے

---

[1] اللہ نہین کوئی معبود مگر وہ زندہ ہی ہمیشہ رہنے والا نہین پکڑتی اوسکو اونگھ اور نہ نیند واسطے اوسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانون کے اور جو کچھ بیچ زمینون کے ہی ۱۲ منہ [2] کون ہی وہ جو سفارش کرے نزدیک اوسکے مگر ساتھ حکم اوسکے کے جانتا ہے جو کچھ آگے انکے ہے اور جو کچھ پیچھے انکے ہے اور نہین گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اوسکے سے مگر ساتھ اوس چیز کے کہ چاہے سما لیا کرسی اوسکی نے آسمانونکو اور زمین کو اور نہین تھکاتی اوسکو نگہبانی ان دونون کی اور وہ ہے بلند مرتبہ بڑا ۱۲ منہ

بجریان فیما یعود الی مصالح العباد ولا یفتران۔ تفسیر کبیر مین لکھاہے فان الشمس
سلطان النہار والقمر سلطان اللیل ولولا الشمس لما حصلت الفصول الاربعة
ولولا ھا لاختلت مصالح العالم بالکلیة وقد ذکرنا منافع الشمس والقمر
بالاستقصاء فی اول ھذا الکتاب حاصل ترجمہ یعنی سورج بادشاہ دن کا ہے اور چاند
سلطان رات کا ہے اگر سورج نہوتا تو ہر چہار فصول نہوتین علی ہذا القیاس اگر چاند نہوتا تو بہی
تمام مصالح مختل ہوجاتے۔ اور تحقیق ہمنے ذکر کیا ہے فوائد سورج کو اور منافع چاند کو اس کتاب کے
اول مین۔ اور اگر آپ آثار اور خواص اجرام علویہ وغیرہ کو محض لغو اور باطل کہتے ہین تو ہم آپکے مقابل
مین یہہ آیت پڑہتے ہین ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔
مین دریافت کرتا ہون کیا کوئی شخص بغیر آفتاب کے روشنی کے صرف آنکھون سے دیکھہ سکتا ہے
یا بغیر ہوا کے ذریعہ کے کسی آواز کو سن سکتا ہے یہہ تمام آثار اجرام علویہ کے اللہ تعالی کی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ کی دلیل ہین افسوس کہ بسبب عناد اور حسد کے ہنر کو بھی آپ نے عیب ہی کر دیا
ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب ست * حجة اللہ مین لکھا ہے۔ اما الانواء والنجوم فلا
یبعد ان یکون لہا حقیقة ما فان الشرع انما اتی بالنہی عن الاشتغال بہ لا نفی
الحقیقة البتة وانما تورث السلف لصالح ترک الاشتغال بہ وذم المشتغلین
وعدم القبول بتلک التاثیرات لا القول بانعدام اصلا وان منہا ما یلحق البدیہیات
الاولیة کاختلاف الفصول باختلاف احوال الشمس والقمر ونحو ذلک ومنہا
ما یدل علیہ الحدس والتجربة والرصد کمثل ما تدل ھذہ علی حرارة الزنجبیل
وبرودة الکافور ولا یبعد ان یکون تاثیرھا علی وجہین وجہ یشبہ الطبائع فکما
ان لکل نوع طبائع مختصة بہ من الحر والبرد والیبوسة والرطوبة بہا یتمسک
فی دفع الامراض فکذلک للافلاک والکواکب طبائع وخواص کحر الشمس ورطوبة
القمر فاذا جاء ذلک الکوکب فی محلہ ظہرت قوتہ فی الارض الا تعلم ان المرأة انما
اختصت بعادات النساء واخلاقہن بشیء یرجع الی طبیعتہا وان خفی ادراکہا
والرجل انما اختص بالجرأة والجہودیة ونحوھما المعنی فی مزاجہ فلا تنکر ان
یکون لحلول قوی الزھرة والمریخ بالارض اثر کاثر ھذہ الطبائع الخفیة۔
وثانیہما وجہ یشبہ قوة روحانیة مترکبة مع الطبیعة وذلک مثل قوة

نفسانیة فی الجنین من قبل امہ وابیہ والموالید بالنسبة الی السموات والارضین کالجنین بالنسبة الی ابیہ وامہ فتلک القوة تہئی العالم لفیضان صورة حیوانیة ثم انسانیة ولحلول تلک القوی بحسب الاتصالات الفلکیة انواع ولکل نوع خواص فامعن قوم فی ھذا العلم فحصل لھم علم النجوم یتعرفون بہ الوقائع الاتیة غیر ان القضاء اذا انعقد علی خلافہ جعل قوة الکواکب تتصور بصورة اخری قریبة من تلک الصورة واتم اللہ قضاءہ من غیر ان ینخرم نظام الکواکب فی خواصھا

حاصل مطلب یہ ہے کہ کچھہ بعید نہین ہے کہ ستارون ورمنازل قمر کے واسطے حقیقت بھی ہو کیونکہ شرع شریف نے صرف اوس علم کے شغل واشتغال سے منع فرمایا ہے اوسکی حقیقت کو باطل نہین کہا اور سلف صالح سے بہے اُسکا اشتغال متروک ہوتا چلا آیا ہے خواص اور تاثیرات کا ابطال ماثور نہین ہے۔ بلکہ بعض خواص اجرام علویہ کے ایسے بدیہیات اولیہ مین سے ہین جنکا انکار نہین ہوسکتا چنانچہ ایک فصلونکا اختلاف ہے بسبب اختلاف اوضاع چاند اور سورج وغیرہ وغیرہ اور بعض خواص اونکو علم اور تجربہ اور فن رصد سے معلوم ہوئی ہین جیساکہ سونٹھ کی حرارت اور کافور کی برودت تجربہ سے معلوم ہوئی ہے۔ اور یہہ بھی کچھہ بعید نہین کہ اونکے خواص دو طور پر ہون اول تو بطور طبائع اشیار کے ہووین کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر ایک نوع کے ایک طبیعت خاصہ ہے کہ وہ اوسی کے ساتھہ مختص ہے اور اِسی وجہ سے حرارة برودة یبوست رطوبت اوسمین موجود ہوتی ہے جسکے سبب دفع امراض مین اوسی طبیعت سے مدد لیجاتی ہے ایسا ہی ہوسکتا ہے کہ اجرام علویہ مین بھی طبائع معہ خواص وتاثیرات پائی جاتی ہون جیساکہ چاند مین رطوبت اور سورج مین حرارت موجود ہے۔ پس یہہ ہوسکتا ہے کہ جب ایک ستارہ کسی محل خاص مین اوے تو اوسکی وہ قوت خاصہ اور تاثیر مختصہ زمین پر ظاہر ہو دیکھو عورت جو اخلاق اور عادات عورتون کی ساتھہ مختص ہے تو کوئی شے اوسمین ایسی ہی جو اوسکی طبیعت کی طرف راجع ہے اگرچہ ہمپر مخفی ہے۔ اور مرد مین جو جرأة اور بھاری ہونا آواز کا پایا جاتا ہے تو یہہ امر کسی ایسے سبب سے ہے جو اوسکی مزاج کے ساتھہ مختص ہے پس اِس امر کا انکار کرنا نہین چاہیے کہ زہرہ یا مریخ وغیرہ جبکہ کسی محل مین حلول کرین تو اونکی قوی کا اثر زمین مین پیدا ہو جیساکہ ان طبائع کا اثر بھی موجود ہے خواہ خفی ہے ہو اور دوسرے طور پر اونکی خواص یون ہوسکتے ہین کہ جیسا قوت روحانیہ طبیعت کے ساتھہ مرکب ہوکر ایک اثر پیدا کرتی ہے مثل

مثل قوت نفسانیہ جنین کی جو ماباپ کیطرف سے پیدا ہوتی ہے - اور یہہ بات تو ظاہر ہے کہ موالید ثلثہ آسمان و زمین کے ساتھ ایسے ہی نسبت رکھتی ہین جیسا جنین ماباپ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے پس یہی قوت سبب ہوجاتی ہے فیضان صورت حیوانیہ کے لئے جسکے بعد صورت انسانیہ حادث ہوتی ہے اور اتصالات اجرام فلکیہ اور قرانات اجرام علویہ کی بہت انواع ہین اور ہر ایک نوع کے لیے خواص اور تاثیرات جدا جدا ہین پس جس قوم نے اپنی گہری نظر ان امور کی طرف کی ہے اونکو علم نجوم کا حاصل ہوا ہے جس سے اونکو واقعات آیندہ کی شناخت حاصل ہوجاتی ہے ہان اگر قضا و قدر اوسکے خلاف پر منعقد ہوگئی ہو تو اس صورت مین اوس کوکب کی قوت بھی دوسری صورت کے ساتھ بدل جاتی ہے جو صورت مراد کے قریب ہوتی ہے اور اللہ تعالے اپنی قضا و قدر کو پورا کر دیتا ہے اور جو نظام نجوم کا ہے وہ بھی نہین ٹوٹتا انتہی - مولویصاحب اگر یہہ قول آپکے نزدیک موجب کفر ہے تو پہر اسکے کفر سے کوئی مسلمان کاہے کو بچے گا -

(۵) - روح القدس روح الامین شدید القوی ذو الافق الاعلے جنکا ذکر شرع مین وارد ہے وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے جو خدا کی محبت اور اوسکی محبوب انسان کی محبت باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے -

الجواب اسکا جواب خود حضرت **مرزا صاحب** کے کلام مین موجود ہے دیکھو صفحہ ۲۹ توضیح المرام اور وہ یہہ عبارت ہے - اِس جگہ اثبات کا بیان کرنا بموقع نہوگا کہ جو کچہہ ہم نے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہہ درحقیقت ان عقائد سے جو اہل اسلام ملائک کی نسبت رکھتے ہین منافی نہین ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اثبات کے قائل نہین کہ ملائک اپنی شخصی وجود کے ساتھ انسانون کی طرح زمین پر اوترتے ہین الخ - اور واضح ہو کہ حضرت **مرزا صاحب** نے کسی جگہ یہہ نہین لکھا کہ روح القدس - روح الامین - شدید القوی - ذو الافق الاعلے انسان کی صفت ہے بلکہ یہہ تو سب صفات حضرت جبرائیل کی ہین جو باعتبار ان کیفیات کے جو انسان کامل کو مجاہدات سے باذنہ تعالی حاصل ہوتی ہین مشاہدہ ہوجاتی ہین قال اللہ تعالی - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - یا وہبی طور پر عطیات ایزدی سے کوئی انسان بسبب صفاء طینت اور کمال استعداد کے اُن کیفیات سے مکیف ہوتا ہے تب ہی وہ صفات مختلفہ جبرائیل اوسکو نظر آتے ہین قال اللہ تعالی - اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یھدی الیہ من ینیب ان سب صفات جبرائیل کا اپنے اپنے محل اور

مقام مین شہود وظہور انسان کے جلاو صفا قلب پہ ہے موقوف ہے اور اوسی کی محبت کا
نتیجہ اور ثمرہ ہے و لنعم ما قیل ؎ رو تو زنگار از رخ خود پاک کن + بعد از ان آن نور را ادراک کن
جیسا کہ حدیث قدسی مین بھی وارد ہے[له] انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی
نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منہم متفق علیہ و عن ابی ذر قال قال
رسول الله صلعم[له] من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا و من تقرب
منی ذراعا تقربت منه باعا و من اتانی یمشی اتیته هرولة الحدیث رواه
مسلم پس جس طرح پر نصوص شارع علیہ السلام سے مراتب متفاوتہ قرب الٰہی کے حسب
تفاوت تقرب عباد کے ثابت ہین اوسی طرح پر وہ مراتب ثلثہ قرب کے ہین جنکو مرزا
صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنی اول درجہ محبت مین وہ نور جبرائیلی سکینت اور اطمینان
اور برکت سے تعبیر کیا جاتا ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح دوسرا درجہ محبت کا ایسا ہے کہ
کہ بسبب زیادتی تقدس کے اوسی تجلی جبرائیلی کا نام روح القدس ہے - تیسرا درجہ محبت
کا جو سب سے زیادہ فائق اور اعلی ہے اور اوس مرتبہ مین تجلی جبرئیلی بھی اعلی درجہ کی ہوتی ہے
اوس تجلی جبرائیلی کو روح امین - شدید القوی ذو الافق الاعلی کے ساتھ اصطلاح صوفیہ
مین تعبیر کرتے ہین - روح امین تو اسواسطے کہ ہر ایک تاریکی نفس سے اوسمین امن حاصل
ہو جاتا ہے - اور شدید القوی اسواسطے کہ یہہ وحی اعلی درجہ کی طاقت اور قوت اپنے اندر
رکھتی ہے جس سے زیادہ قوی تر متصور نہین اور ذو الافق الاعلی اسواسطے کہ یہہ وحی اعلی
درجہ کی تجلی ہے جس سے بڑھکر اور وحی متصور نہین پس یہہ مراتب ثلثہ جو کمل اولیاء اللہ پر
مکشوف ہوئے ہین عین معارف و اسرار قرآنی ہین - مکفر جو انکو موجب کفر قرار دیتا ہے
بیان کرے کہ کس نص قطعی کے مخالف اور معارض ہین بلکہ یہہ تو کتاب و سنت سے مستنبط ہین
چنانچہ اعلام الناس حصہ سوم وغیرہ مین مفصلاً اس کا بیان کیا گیا ہے - خلاصہ یہہ ہے کہ اول
مرتبہ کیطرف تو اشارہ اس آیۃ مین ہے والذین امنوا اشد حبا لله اور الی مومنین کا مین

[له] مین اوسکے ساتھ ہون جب مجھکو یاد کرے پس اگر مجھکو یاد کرے اپنے نفس مین تو مین بھی اوسکو یاد کرون اپنی نفس مین اور اگر
یاد کرے مجھکو جماعت مین تو یاد کرون مین اوسکو بہتر جماعت مین یہہ حدیث متفق علیہ ہے ۱۲ منہ [له] جو شخص نزدیک ہوتا ہے
مجھسے ایک بالشت تو مین نزدیک ہوتا ہون اوس سے ایک ذراع اور جو نزدیک ہوتا ہے مجھسے ایک ذراع تو مین اوس سے
نزدیک ہو جاتا ہون ایک باع اور جو میرے پاس پیدل آتا ہے تو مین اوسکے پاس تیزی سے آتا ہون ۱۲ منہ

استقامت والون کے لئے حصول سکینت و اطمینان اور نزول ملک کے واسطے یہہ بشارت دیگئی
ہے۔ قال اللہ تعالی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ
ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ
الدنیا وفی الاخرۃ اس آیت کے تحت مین صاحب تفسیر کبیر لکھتا ہے۔ ثم انہ تعالی اخبر عن
الملائکۃ انھم قالوا للمؤمنین نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ وھذا فی
مقابلۃ ما ذکرہ فی وعید الکفار حیث قال وقیضنا لہم قرناء ومعنی کونھم
اولیاء للمؤمنین ان للملائکۃ تاثیرات فی الارواح البشریۃ بالالھامات و
المکاشفات الیقینیۃ والمقامات الحقیقیۃ کما ان للشیاطین تاثیرات فی الارواح
بالقاء الوساوس فیہا وتخییل الاباطیل الیہا وبالجملۃ فکون الملائکۃ اولیاء
للارواح الطیبۃ الطاھرۃ حاصل من جہات کثیرۃ معلومۃ لارباب المکاشفات
والمشاھدات فھم یقولون کما ان تلک الولایۃ کانت حاصلۃ فی الدنیا
فہی تکون باقیۃ فی الاخرۃ فان تلک العلائق ذاتیہ لازمۃ غیر قابلۃ للزوال
بل کانہا تصیر بعد الموت اقوی وابقی وذلک لان جوھر النفس من جنس الملائکۃ
وھی کالشعلۃ بالنسبۃ الی الشمس والقطرۃ بالنسبۃ الی البحر والمتعلقات الجسمانیۃ
ھی التی تحول بینہا وبین الملائکۃ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان الشیاطین
یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموت فاذا زالت العلائق
الجسمانیۃ والتدبیرات البدنیۃ فقد زال الغطاء والوطاء فیتصل الاثر
بالموثر والقطرۃ بالبحر والشعلۃ بالشمس وھذا ھو المراد من قولہ نحن اولیاء
کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ انتہی۔ **حاصل ترجمہ** اسکا یہہ ہے۔ کہ اللہ تعالے ملائکہ
کے اس قول سے خبر دیتا ہے کہ ہم تمہارے اولیا ہین زندگی دنیا مین اور آخرۃ مین یہہ مقابلہ
اوس وعید کفار کے ہے جو ذکر کے گئی تھی کہ قیضنا لہم قرناء اور ملائکہ کا مومنین کیواسطے
اولیا ہونا یہہ مطلب رکھتا ہے کہ ارواح بشریہ مین اونکی تاثیرات ہوتی ہین کبھی الہامات
سے اور کبھی مکاشفات یقینیہ سے اور گاہے مقامات حقیقیہ سے جیسا کہ شیاطین کی تاثیر
ہوتی ہے ارواح مین بالقاء وساوس یا باطل باتونکی دلمین خیال ڈالدینے سے خلاصہ یہہ ہے
کہ فرشتون کا ارواح طیبہ طاہرہ کے لئے اولیا ہونا بہت وجوہ سے ثابت ہے اور جو اہل کشف

اور ارباب مشاہدات ہین انکو معلوم ہے پس وہ کہتے ہین کہ یہہ ولایت جسطرح دنیا مین حاصل
ہوتی ہے آخرت مین بھی باقی رہتی ہے کیونکہ اس قسم کے علائق نفسانی ذاتی اور لازم ہوتی
ہین قابل زوال نہین ہوتے بلکہ بعد موت قوی تر اور اباقی ہو جاتے ہین کیونکہ جوہر نفس ناطقہ
جنس ملائکہ سے ہے اور وہ مانند شعلہ کی ہے بہ نسبت شمس کے اور مثل قطرہ کی ہے بہ نسبت دریا
کے اور تعلقات جسمانیہ درمیان نفس اور ملائکہ کے بمنزلہ دیوار کے حائل ہین جیسا کہ فرمایا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر شیاطین کا گھومنا بنی آدم کے دلون پر نہوتا تو آسمانون پر
عالم ملکوت کا مشاہدہ کر لیتے پس جبکہ علائق جسمانیہ اور تدبیرات بدنیہ موت سے زائل ہو جاتے
ہین تو وہ دیوار اور پردہ بھی زائل ہو جاتا ہے تو اب اثر موثر سے ملگیا اور قطرہ دریا سے
متصل ہوا اور شعلہ آفتاب کے ساتھ واصل ہوا پس یہی مراد ہے اس قول سے کہ نحن
اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ تفسیر ابو السعود مین اس آیتہ کے نیچے لکھا ہے ای
اعوانکم فی امورکم نلہمکم الحق ونرشدکم الی ما فیہ خیرکم وصلاحکم
ولعل ذلک عبارۃ عما یخطر ببال المومنین المستمرین علی الطاعات من ان
ذلک بتوفیق اللہ تعالی وتائید لہم بواسطۃ الملائکۃ۔ دوسری مرتبہ کیطرف
اس آیہ مین اشارہ ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ اس مرتبہ مین
نور جبرائیلی بصفت روح القدس مشاہدہ ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے کتب فی قلوبہم الایمان
وایدہم بروح منہ معالم التنزیل مین چند اقوال لکھکر کہا ہے وقیل ایدہم بجبرائیل۔
ایضاً فرمایا اللہ تعالی نے وایدناہ بروح القدس جلالین مین لکھا ہے من اضافۃ
الموصوف الی الصفۃ ای الروح المقدس جبرائیل لطہارتہ یسیر معہ حیث سار۔
معالم التنزیل مین بعد لکھنے چند اقوال کے یہہ قول بھی لکھا ہے کہ قال قتادہ والسدی
والضحاک روح القدس جبرائیل علیہ السلام جامع البیان مین لکھا ہے ای جبرائیل
فانہ کان قرینہ یسیر معہ حیث سار۔ تیسرا درجہ محبت کا جو سب سے اوپر اور اعلے ہے
سوا آنحضرت صلعم کے اور کسیکو میسر نہین ہوا مگر ظلاً جسکی طرف ان آیات مین اشارہ
فرمایا گیا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ وغیر ذلک من الایات اس مقام مین نور جبرائیلی بصفت روح الامین
متصف ہو کر اوس سید الرسل کو مشاہدہ ہوا کرتا تھا جسکی نسبت حضرت مرزا صاحب

نے فرمایا ہے کہ اور یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ[حاشیہ] کی صورت پر دونون محبوبونکے جوڑسے پیدا
ہوجاتی ہے اُسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین انتہی مین کہتا ہون کہ اسیطرف ناظر
ہین یہہ ایات قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبك ایضاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے
وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبك لتكون من المنذرین
ایضاً فرمایا اللہ تعالی نے علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلی -
تفسیر معالم وغیرہ مین اس آیۃ کے نیچے لکھا ہے وھو جبرائیل والقوی جمع القوۃ ذو مرۃ
قوۃ وشدۃ فی خلقہ یعنی جبرائیل قال بن عباس ذو مرۃ ای ذو منظر حسن قال
قتادہ ذو خلق طویل حسن فاستوی جبرئیل وھو یعنی محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم والکثر کلام العرب اذا ارادوا العطف فی مثل ھذا ان یظھروا کنایۃ
المعطوف علیہ فیقولون استوی ھو وفلان وقلما یقولون استوی وفلان
ونظیر ھذا قولہ ائذا کنا ترابا واباء نا عطف بالاباء علی المکنی فی کنا من
غیر اظھار نحن ومعنی الایۃ استوی جبرائیل ومحمد علیہما السلام لیلۃ
المعراج بالافق الاعلی وھو اقصی الدنیا عند مطلع الشمس وقیل فاستوی
یعنی جبرائیل وھو کنایۃ عن جبرائیل ایضاً ای قام فی صورتہ التی خلقہ
اللہ وھو بالافق الاعلی وذلك ان جبرائیل کان یأتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی صورۃ الادمیین کما کان یأتی النبیین فسالہ رسول اللہ صلعم
ان یریہ نفسہ علی صورتہ التی جبل علیہا فاراہ نفسہ مرتین مرۃ فی الارض
ومرۃ فی السماء فاما فی الارض ففی الافق الاعلی والمراد بالاعلی جانب المشرق
وذلك ان محمدا صلعم کان بحراء فطلع لہ جبرائیل من المشرق فسد الافق الی
المغرب فخر رسول اللہ صلعم مغشیا علیہ فنزل جبرائیل فی صورۃ الادمیین
وضمہ الی نفسہ وجعل یمسح الغبار عن وجہہ وھو قولہ ثم دنی فتدلی واما فی
السماء فعند سدرۃ المنتھی ولم یرہ احد من الانبیاء علی تلك الصورۃ الا نبینا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم **حاصل ترجمہ** یہہ ہے یعنی شدید القوی صفت جبرائیل
کی ہے اور قوی جمع قوۃ کی ہے اور مرہ کے معنے قوت اور شدت کے ہین اور ذو مرہ سے مراد
بھی جبرائیل ہی ہین۔ اور ابن عباس نے کہا ہے کہ ذو مرہ یعنی خوبصورت کے ہے اور قتادہ نے

[حاشیہ] یعنی وہ نور جبرائیلی ۱۲ منہ

کہا کہ وہ بمعنی طویل الخلق خوبصورت کے ہے اور فاستوی مین ضمیر طرف جبرائیل کے پھرتی ہے
اور ضمیر ھُوَ کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع ہے اور ایسے مقام پر عرب کا قاعدہ اکثر یہ
یہہ ہے کہ جب کسی ضمیر پر اسم منظہر کو عطف کرتے ہین تو ہو ضمیر فصل کے لیے آتے ہین اور کہتے
ہین مثلاً استوی ہو وفلان اور کمتر یون بھی بغیر ضمیر فصل کے کہدیتے ہین کہ استوی وفلان اسکی
نظر یہہ قول اللہ تعالی کا ہے کنا ترابًا واباء نا کہ اباء کا عطف کنا کی ضمیر پر بغیر اظہار کے
کیا گیا ہے معنی آیت کے یہہ ہوئے کہ پس پورے اور مستوی ہوے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شب معراج کو اوس کنارہ مین جو سب سے زیادہ اونچا ہے آسمان مین کہ وہ دنیا کی انتہا ہے
نزدیک مطلع آفتاب کے اور بعض نے کہا کہ فاستوی کی ضمیر بھی حضرت جبرائیل ہی کیطرف
عائد ہے اور ہُو بھی کنایہ جبرائیل سے ہی ہے یعنی حضرت جبرائیل اپنے اوس اصلی صورت
ہین جسپر وہ پیدا کیے گئے ہین افق اعلی مین مستوی ہوے اور اِسکا قصہ یون ہے کہ جبرائیل
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمیشہ آدمیونکی صورت مین آتے تھے جیسا کہ تمام انبیاؤن
کے پاس آتے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ جس اصلی صورت پر وہ پیدا
کیے گئے ہین آپکو اوسی صورت اصلیہ مین نظر آوین تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی صورت
اصلی مین دو مرتبہ حضرت کو دکہلائی دیے ایک مرتبہ زمین مین اور ایک مرتبہ آسمان مین
زمین مین تو اسی افق اعلی مین جس سے مراد جانب مشرق ہے جب آنحضرت صلعم کوہ حرا
مین تھے تب جبرائیل مشرق سے دکہلائی دیے اور اُنکے وجود سے مشرق اور مغرب بھر گیا
تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیہوش ہوکر گر پڑے تب حضرت جبرائیل آدمی کی صورت مین
اوترے اور آپ سے معانقہ کیا اور اُنکے چہرہ مبارک سے غبار کو جہاڑا - یہی مطلب ہے اِس آیۃ کا
ثم دنی فتدلی[1] - اور آسمان مین بصورت اصلی سدرۃ المنتہی مین دکہلائی دیے - جبرائیل
کو اپنی صورت اصلی مین سوا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی نے نہین دیکہا -
اور شاہ عبد القادر صاحب بہی فایدہ مین لکھتے ہین کہ یہہ صفتین کہ شدید القوی ذو مرہ سورہ
کورت مین جبرائیل کے کہین ہین - تفسیر کبیر اور ابو السعود وغیرہ مین بھی یہہ صفتین حضرت
جبرائیل کی قرار دی ہین پس[2] یہہ کیفیات و صور تجلیات جبرائیلی ہین جو صرف ہمارے رسول

---

[1] اِس آیہ کے معنے کحل الجواہر مین نہایت تفتیش لکھے ہین ۱۲ منہ [2] یہہ وہی مرتبہ ہے جسکو حضرت مرزا صاحب
نے محقق قرار دیا ہے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۲ منہ

مقبول صلعم کو مشاہدہ ہوئے ہین اور یہی مطلب ہے اون عبارات کا جو توضیح المرام سے غث ربود کے طور پر مکفرین نے نقل کین ہین ایسے معارف و اسرار مستنبط کتاب و سنت کو موجب کفر قرار دینا صرف دجالین و کذابین کا کام ہے نہ مومنین مخلصین کا اس قسم کے مکاشفات اور مشاہدات اولیاء اللہ کے درصورتیکہ کسی نص قطعی کے مخالف نہون سنت تقریری کا حکم رکھتے ہین یا لا تنقضی عجائبہ و لکل ظہر بطن کا مصداق ہین والحمد للہ الذی لہ ما فی السموٰت والارض ولہ الحمد فی الاخرۃ والاولیٰ وھو الحکیم الخبیر

(۶) ان دونون مجتون اور اُن سے متولد نتیجہ (روح القدس) کا مجموعہ پاک تثلیث ہے

الجواب۔ نہین معلوم کہ مکفرین نے اس قول کو کیونکر موجب تکفیر قرار دیا ہے اگر بسبب لفظ تثلیث کے یہہ قول کفر قرار دیا گیا ہے تو یہہ ویسا ہی وہم ہے جیسا کہ اہل تشیع چار یار یا خلفاء ثلثہ کے لفظ کو نہایت مکروہ اور منحوس خیال کرتے ہین اور پنج تن کے لفظ کو نہایت مبارک و محبوب مانتے ہین فنعوذ باللہ من ھذہ الاوھام المخالفۃ للاسلام اگر لفظ تثلیث یا مثلث کا بولنا ہے موجب کفر ہے تو اسلام مین بڑی دقت پیدا ہوگی ایک تثلیث وہ ہے جسکو اللہ تبارک و تعالی نے بیان فرمایا ہے واضرب لہم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی اور بیان کر واسطے اُنکی ایک مثال بستی والی گانو کی جب وقت کہ آئے اُنکے پاس بھیجے ہوئے جب بھیجے ہمنے طرف اُنکے دو آدمی پس جھٹلایا اُنھون نے اون دونو کو پس قوت دی ہمنے ساتھ تیسرے کے پس کہا اُنھون نے تحقیق ہم طرف تمہاری بھیجے گئے ہین۔ **شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ**۔ **فائدہ** مین لکھتے ہین یہہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسی کے دو یار وہان پہنچے شہر والون نے ٹالدئے پھر تیسرے یار بھی پہنچے یہہ تیسرے بڑے یار تھے۔ ۱۲ اب مین مکفرین سے دریافت کرتا ہون کیا یہہ تثلیث بھی موجب کفر ہے اور منحوس کلا ثم کلا قال اللہ تعالی قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون دوسری جگہ فرمایا اللہ تعالے نے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث ورباع۔ اس آیۃ مین جو تثلیث نساء کو یا تربیع وغیرہ کو طیب فرمایا گیا ہی کیا اپکے نزدیک یہہ بھی موجب کفر ہے تیسری جگہ فرمایا اللہ تعالی نے قال رب اجعل لی آیۃ قال آیتک الا

جواب۔ قول تثلیث موجب تکفیر قرار دیا گیا

تکلم الناس ثلث لیال سویا - کہو یہ تثلیث کیسی ہے جو حضرت نبی زکریا کے لئے ایک نشانی بشارت تولد فرزند کے اللہ تعالے کیطرف سے قرار دے گئے - چوتھی جگہ فرمایا اللہ تعالے نے جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنی وثلث ورباع - کیا فرشتون کے لئے بھی اِس تثلیث سے کفر کا فتوی لکھا جاویگا وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ - اور اگر آپ کہین کہ یہہ تو سب پاک تثلیثین ہین البتہ نصارے کے اعتقاد مین جو تثلیث ہے وہ کفر ہے تو مین کہونگا کہ نصارا کی تثلیث کو تو حضرت **مرزا صاحب نے** بھی شرک اور کفر فرما دیا ہے دیکھو وہ عبارات جسکو تمنے پورا نقل نہین کیا وھو ھذا - جسکو ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلی واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹہرا دیا ہے - ایہا الناظرین ذرہ غور فرمانیکا محل ہے کہ حضرت **مرزا صاحب نے** اِس مقام پر تین چیزونکا بیان فرمایا ہے اوّل تو وہ محبت جسکے سبب مومن کامل داعی الی اللہ مین اعلے درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ کے ہوتی ہے جو مقتضا کمال ایمان و اسلام کا ہے - اور دوسری وہ اعلی درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی جو اول مومن کامل کے دلمین بارادہ آلہی پیدا ہوا اور پہر پروردگار کی محبت کو اپنی طرف کہینچے اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مصداق ہو جاوے - اور یحبہم ویحبونہ کا مرتبہ اوس مومن کامل کو حاصل ہو - دو چیزین تو یہہ ہوئین انمین کونسی چیز ایسی ہے جو موجب کفر ہے بینوا توجروا اب تیسری چیز کو **مرزا صاحب** فرماتے ہین کہ جب اِس مرتبہ یحبہم ویحبونہ کا مقام مومن کامل کو حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کا نتیجہ اور ثمرہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ وایدھم بروح منہ یعنی تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے اب مین بہت ادب سے مکفرین کی خدمت مین یہہ استفسار کرتا ہون کہ یہہ تثلیث عین تقاضائے ایمان و اسلام اور طیب اور پاک ہے یا موجب کفر ہے - اور پاک ہے - فعلیکم بالانصاف فان الانصاف احسن الانصاف - (۷) آپ (**مرزا**) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہے سکتے ہین -

الجواب

اولاً یہہ گذارش ضروری واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ مصلح قوم پر یہہ امر ضروری ہے کہ جو تحریفات اقوال و احوال اور تغیرات عقائد و افعال اوس قوم نے کر دئے ہون اونکی

اصلی حقیقت اور نفس الامری کیفیت واضح کر کر اونکی اصلاح کرے تاکہ وہ قوم حقیقت واقعیہ کو سمجھہ کر جس ضلالت اور گمراہی مین پڑ گئی ہے اوس سے نجات پاوے اسی واسطے قرآن مجید کا ایک مقصد مقاصد مہمہ سے یہہ بھی ہے کہ اہل کتاب نے جو کسی مسئلہ کو جسکے اصل کچھہ اور تھے اور اونہون نے تحریف وتبدیل کر کر کچھ کا کچھ کر دیا ہوا وسکو اپنی اصلی حقیقت پر بیان فرما کر یہہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ محرفین نے اس اصلی حقیقت کو بدلدیا ہے ۔ کما قال اللہ تعالےٰ وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین **ثانیاً** یہہ عرض ہے کہ مسئلہ تثلیث ابتدا سے ایک جم غفیر قوم نصاریٰ مین پھیلا ہوا ہے اور تمام قوم نصاریٰ اس مسئلہ تثلیث کو اپنے ایمانیات اور عقائد مین داخل کر کر گمراہ ہو گئے اور اناجیل مین اکثر جگہ بعض نصوص ایسے پائے جاتے ہین جنکو انہون نے اس مسئلہ مین اپنا متمسک گردانا ہے اب اس مسئلہ کی اصلاح اور ازالہ انکی شبہات کا دو طرح پر ہو سکتا ہے یا تو یہہ کہا جاوے کہ اس مسئلہ کی کوئی اصل بھی نہین پائی جاتی اور محض اختراع اور بے اصل ہے اور جن نصوص اناجیل سے اس مسئلہ مین تمسک کیا گیا ہے وہ سب کے سب الحاق کئے گئے ہین مگر چونکہ علماء اسلام مسئلہ تحریف لفظی مین مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ صحف ماسبق مین تحریف معنوی ہوئی ہے[۱] لفظی تحریف نہین ہوئی اسواسطے یہہ جواب کسیقدر ضعیف کھتا ہے پس بحکم آنکہ خصم را تا بخانہ باید رسانید حضرت **مرزا صاحب** پر جو اصلی حقیقت اس مسئلہ کی مکشوف ہوئی تھی اُسکو بیان فرماتے ہین تاکہ قوم نصاریٰ ضالین اصل حقیقت سمجھ کر اپنی ضلالتون سے نجات پاوین اور اہل اسلام ایک امر کی اصلی حقیقت دریافت کر کر شکر اس نعمت کا بجالاوین کہ ہماری دعا اللھم ارنا الاشیاء کما ھی جناب باری مین مستجاب ہو گئی کہ اصل حقیقت اس مسئلہ کی منکشف ہو گئی اسبارہ مین حکیم امت حضرت مولانا **شاہ ولی اللہ** صاحب نے بھی فوز الکبیر مین لکھا ہے اما النصاریٰ فکانوا مومنین بعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وکان من ضلالتھم انھم یزعمون ان اللہ سبحانہ وتعالےٰ ثلث شعب متغائرۃ بوجہ متحدۃ باٰخر ویسمون الشعب الثلثۃ احدھا الاب وفی ذلک بازاء المبداء للعالم والثانی الابن وھو بازاء الصادر الاول وھو معنی عام شامل

---

[۱] مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا مختار مسلک بھی یہی ہے کہ تحریف معنوی ہوئی ہے نہ لفظی ۱۲ منہ

بجمیع[1] الموجودات والثالث روح القدس وھو بازاء العقول المجردۃ وکانوا
یعتقدون ان اقنوم الابن تدرع بروح عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی تصور
الابن بصورۃ روح عیسی کما ان جبرائیل علیہ السلام یظہر بصورۃ الانسان
ویزعمون ان عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام الٰہ وانہ ابن اللہ ایضاً
وانہ بشر یجری علیہ الاحکام البشریۃ والالھیۃ معًا وکانوا یتمسکون فی
ھذا الباب ببعض نصوص الانجیل حیث وقع فیہ لفظ الابن وقد نسب
الی نفسہ بعض الافعال الالھیۃ جواب الاشکال الاول علی تقدیر تسلیم انہ
کلام عیسی لیس فیہ تحریف ان لفظ الابن کان فی الزمان القدیم بمعنی المحبوب
والمقرب المختار کما یدل علیہ کثیر من القرائن فی الانجیل وجواب الاشکال
الثانی انہ علی سبیل الحکایۃ کما یقول رسول ملک من الملوک یا فلان قد
غلبنا الملک لفلانی وقد اخذنا قلعۃ کذا والمعنی فی الحقیقۃ راجع الی
الملک وانما ھو ترجمان محض وایضًا یحتمل ان یکون طریق الوحی الی عیسیٰ
انطباع المعانی فی لوح نفسہ من قبل العالم الاعلی لا تمثل جبرائیل ع
بالصورۃ البشریۃ والقاء الکلام فربما یجری بسبب ھذا الانطباع منہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام مشعر بنسبۃ تلک الافعال الی نفسہ والحقیقۃ
غیر خفیۃ وبالجملۃ فقد رد اللہ سبحانہ وتعالی ھذا المذھب الباطل
وھو ان عیسی عبد اللہ وروحہ القدس نفخ فی رحم مریم الصدیقۃ و
ایدہ اللہ سبحانہ بروح القدس ونظر الیہ بالعنایۃ الخاصۃ المرعیۃ
فی حقہ الی اخرھا قال - اب مین ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ عبارت
توضیح المرام مین ان فقرات ذیل کی طرف نظر کرنی چاہئے - **فقرہ اول** جس
خاصیت اور قوت[2] **روحانی** مین یہہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہین -

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ابن کا مجازاً بمعنے مخلوق اور موجودات کے بھی بولا جا سکتا ہے جیسا کہ لفظ مبداء عالم کے لئے اب کا
لفظ مجازاً بول سکتے ہین فیبطل قول النصاری انہ حقیقۃ فی ھذا ۱۲ منہ [2] اسی بناء پر حضرت مرزا صاحب نے ایک جگہ
کی محبوب و محب پر لفظ ابن کا استعمال ممکن الاطلاق فرمایا ہے ۱۲ منہ [3] یہہ الفاظ صریح قرینہ اسبات پر ہین کہ اسجگہ ہرگز
ہرگز توالد اور تناسل جسمانی مراد نہین ہے بلکہ شابہت روحانی مراد ہے ۱۲ منہ

فقرہ دوم ہم دونون کی روحانی قوی مین ایک خاص طور پر مجموعی خاصیت
رکھی گئی ہے فقرہ سوم جو اول بندہ کے دل مین [۱] بارادہ الہی پیدا ہو کر رب
قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر اُن دونون محبتون کے ملنے سے جو درحقیقت
نر اور مادہ [۲] کا حکم رکھتی ہین۔ فقرہ چہارم سو اس درجہ کے انسان کی
روحانی پیدائش اوس وقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خداتعالی اپنے ارادہ
خاص سے اوسمین اسطور کی محبت پیدا کر دیتا ہے فقرہ پنجم۔ اس مرتبہ
کی محبت مین بطور استعارہ [۳] یہہ کہنا بیجا نہین ہے کہ خداتعالی کی محبت
سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الہی اب محبت سے بھر گئی ہے
ایک نیا تولد بخشتی ہے اس وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خداتعالی کی
روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے
اور چونکہ روح القدس ان دونون کے ملنے سے انسان کے
دل مین پیدا ہوتی ہے اسلئے کہہ سکتے ہین کہ وہ اُن
دونون کے لئے بطور [۴] ابن ہے۔ فقرہ ششم اور یہی
پاک تثلیث ہے جو اس درجہ کے لئے ضروری ہے جسکو [۵]

[۱] یہہ لفظ صریح پکار کر کہہ رہا ہے کہ صرف انسان کی استعداد اور فطرت مین بغیر ارادہ الہی کے کوئی ثمرہ اور نتیجہ حاصل نہین ہوتا ۱۲ منہ [۲] یہہ فقرہ صاف کہہ رہا ہے کہ اُن دونون محبتونکو مجازاً اور اسطرح تفہیم عوام کے بطور نر اور مادہ کے سمجھا جاوے یعنی جسطرح بغیر نر اور مادہ کے پسر پیدا نہین ہوتا۔ اوسیطرح جبتک دونون محبتین نہو وین کوئی ثمرہ اور نتیجہ بغیر اُن دونونکے ملنے کے حاصل نہین ہوتا ۱۲ منہ [۳] ان فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابن اور علاقہ ابنیت سے مراد متکلم کی ثمرہ اور نتیجہ ہے لا غیر ذلک ان تمام امور کے ثبوت کیلئے دیکھو شروح حدیث ابوداود کی جسکے یہہ الفاظ ہین عن ابی ہریرة ان النبی صلعم قال الانبیاء اخوة العلات امہاتہم شتی ودینہم واحد اس حدیث مین لفظ اخوة العلات مجازاً فرمایا گیا ہے طبرانی کی حدیث کو دیکھو الخلق کلہم عیال اللہ واحبہم الیہ انفعہم لعیالہ کہ اسکے الفاظ مین کسقدر مجاز اور استعارہ سے کام لیا گیا ہے [۴] یعنی بطور استعارہ کے جس سے مراد صرف یہہ ہے کہ ثمرہ اور نتیجہ ہے وبس ۱۲ منہ [۵] ان فقرات کو مکفر صاحب نے اپنی عبارت منقول مین بالکل اوڑا دیا ہے کیونکہ اُس سے تمام شبہات اور شکوک کا ازالہ اور رفع ہو جاتا ہے یہہ خیانت کسقدر امانت اور دیانت سے بعید ہے فعلیکم بالانصاف واجتنبوا الاعتساف ۱۲ منہ

ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ

امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت

اعلی واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے انتہی

اب ناظرین غور فرماوین اُن الفاظ اور فقرات مین جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین
کہ اِن مین کونسا قول موجب کفر ہے وہ مسئلہ تثلیث کا جسکو تمام حجم غفیر نصاری نے
تحریف اور تغیر کر کر کہین سے کہین پہنچا دیا تھا حضرت مرزا صاحب نے اوسکی اصل
حقیقت کو کسطرح پر منکشف فرما دیا کہ موافق اور مخالف کو اُسکی تسلیم کرنے مین بشرط
انصاف کوئی عذر ہی باقی نرہا۔ اور اگر یہہ بھی فرض کیا جاوے کہ یہہ مسئلہ صرف ایک
امر کشفی ہے کتاب و سنت سے مستنبط نہین مگر جب کہ اس قسم کے استعارات اور مجازات
کو کتاب و سنت مانع اور ناہی بھی نہین بلکہ اِس قسم کے استعارات کتاب و سنت مین
موجود ہین تو پہر سنت تقریری مین داخل ہو اچہ جائیکہ اُنکا استنباط کتاب و سنت سے
بھی ثابت ہو گیا مرسابقا فتذکرو لا تغفل (**قولہ**) اِن عبارات سے جیسے عقائد
مرزائی کی از نمبر (۱) لغایت (۷) تصدیق ہوئی ویسی ہی یہہ بات بھی معلوم ہوئی
کہ آپکے نزدیک نبوۃ اور وحی کی وہی حقیقت ہے جو نیچریون اور برہمو سماج والون
نے بیان کی ہے کہ **نبوت ایک نیچرل امر ہے جس سے کوئی فرد بشر**
خالی نہین ہے یہانتک کہ ناچنے والی کسبی (رنڈی) بھی اس سے محروم نہین
اور وحی لانیوالا فرشتہ باہر سے نہین آتا بلکہ صاحب وحی کے دل و دماغ ہی سے وہ پیدا
ہوتا ہے اور جبرائیل یا روح القدس اوسکی ایک صفت کا نام ہے وعلی ہذا القیاس۔
اقول قل اعوذ برب الناس ملک الناس اله الناس من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اب مین
بعض عبارات توضیح المرام کی اسواسطے نقل کئے دیتا ہون جنسے جواب اِن اعتراضات
ہفتگانہ اور اِس قول کا اہل انصاف کو خود اونہین کی عبارات سے بآسانی حاصل
ہو جاوے کیونکہ حضرت اقدس کی تحریرات مصداق اس شعر مشہور کا ہین کہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلش خواہی از وے رو متاب

نقل اول — توضیح المرام صفحہ ۲۵ تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جسمین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اوسکو افروختہ کر دیتا ہے الی آخرہ۔

نقل دوم — ایضاً اور اس حالت مین آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو صرف ایک چمک بخشتی ہے الی آخرہ

نقل سوم — ایضاً صفحہ ۲۶۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔

نقل چہارم — ایضاً سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اوس بنی کا اعلی اور ارفع مقام تہا ایسا ہی خارجی طور پر بہی اعلے وارفع مرتبہ وحی کا اوسکو عطا ہوا۔

نقل پنجم — ایضاً صفحہ ۲۷۔ ایسا ہی یہہ وہ مقام عالیشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالے کا ظہور قرار دے دیا ہے اور اس کا آنا خدا تعالے کا آنا ٹہرایا ہے الخ۔

نقل ششم — ایضاً صفحہ ۲۸۔ اور یہہ سب روحانی مراتب ہین

کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے

نقل ہفتم — ہین یہہ نہین کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت

مراد لی گئی ہے۔ ایضاً صفحہ ۳۳۔ اور بحکمت کاملہ خداوند تعالی زمین کی ہر ایک مستعد چیز کو اوسکی کمال مطلوب تک پہنچانیکے لئے یہہ روحانیات خدمت مین لگی ہوئی ہین ظاہری خدمات بہی بجا لاتے ہین اور باطنی بہی۔

نقل ہشتم — ایضاً صفحہ ۳۴ یہہ ملائک ہماری مختلف استعدادون کی موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہی ہین۔

نقل نہم — ایضاً صفحہ ۳۶ یہہ سب باطل تعلیمین ہین جو انسانون کے رذیل خیالات نے ایجاد کی ہین۔

لہ اول اور دوم فقرہ سے قول نمبر پنجم رد ہو گیا ۱۲ منہ لہ فقرہ نمبر ۳ و ۴ اس امر کی طرف ناظر ہے کہ فیض وحی کے واسطے استعداد اور قابلیت شرط ہے یہہ نہین کہ وحی انسان مین صرف ایک فطرتی چیز ہو ۱۲ منہ لہ جب استعارہ کے طور پر جملہ علمار اسلام نے اون پیشین گوئیون کو جنمین لفظ خدا یا خداوند کا موجود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرار دیا ہے تو علے ہذا القیاس لفظ ابن کا بطور شرعا استعارہ اور مجاز کے مسیح اصیل اور موعود کیواسطے ہی ممکن الاستعمال ہے ۱۲ منہ لہ اس سے اعتراض نمبر ۴ رد ہو گیا ۱۲ منہ لہ اس سے یہہ بہی قول نمبر ۸ رد ہو گیا کہ وحی امر بخیل ہے ۱۲ منہ لہ وید اور دوسائر کی تعلیمین مرزا صاحب کے نزدیک باطل تعلیمین مین سے ہین ۱۲ منہ

ایضاً صفحہ ۳ - پس اسمین کچھ شک نہین کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستارون سے تعلق[1] رکھتی ہونگی کہ جو آسمانون مین پائے جاتے ہین مگر اس تعلق کو ایسا نہین سمجھنا چاہیئے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے - بلکہ اون نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر اونہین حاصل ہے روشن ستارون کے ساتھ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے - ایضاً صفحہ ۱۴ - اِسی دخل کے رو سے شریعت غرّا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالی اور اوسکی رسولون مین ملائک کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے جسپر ایمان لانا ضروریات دین مین سے گردانا گیا ہے جن[2] لوگون نے اپنی نہایت مکروہ نادانی سے اِس الہی فلسفہ کو نہین سمجھا جیسے آریہ مذہب والے یا برہمو مذہب والے اونہون نے جلدی سے بباعث اپنی بیوجہ بخل اور بغض کے جو اُنکے دلون مین بھرا ہوا ہے تعلیم فرقانی پر یہہ اعتراض جڑ دیا کہ وہ اللہ اور اوس کے رسولون مین ملائک کا واسطہ ضروری ٹھہراتا ہے الی آخرہ ایضاً صفحہ ۶۸ - لیکن اُسکے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادون اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلون پر تقسیم ہو جاتا ہے الی آخرہ ایضاً صفحہ ۷۰ تب جیسے اوس فرشتہ کا[3] جو آسمان پر مستقر ہے جبرائیل نام ہے اِس عکسی تصویر کا نام بھی جبرائیل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اوس فرشتہ کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے - ایضاً صفحہ ۷۱ - اگرچہ بظاہر صورت جبرائیل وہی ہے اور اُسکی تاثیرات بھی مگر ہر ایک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کے حالت پر نہین - ایضاً صفحہ ۷۴ - یحسبون الشمس والقمر والنجوم موثرات بذاتہا ولا موثر الا ھو ایضاً صفحہ ۷۷ لیکن الہام کی بارش کے لئے جو صاف دلون پر ہوتی ہے ملائک کے یا دلون کا توسط جو عند الشرع ضروری ہے اُس پر جہالت

---

[1] ایہا الناظرین انصاف کرو کہ جو امر کتاب و سنت مین نہین اور نہ حضرت مرزا صاحب کے مکشوفات سے ہی اُسکو کس احتیاط سے باین الفاظ فرمایا ہے ہین کہ تعلق رکھتے ہونگے اور مجہول الکنہ تعلق ہے باوجودیکہ اس تعلق کو شیخ اکبر وغیرہ اولیاء نے تجزماً لکھدیا ہے ۱۲ منہ [2] آریہ برہمو سماج وغیرہ کے اقوال عقاید در بارہ ملائکہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک مردود ہین نہ مقبول ۱۲ منہ [3] یہہ تمثیل وہی ہے جسکے سب اہل اسلام قائل ہین تغیر عالم وغیرہ سے اسکا بیان گذر چکا

کے نظر سے ہنستے ہین - اور کہتے ہین کہ کیا خدا تعالی بغیر ملائک کے توسط کے خود بخود الہام نہین
کرسکتا تھا الی آخرہ - ایضاً صفحہ ۷۰ تو اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالی کے وحی ہین جو
پاک دلون پر نازل ہوتی ہے جبرائیل کا تعلق جو شریعت اسلام مین ایک ضروری
مسٔلہ سمجھا گیا ہے اور قبول کیا گیا ہے یہہ تعلق بھی اوسی فلسفہ حقہ پر مبنی ہے جس کا
ابھی ہم ذکر کر چکے ہین - ایضاً صفحہ ۸۰ لیکن یاد رہے کہ یہہ قوت جو روح القدس سے
موسوم ہے ہر ایک دل مین یکسان اور برابر پیدا نہین ہوتی بلکہ جیسے انسان کی محبت
کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے اوسی اندازہ کے موافق یہہ جبرائیلی نور اُسپر اثر ڈالتا ہے
ایضاً صفحہ ۸۶ - اور وہ یہہ ہے کہ خواص اور عام کی خوابین اور مکاشفات اپنی کیفیت
اور کمیت اتصالی و انفصالی مین ہرگز برابر نہین ہین جو لوگ خدا تعالی کے خاص
بندہ ہین وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہین دنیا ان نعمتون
مین جو انہین عطا کیجاتی ہین صرف ایسے طور کی شریک ہے جیسے شاہ وقت کے
خزانہ کے ساتھ ایک گدا دریوزہ گر ایک درم کے حاصل رکھنے کی وجہ سے شریک خیال کیا جاے
الی آخرہ ایضاً صفحہ ۸۷ - یہہ فرہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب بھی جسکو پٹبیجنا
یا جگنو بھی کہتے ہین آفتاب کے ساتھ رکھتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کی وجہ سے آفتاب
کی عزت مین سے کوئی حصہ لے سکتا ہے الی آخرہ - ایضاً صفحہ ۸۷ یہہ نہین کہ ایک
حرف کی شناخت سے ایک شخص ایک فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جاوے گا یا اتفاقاً
ایک مصرعہ بنجانے سے بڑے شاعرون کا ہم پلہ کہلاوے - ایضاً یہہ بات کہ
خدا تعالی نے نیک بختون اور بدبختون مین مشارکت کیون رکھی اور تخم کے طور پر
غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیون حصہ دیا اس کا جواب یہہ ہے کہ الزام اور
اتمام حجت کے لئے تا اس تخمی شراکت کیوجہ سے ہر ایک منکر کا ملونکی حالت کا گواہ ہوجاوے
الخ - ایضاً صفحہ ۸۰ اور ایک بھید اس تخمی مشارکت مین یہہ ہے کہ تا ہر ایک شخص گو وہ
کیسا ہی فاسق اور بدکار یا کافر خونخوار ہو اس مشارکت پر غور کرنے سے سمجھ لیوے
کہ خدا تعالے نے اُسے ہلاک کرنیکی لئے پیدا نہین کیا بلکہ اُسنے اُسکے اندر ترقی کی راہ رکھی
ہے الی آخرہ - اگرچہ ان عبارات کثیرہ کے نقل کرنے سے سامعین کو کسیقدر ملالت ہوئی

له جو اعتراض کفر صاحب نے ناجنی والی کسی وغیرہ کی مشارکت نعمت کا رویا وغیرہ مین کیا ہے وہ بجائے منسوخ ہو گیا ان عبارت
اور نیز سارے عبارات مذکورہ بالا سے ۱۲ منہ

ہو گی لیکن مری غرض اِس طوالت سے یہہ ہے کہ جملہ علماء مکفرین نے بغیر دیکھے بھالے شیخ بطالوی کے ایک جملہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو دیکھکر اپنی مہرین ثبت کر دی ہین اگر یہہ حضرات علماء بنظر انصاف ان عبارت پر اپنی نظر ڈالتے اور غور اور امعان نظر سے اُن کا ملاحظہ اور مطالعہ کرتے تو شائد ایسی ویل اور گڑھی مین دوزخ کے نہ گرتے۔ الحمد للہ الذی وفقنا لاداء افضل الطاعات و وفقنا علی کیفیۃ اکتساب اکمل السعادات وھدانا الی قولنا اعوذ باللہ من شیطان الرجیم من کل المعاصی والمنکرات۔

قولہ۔ (۸)۔ آپ ایک معنی سے نبی ہین کیونکہ آپ محدث ہین جنسے خدا تعالیٰ باتین کرتا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے ختم نبوت کا جو قران مین ذکر ہے تو اُس سے ایسی نبوۃ مراد ہے جو حامل وحی شریعت اور جمیع اقسام وحی کو جامع ہو نہ مطلق نبوۃ۔

الجواب

چونکہ یہہ مسئلہ درمیان فحول علماء کے منزلۃ الاقدام ہے لہذا کسیقدر بسط سے لکھا جاتا ہے اولاً جو احادیث اصح الصحاح دربارہ محدث وارد ہوئی ہین معہ شرح فتح الباری وغیرہ کے دیکھو۔ حدثنا یحیی بن قزعہ حدثنا ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن ابی سلمہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر زاد زکریا بن ابی زائدہ عن سعد عن ابی سلمہ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم احد فعمر۔ **ایضاً** حدثنا عبد العزیز ابن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم بن سعید عن ابیہ عن ابی سلمہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال انہ قد کان فیما مضی قبلکم من الامم محدثون وانہ ان کان فی امتی ھذہ منھم فانہ عمر بن الخطاب بخاری۔ **قولہ محدثون**۔ بفتح الدال جمع محدث واختلف فی تاویلہ فقیل ملھم قالہ الاکثر قالوا المحدث بالفتح ھو الرجل الصادق الظن وھو

من القی فی رُوعہ شئ من قبل الملا الاعلیٰ فیکون کالذی حدثہ غیرہ بہ وبھذا جزم ابو احمد العسکری وقیل من یجری الصواب علیٰ لسانہ من غیر قصد وقیل مکلم ای تکلمہ الملائکۃ بغیر نبوۃ وھذا ورد من حدیث ابی سعید الخدری مرفوعاً ولفظہ قیل یا رسول اللہ وکیف یحدث قال تکلم الملائکۃ علیٰ لسانہ رویناہ فی فوائد الجوھری وحکاہ القابسی واخرون ویؤیدہ ما ثبت فی روایۃ المعلقۃ ویحتمل ردہ الی المعنی الاول ای تکلمہ فی نفسہ وان لم یر مکلما فی الحقیقۃ فیرجع الی الالھام وفسرہ ابن التین بالتفرس - ووقع فی مسند الحمیدی عقب حدیث عائشۃ المحدث الملھم بالصواب الذی یلقی علیٰ فیہ وعند مسلم من روایۃ ابن وھب ملھمون وھی الاصابۃ بغیر نبوۃ وفی روایۃ الترمذی عن بعض اصحاب ابن عیینۃ محدثون یعنے مفھمون وفی روایۃ الاسمعیلی قال ابراھیم یعنے ابن سعد راویہ قولہ محدث ای یلقی فی روعہ انتھی - ویؤیدہ حدیث ان اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمر وقلبہ اخرجہ الترمذی من حدیث ابن عمر واحمد من حدیث ابی ھریرۃ والطبرانی من حدیث بلال واخرجہ فی الاوسط من حدیث معاویہ وفی حدیث ابی ذر عند احمد وابی داؤد یقول بہ بدل قولہ وقلبہ وصححہ الحاکم وکذا اخرجہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث عمر بنفسہ **حاصل ترجمہ** - لفظ محدثون دال کے زبر کے ساتھ جمع محدث کی ہے اسکے معنے مین شارحین حدیث کا اختلاف ہے اکثر نے کہا ہے کہ مُحدَّث ملہم کو کہتے ہین - یعنی جو آدمی پورا صادق الظن ہو اور اُسکی اٹکل سچی اور ٹھیک ہو - یہہ وہ شخص ہوتا ہے جسکے دل مین ملأ اعلےٰ اور ملائکہ کی طرف سے باتین ڈالے جاتی ہین گویا وہ ایسا ہوا کہ غیر نے اُس سے باتین کین اِس واسطے وہ محدث ہوا اِس معنی کا ابو احمد عسکری نے یقین کیا ہے - اور بعضون نے کہا کہ جسکی زبان پر بغیر قصد کے حق اور صواب جاری ہو - اور بعضون نے کہا کہ جس سے فرشتے کلام کرین اور نبی نہو - اور یہہ معنی حدیث مرفوع مین آگئے ہین حضرت ابو سعید خدری سے اسکے لفظ یہہ ہین مین پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ محدث سے از طرف ملأ اعلےٰ کیونکر باتین

کی جاتی ہین آپ نے جواب مین فرمایا کہ فرشتے اُس کی زبان پر کلام کرتے ہین
اس کی روایت ہمکو فوائد جوہری سے بھی پہنچی ہے اور قابسی نے بھی روایت کیا ہے جو
تعلیقات مین بھی آئی ہے اور اس معنے کا اول معنی کیطرف رد اور رجوع کرنا بھی ممکن ہے
یعنے فرشتے اوسکے نفس مین بھی کلام کرتے ہون اگرچہ وہ محدّث کسی
کلام کرنیوالے کو خارج مین نہ دیکھے پس یہہ معنی الہام ہی کی طرف رجوع
ہوتے ہین اور ابن التین نے اُسکی تفسیر ساتھ فراست کے کی ہے - اور مسند حمیدی
مین بیچ حدیث عائشہ کے مذکور ہے کہ محدث ملہم بصواب وہ شخص ہے جس کے
دل پر ملأ اعلی کی طرف سے القا کیا جاوے - اور ابن وہب کی روایت
مین مسلم کے نزدیک ملہمون ہے جسکے معنی ہین کہ ملأ اعلی کیطرف سے اُسکو حق اور صواب
پہنچے بغیر نبوۃ کے - اور بعض اصحاب ابن عیینہ سے ہے کہ محدثون وہ ہین جو ملأ
اعلی کی طرف سے سمجھائے جاتے ہون - اور روایۃ اسمعیلی مین ہے کہ ابراہیم
بن سعد جو راوی حدیث کا ہے اُسنے کہا کہ محدث وہ ہے جسکے دل مین ملأ اعلے
کی طرف سے القا کیا جاتا ہو انتہی - اور اُسکی تائید یہہ حدیث بھی کرتی ہے کہ اللہ تعالے
نے حق کو حضرت عمر کے دل اور زبان پر گردانیدا ہے ترمذی نے ابن عمر کی حدیث سے
اسکو روایت کیا ہے اور احمد نے حدیث ابی ہریرہ سے اور طبرانی نے حدیث بلال سے -
اور اوسط مین معاویہ کی حدیث سے اسکی تخریج کی ہے اور حدیث ابوذر مین نزدیک
احمد اور ابو داؤد کے بجائے قلبہ کے یقول بہ آیا ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے
اور اوسط مین طبرانی نے خود حضرت عمر کی حدیث سے اسکی تخریج کی ہے (قولہ
زاد زکریا ابن ابی زائدۃ عن سعد) ھو ابن ابراھیم المذکور وفی روایتہ
زیادتان احداھما بیان کونھم من بنی اسرائیل والثانیۃ تفسیر المراد
بالمحدث فی روایۃ غیرہ فانہ قال بدلھا یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء
قولہ منھم احد فی روایۃ الکشمیھنی من احد وروایۃ زکریا وصلھا
الاسمعیلی وابو نعیم فی مستخرجیھما ترجمہ یعنے زکریا ابن ابی زائدہ کی روایت مین
دو زیادتین ہین اول زیادت مین محدثون کا بنی اسرائیل مین ہونا مذکور ہے - اور
دوسری - زیادت مین محدّث کے معنے مراد کی تفسیر ہے کیونکہ اُسمین یہہ الفاظ موجود

ہیں کہ محدث ملأ اعلی کی طرف سے کلام کئے جاتے ہیں مگر نبی نہیں ہوتے۔ اور کشمیہنی کی روایت
ہیں اَحَدٌ کی جگہ من اَحَدٍ ہے اور زکریا کی روایت کو اسمعیلی اور ابو نعیم نے اپنی مستخرج
میں موصول کیا ہے۔ **وقوله** وان یک فی اُمتی قیل لم یورد هذا القول مورد
الترديد فان امته افضل الامم واذا ثبت ان ذلك وجد فی غيرهم فامكان
وجوده فيهم اولى وانما اورده مورد التاكيد كما يقول الرجل ان يكن لى
صديق فانه فلان يريد اختصاصه بكمال الصداقة لا نفى الاصدقاء
ونحوه قول الاجير ان كنت عملت لك فوفنى حقى وكلاهما عالم بالعمل لكن مراد
القائل ان تاخيرك حق عمل من عنده شك فی كونی عملت وقيل الحكمة
فيه ان وجودهم فی بنی اسرائيل كان قد تحقق وقوعه وسبب ذلك
احتياجهم حيث لا يكون حينئذ فيهم نبی واحتمل عنده صلى الله عليه وسلم
ان لا يحتاج هذه الامة الى ذلك لاستغنائهم بالقران عن حدوث نبی
وقد وقع الامر كذلك حتى ان المحدث منهم اذا تحقق وجوده لا يحكم
بما وقع له بل لا بد له من عرضه على القران فان وافقه او وافق السنة
عمل به والا تركه وهذا وان جاز ان يقع لكنه نادر ممن يكون امره منهم
مبنى على اتباع الكتاب والسنة وتمحضت الحكمة فی وجودهم وكثرتهم
بعد العصر الاول فی زيادة شرف هذه الامة بوجود امثالهم فيه وقد
يكون الحكمة فی تكثيرهم مضاهات بنی اسرائيل فی كثرة الانبياء فيهم فلما
فات هذه الامة كثرة الانبياء فيها لكون نبيها خاتم الانبياء عوضوا بكثرة
الملهمين وقال الطيبى المراد بالمحدث الملهم البالغ فی ذلك مبلغ النبی صلى
الله عليه وسلم فی الصدق والمعنى لقد كان فيما قبلكم من الامم انبياء
ملهمون فان يكن فی اُمتی احد هذا شانه فهو عمر فكانه جعله فی انقطاع
قرينه فی ذلك هل نبی ام لا فلذلك اتى بلفظ اِنْ ويؤيده حديث لو كان
بعدی نبی لكان عمر فلو فيه بمنزلة اِنْ فی الآخر على سبيل الفرض والتقدير
انتهى۔ **ماحصل ترجمہ** شارحین نے کہا ہے کہ یہہ قول (وان یک فی اُمتی)۔
شک و تردد کے محل میں نہیں فرمایا گیا کیونکہ یہہ امت تمام پہلی اُمتوں سے افضل ہے

اور جبکہ پہلی اُمتون مین محدثون کا وجود ثابت ہوا تو اِس اُمت مین اُن کا وجود بطریق
اولے ثابت ہوگا پس بالضرور یہہ کلام مقام تاکید مین فرمایا گیا ہے جیساکہ محاورہ مین
آدمی بولتے ہین کہ اگر کوئی میرا دوست ہے تو فلانا شخص ہے اِس کہنے سے مراد قائل
کی یہہ ہوتی ہے کہ فلانا شخص دوستی مین بڑا کامل ہے دوسرے احباب کی نفی مراد نہین
ہوتی اور اسی کی مانند یہہ کہنا مزدور کا ہے کہ میان اگر مینے کام کیا ہے تو میرا حق پورا دیدو
باوجودیکہ کام کا حال دونون جانتے ہین لیکن مراد قائل کی اِس سے یہہ ہوتی ہے کہ
حق اور اجرت عمل مین تمہارا تاخیر کرنا گویا میرے عمل مین شک کرنا ہے - اور بعض نے
اُسمین یہہ حکمت لکھی ہے کہ محدثون کا وجود بنی اسرائیل مین تو متیقن الوقوع ہی تھا -
اِس واسطے کہ جب اُنمین کوئی نبی نہین ہوتا تھا تو وہ مُحدِّث کے وجود کے محتاج تھے
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ احتمال ہوا کہ مری اُمت اسکی محتاج نہوگی کیونکہ وہ بسبب
موجود ہونے قران مجید کے کسی نبی کی محتاج نہین ہے اور اسی طرح پر ھی واقع ہوا
ہے حتی کہ اگر کوئی محدث اور مُلہم امت مین سے پیدا ہوا ہے تو جو اُسکو ملأ اعلی سے ملتا ہے
تو وہ ضرور قران مجید پر اُسکو عرض کر لیتا ہے اور اگر وہ موافق کتاب و سنت کے ہوا
تو اُسپر عمل کر لیتا ہے اور اگر مخالف ہی چھوڑ دیتا ہے اور جس شخص کے کام امت مین سے
کتاب و سنت پر مبنی ہون تو اُسکو حاجت بھی محدثیت کیطرف شاذ و نادر پڑجاتی ہے
تاہم محدثون کی کثرت وجود مین بعد عصر اول کے محض حکمت ھی حکمت ہے کیونکہ اُنکی
امثال کے وجود سے اِس خیر الامم کو شرف حاصل ہوتا ہے اور نیز یہہ بھی حکمت ہے کہ
امت بنی اسرائیل کے مقابلہ مین بسبب کثرت محدثین کے اِس امت کو مساوات حاصل
ہو جیسے بنی اسرائیل مین انبیا بہت سے ہوئے ویسے ہی اِس خیر الامم مین محدثین کثرت
سے ہونی چاہئین کیونکہ بسبب خاتم النبین ہونے آنحضرت صلعم کے اب کوئی نبی تو
آینکا ہی نہین پس کثرت ملہمین کی اُنکے عوض مین ہونی ضرورکی ہے - اور شارح
طیبی نے کہا ہے کہ محدث سے وہ ملہم مراد ہے جو اپنے الہامات کے صدق
مین مبلغ نبی صلعم تک پہنچ گیا ہو اور معنی حدیث کے یہہ ہوئے کہ تمسے پہلی اُمتون
مین انبیا ملہم ہوتے تھے اگر میری امت مین کوئی ایسا نبی ملہم ہوتا تو وہ عمر ہوتا اِس کہنے
سے آپکا یہہ مطلب ہے کہ میری مثل نبی محدث کا آنا اب منقطع ہوچکا ہے اِس واسطے لفظ

اِن فرمایا گیا اور اس معنی کی تائید یہہ حدیث کرتی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا - اِس حدیث مین لَو کا لفظ ایسا ہی ہے جیسا کہ دوسرے اس حدیث مین لفظ اِنْ کا علی سبیل الفرض و التسلیم ہے انتہی - والحدیث المشار الیہ اخرجہ احمد - والترمذی وحسنہ - وابن حبان - والحاکم من حدیث عقبۃ بن عامر - واخرجہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابی سعید - ولکن فی تقریر الطیبی نظر لانہ وقع فی نفس الحدیث من غیر ان یکونوا انبیاء ترجمہ اِس حدیث مشار الیہ کو احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے - اور ابن حبان نے بھی اُس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے اُس کو حدیث عقبہ ابن عامر سے اور روایت کیا اُسکو طبرانی نے اوسط مین حدیث ابی سعید سے - اور طیبی کے بیان مین بڑی نظر ہے کیونکہ نفس حدیث کے الفاظ اُس معنی کو رد کرتے ہین اس مین یہہ الفاظ موجود ہین کہ من غیر ان یکونوا انبیاء - از فتح الباری جلد سابع صفحہ ۴۱ و ۴۲ شارح کرمانی نے لکھا ہے محدثون بفتح الدال المشددۃ قال الخطابی المحدث الملہم یلقی الشئ فی روعہ فکانہ قد حدث بہ یظن فیصیب ویخطر الشئ بالہ فیکون وہذہ منزلۃ جلیلۃ من منازل الاولیاء وقال بعضہم ہو من یجری الصواب علی لسانہ وقیل من تکلمہ الملائکۃ ک خ - اور فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۷۳ مین لکھا ہے (فانہ عمر بن الخطاب) کذا قالہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم علے سبیل التوقع وکانہ لم یکن اطلع علی ان ذلک کائن وقد وقع بحمد اللہ ما توقع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی عمر و وقع من ذلک لغیرہ ما لا یحصی ذکرہ - **حاصل ترجمہ** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بات (فانہ عمر) علی سبیل التوقع فرمائی ہے - شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت تک اطلاع نہوئی ہو کہ یہہ امر ہونے والا ہے - اور تحقیق جس بات کو آنحضرت صلعم نے بطور توقع کے فرمایا تھا وہ حق مین حضرت عمر کے تو واقع ہو گیا اور سوائے حضرت عمر کے اِسقدر کثرت سے محدث لوگ پیدا ہوئے جنکا ذکر شمار مین نہین آسکتا - دوسری جگہ فتح الباری مین لکھا ہے **قولہ** (قال ابن عباس من نبی ولا محدث) ای فی قولہ تعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الایہ

کان بن عباس نادفیہ ولا محدث اخرجہ سفیان بن عینیہ فی اواخر جامعہ واخرجہ عبد بن حمید من طریقہ واسنادہ الی بن عباس صحیح ولفظہ عن عمرو بن دینار قال کان بن عباس یقرأ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث والسبب فی تخصیص عمر بالذکر لکثرۃ ما وقع لہ فی زمن النبی صلعم من الموافقات التی نزل القران مطابقا لہا ووقع لہ بعد النبی صلعم عدۃ اصابات انتہی - فتح الباری جلد سابع صفحہ ۴۱ و ۴۲ - اب مین کہتا ہون کہ حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونیکا دعوی کیا ہے جسکے چند معنی احادیث اور شروح احادیث سے لکھے گئے - نبی حقیقی منافی خاتم النبیین ہونیکا دعوی کسیجگہ نہین کیا بلکہ اُنکے نزدیک تو رسول مقبول صلعم کا خاتم النبیین ہونا اور لا نبی بعدی کا استغراق بسبب وقوع نکرہ تحت لائی نفی جنس کے ایسا کامل ہی کہ عیسے بن مریم جو رسول بنی اسرائیل تھے وہ بھی اب ہرگز نہ آوینگے کیونکہ وہ فوت ہوچکے اور مراد احادیث واقعہ فی الباب سے وہ مسیح بن مریم ہے جو اس امت مین سے اماکم منکم کا مصداق ہو یعنی مثیل مسیح ہو بخلاف آپکے عندیہ اور مسلک کے کہ نہ خاتم النبیین کے پورے معنے ٹھیک ہو سکتے ہین اور نہ لا نبی بعدی کا پورا استغراق جو مقتضائی لا نفی جنس کا ہے درست ہو سکتا ہے اللہ تعالی حکایتاً یہہ بشارت حضرت عیسیٰؑ کیطرف سے بیان فرماتا ہے مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میرے فوت اور موت کے بعد ایک رسول عظیم الشان جسکا نام احمد ہے آوینگے - لیکن ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے مقابلہ مین بطور پیشین گوئی یہہ خبر دی کہ میرے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہین آویگا اس آیہ بشارت عیسوی سے اور نیز حدیث صحیح سے حضرت عیسی کا فوت ہوجانا لازم آتا ہے ورنہ پھر لازم آوے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک نہ آئے ہون واللازم باطل فالملزوم مثلہ ہان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث مین یہہ پیشین گوئی فرماتے ہین کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ان دونون حدیثون مین بعدی کے معنی حقیقی یہی مراد ہین کہ بعد فوت ہوجانے میرے کے کوئی نبی نہین ہوگا خواہ وہ نیا نبی ہو یا پرانا اور میرے فوت کے بعد خلافت راشدہ تیس برس ہوگی علی ہذا القیاس آیہ بشارت عیسوی مین بھی یہی معنی ہین کہ میرے فوت کے بعد ایک رسول جسکا نام پاک احمد ہے آوینگے -

اب آگے رہی رویاء صالحہ جسکو مرزا صاحب نے جزئی نبوۃ کہا ہے سو وہ بھی حدیث صحیح مین جزو نبوۃ ثابت ہو چکی ہے بخاری علیہ الرحمۃ نے رویا کی نسبت اول الابواب بخاری مین جو بدء الوحی ہے یہہ حدیث حضرت عائشہ سے تحریر فرمائی ہے انہا قالت اول ما بدأ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ حواشی بخاری مین لکھا ہے فان قلت کانت هذه الرویا وحیا قبل النبوۃ من مقدماتها وقد علم ان رویا الانبیاء وحی دون غیرهم فکیف قلت هذه الرویا وحیا قبل النبوۃ قلت بل الرویا الصالحۃ مطلقا من اقسام الوحی کیف وقد سماها النبی صلعم جزأ من اجزاء النبوۃ - اب اس کل بیان سے ثابت ہوا کہ محدثیت اور رویا صالحہ اور مبشرات منجملہ اجزاء نبوۃ کے ہین پس محدث کو مجازاً جزوی نبی کہہ سکتے ہین نہ حقیقتاً اسکی تفصیل خود توضیح المرام مین موجود ہے ولما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد امنا بانقطاعہ من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مرزا صاحب قصیدہ مین لکھتے ہین ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب	ہان ملہم استم و زخداوند منذرم

اور اگر بموجب اطلاق الشی علی الشی کے بھی نظر کیجاوے تو بھی یہ اعتراض مکفرین ہمارا منشور اہوا جاتا ہے رسائل منطق مثل شرح سلم اور حواشی اسکی مین لکھا ہے کہ اجزاء کی دو قسمین ہین ایک اجزاء خارجیہ جو منطقین کے نزدیک مادہ اور صورت مین منحصر ہین اور دوم اجزاء عقلیہ جو انکے نزدیک جنس اور فصل مین منحصر ہین - پس اگر محدثیت کو جزو عقلی نبوۃ کا بمنزلہ جنس کے مانا جاوے تو پھر اس اطلاق مین کوئی محذور لازم نہین آتا کیونکہ اجزاء عقلیہ کا حمل ایک دوسرے پر اور ہر ایک جزو کا حمل کل پر اور برعکس اسکے بطور حمل بالمواطاۃ کے بھی درست ہے لان اطلاق الحیوان علی الناطق واطلاق الناطق علی الحیوان واطلاق الانسان علی الحیوان وعکسہ جائز صحیح فکذا القول بان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول جزء من اجزاء النبوۃ جائز وصحیح لان الجزء العقلی متحد بالحمل

لہ لیکن وہ نبوۃ تامہ جو کمالات وحی کی جامع ہے اور پوری نبوۃ ہے پس تحقیق ہم ایمان لاچکے ہین کہ جس دن سے یہہ آیت نازل ہوئی ہے

مع الکل ومع جزء اخر وان شئت التفصیل فارجع الی شروح السلم وحواشیها
ولنعم ماقیل-

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست
تلخ وشیرین بمذاق دل بخور نکمیست	بے بصیرت چہ شناسد سخن کامل را
در نیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

والحمد للہ الذی لہ ما فی السموات والصلوۃ علے محمد المؤید بافضل المعجزات
اس باب مین جو میرا عقیدہ ہے اسکو مین لکھتا ہون تاکہ کوئی مفتری مجہپر افترا نکرنے پاوے

عقیدہ اول

عقیدہ اول لاتلحق[۱] نہایۃ الولایۃ بدایۃ النبوۃ - یعنی جو انتہاے مرتبہ ولایت کا ہے وہ ابتداے درجہ نبوۃ سے بھی ملحق نہین ہو سکتا

عقیدہ ثانی

عقیدہ ثانی غایۃ امر الاولیاء انہم یتعبدون بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل الفتح علیہم وبعدہ ومتی ماخرجوا عن شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہلکوا والقطع عنہم الامداد - غایۃ الامر اولیاء اللہ کا یہہ ہے کہ وہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بردار رہتے ہین قبل مکاشفات کے اور بعد اسکے بہی اور جسوقت کہ شریعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ذرہ بھر بھی باہر ہو جاوین تو اوسی وقت ہلاک ہو جاوین اور سب امداد اور تائید اُنسے منقطع ہو جاتی ہے -

عقیدہ ثالثہ

عقیدہ ثالثہ نبوۃ التشریع قد انقطعت بموت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیصیر ملک الالہام یفہم ذلک الولی شریعۃ محمد صلعم ویطلعہ علی اسرارہا وہذا ثمرۃ الاتباع قال تعالے قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی الایۃ - یعنی جو نبوۃ تشریعی تھی وہ حضرت خاتم النبیین صلعم کی وفات سے منقطع ہو گئی اب فرشتہ الہام کا اُس ولی کو صرف اُسی شریعت محمدیہ صلعم کے معارف اور اسرار کو سمجھاتا ہے اور حقائق قرانی کی اسکو اطلاع دیتا ہے اور یہہ سب نتیجہ اتباع کا ہے کہہ تو کہ یہہ ہے راہ میری بلاتا ہون مین طرف اللہ کی اور بصیرۃ کے ہین اور جسنے میرا اتباع کیا -

عقیدہ رابعہ

عقیدہ رابعہ ان اللہ تعالے قد سد باب الرسالۃ عن کل مخلوق بعد محمد صلعم الی یوم القیمۃ یعنی تحقیق

---

[۱] کیونکہ انبیا بمنزلہ آفتاب کے ہین اور اولیا بمنزلہ مہتاب کے نور القمر مستفاد من نور الشمس کا حال ہے زیادہ اس سے نہین ۱۲ منہ

اللہ تعالے نے بند فرما دیا ہے دروازہ رسالت کا ہر ایک مخلوق سے بعد آنحضرت صلعم کے قیامت تک۔ **قول المکفر فی الحاشیۃ** صفحہ ۱۰۵- اندونون مقام مین آپ کی عربی دانی ثابت ہوتی ہے- آخر عبارت تک- **اقول**- مولویصاحب[۱] اس نکتہ چینی بیجا سے آپ کا کمال عربیت مین معلوم ہوگیا ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ذرہ آنکھون کو کھول کر اور نیز عینک لگا کر اُس عبارت کو دیکھئے باوجود اسکے اگر نہین پڑھی جاتی تو مین اُسکو قلم جلی سے معہ حرکات و سکنات کے لکھ دیتا ہون اور ساتھ اُسکے ترجمہ بھی- اَیُفْهَمُ مِنْ هٰذَا سَدُّ بَابِ النُّبُوَّةِ یعنے کیا اس سے سمجھا جاتا ہے بند ہونا دروازہ نبوت کا (جو جزئی نبوۃ ہے) بطور کلی کے- اور دوسرے جملہ مین جو آپ فرماتے ہین کہ صدر صلہ ندارد ہے اول آپ نے یہہ تو ثابت کیا ہوتا کہ صدر صلہ کا حذف بقواعد نحویہ جائز نہین ہے آپ کے جواب مین یہہ آیت پڑھی دیتا ہون ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا- اس مین بھی صدر صلہ محذوف ہے تفسیر کبیر مین لکھا ہے- واختلفوا فی اعراب ایھم فعن الخلیل انہ مرتفع علی الحکایۃ تقدیرہ لننزعن الذین یقال فیھم ایھم اشد و سیبویہ علی انہ مبنی علی الضم لسقوط صدر الجملۃ التی ھی صلۃ حتی لو جیٔ بہ لاعرب وقیل ایھم ھو اشد- اور ابو السعود مین بھی قریب قریب اسکے لکھا ہے اور جامع البیان مین لکھا ہے- او مبنی علی الضم لحذف صدر صلتہ[۲] اب فرمائیے کہ جس شخص کا عربیت مین یہہ مبلغ علم ہو بہر ضلوا فاضلوا کا مصداق

[۱] مولویصاحب بھول گئے اُن اپنے اغلاط فاش کو جنکا مواخذہ رسائل ازالۃ الاوہام عن بعض الاعلام وغیرہ مین کیا گیا ہے اور مولویصاحب کیطرف سے آجتک انکا جواب نہین ہو سکا اور ابھی ماہ جنوری ۹۲ء کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے خط مین مولویصاحب نے فاش غلطیان کین ہین اور باوجود مطالبات کے ابھی تک حیلے حوالے کئے جاتے ہین ۱۲ منہ [۲] ایضا قال اللہ تعالی ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیٔ- تفسیر کبیر مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے وقرا یحیی بن عامر علی الذی احسن ای علی الذی ھو احسن دینا وارضاہ او یقال المراد اتینا موسی الکتاب تماما ای تاما کاملا علی احسن ما یکون علیہ الکتب ای علی الوجہ الذی ھو احسن اور ابو السعود

مین لکھا ہے وقرء بالرفع علی انہ خبر مبتدأ محذوف ای علی الذی ھو احسن دین وارضاہ او اتینا موسی الکتاب تماما ای تاما کاملا علی احسن ما یکون علیہ الکتب ۱۲ منہ

کیونکر نہو گا ؎ خود فراموشی کند ہمت دہد او ستادہ مات

یہہ عجب ہے رسم اولٹی کہ بروز عید قربان	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اولٹا

ایہا الناظرین اس مقام مین مولوی صاحب نے جو عبارت ازالہ صفحہ ۵۳۲ سے نقل فرمائی ہے اُس مین کمال امانت اور دیانت سے کام لیا گیا ہے تا کہ مکفرین اندھا دُھند اپنی مہرین ثبت کر دیوین آپ نے درمیان مین یہہ عبارت جو مفید تھی ترک کر دی ہے۔ بلکہ خبر دی گئی کہ ای اُمتی لوگو وہ تم مین سے ہی ہو گا اور تمہارا امام ہو گا اور نہ صرف قولی طور پر اُسکا اُمتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکہلا دیا کہ وہ اُمتی لوگون کی موافق صرف قال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہو گا اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے نہین بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسرون کے پیچھے پڑہے گا۔ اکثر بٹالوی صاحب نے عبارات کو اسی طرح پر نقل کیا ہے کہ وہ نقل عنت ربو دا اور لا تقربوا الصلوٰۃ کا مصداق ہے ناظرین ہوشیار رہین۔ **قولہ** اس عبارت مین تو آپ نے اپنے آپ کو کہلا نبی کہدیا

اقول۔ ہر گز نہین جب اُمتی ہونیکا اقرار کیا تو کہلا نبی کب ہوا وہی مُحدَّث ہوا۔

قولہ اس سے بڑہ کر یہ کہ سرورق ازالہ پر صاف لکھدیا ہے از تصانیف مرسل یزدانی مرزا غلام احمد قادیانی۔ **اقول** لفظ مرسل سے وہی مراد ہے جو حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل ماۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا[1] مین ہے۔ اور جو مراد قراۃ ابن عباس کی ہے اس آیہ مین وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا مُحدَّث الا یہ وھی بیان پر مراد ہے اس قراۃ کے بموجب لفظ مُحدَّث تحت ارسلنا کے فرمایا گیا ہے پس بالضرور ایک طرحکا مرسل ہو گیا ورنہ آپ کوئی اور معنی اس قراۃ کے بیان فرماوین۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے حضرت عیسی کے حواریونکی نسبت جو رسول اور نبی نہین تھے اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یہان پر بھی اللہ تعالی نے انکی نسبت ارسلنا فرمایا اور اُن حواریون نے کسقدر تاکید سے اپنے تئین مرسل کہا کہ انا کم الیکم مرسلون۔ پس وہ شعر جو آپ نے لکھا ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب	ہان ملہم استم و زخداوند منذرم

حضرت مرزا صاحب کی طرف سے نہایت راست اور بہت درست ہے۔ **قولہ**

[1] تحقیق اللہ تعالی مبعوث کریگا اس اُمت کیواسطے ہر صدی کے سر پر ایسے امام کو جو بیا کریگا انکے لئے دین انکا ۱۲ منہ

اِس سے بھی اور بڑھکر سنئے ازالہ کی صفحہ ۶۷۳ مین آپ نے رسول مبشر بزبان حضرت عیسی ہونیکا دعوے کیاہے اور صاف لکھدیا ہے کہ قران کی آیت ومبشرا برسول یأتی من بعدی اِسمہ احمد مین آپ ہی کی بشارت مراد ہے نہ محمد رسول اللہ کی۔

اقول لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ قطع نظر دیگر مقامات کے کیا اِس جگہ یہہ عبارت موجود نہین ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد بھی ہین یعنی جامع جلال وجمال ہین اِس سے اصاف ظاہر ہے کہ متکلم کی مراد یہہ ہے کہ اِس بشارت کے مصداق اول صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہین کیونکہ اِس کلام متکلم کے نزدیک آپ جامع صفات جلال یعنے محمدیت کے بھی ہین اور جامع صفات جمال یعنے احمدیت کے بھی ہین ۵ ولنعم ماقیل

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

توضیح المرام مین لکھا ہے۔ سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلی مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اُسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جسکی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہین چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔ ۵

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم	آنچنان از خود جدا شد کز میان افتادمیم
بوی محبوب حقیقی میدمد زان روے پاک	ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
الی ان قال دررہ عشق محمد این سروجانم رود	این تمنا این دعا این دردلم عزم صمیم

آگے رہا ظلی اور طفیلی طور پر اِس بشارت کا مصداق ہونا کسی امتی مجدد و محدث کیواسطے سو بحکم المرء مع من احب کی اِیمین کیا استبعاد ہے۔ بلکہ بموجب قواعد اصول تفسیر کے اکثر آیات کا شان نزول وہ بھی قرار دیا گیا ہے جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ہو حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ فوز الکبیر مین لکھتے ہین وایضا من المواضع الصعبۃ معرفت اسباب النزول ووجہ الصعوبۃ فیہا ایضا خلاف المتقدمین والمتاخرین والذی یظہر من استقراء کلام الصحابۃ والتابعین انہم لایستعملون نزلت فی کذا لمحض قصۃ کانت فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی سبب نزول الایۃ بل ربما یذکرون بعض ماصدقت علیہ الایۃ مما کان فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم او

بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم ویقولون نزلت فی کذا ولا یلزم ھناک
انطباق جمیع القیود بل یکفی انطباق اصل الحکم فقط وقد یقررون
حادثۃ تحققت فی تلک الایام المبارکۃ واستنبط صلے اللہ علیہ وسلم
حکمہا من اٰیۃ وتلاھا فی ذلک الباب ویقولون نزلت فی کذا وربما
یقولون فی ھذہ الصورۃ فانزل اللہ قولہ کذا الی ان قال ویذکر
المحدثون فی ذیل اٰیات القراٰن کثیرا من الاشیاء لیست من قسم سبب
النزول فی الحقیقۃ مثل استشہاد الصحابۃ فی مناظراتھم باٰیۃ او تمثیلہم
باٰیۃ او تلاوتہ صلے اللہ علیہ وسلم اٰیۃ للاستشہاد فی کلامہ الشریف

ترجمہ یعنی تفسیر کے مقامات مشکلہ مین سے ایک اسباب نزول کا پہچاننا ہے وجہ دشوار
کے اُس مین اختلاف متقدمین ورمتاخرین کا ہے اسباب نزول مین اور مجھکو کلام
صحابہ اور تابعین کے استقراء کرنے سے یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین جو
اسباب نزول بیان کرتے تھے کہ فلان آیت فلان باب مین نازل ہوئی ہے صرف
اُسی قصہ کے بارہ مین یہہ بات نہین کہتے تھے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت
مین وہ قصہ سبب نزول آیت کا ہوا ہو بلکہ جو امر آیت کا کسیقدر بھی مصداق ہوسکتا
ہو خواہ وہ حضرت صلعم کے وقت مین واقع ہوا ہو یا بعد کو اُس کی نسبت بھی صحابہ
اور تابعین کہتے تھے کہ فلان آیت فلان بارہ مین نازل ہوئی ہے تو یہان پر یہہ کچھ
ضرور نہین کہ تمام قیود مندرجہ آیت اوس قصہ پر منطبق ہوجاوین بلکہ فقط اصل
حکم کا انطباق کافی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک حادثہ عہد مبارک آنحضرت
صلعم مین واقع ہوا اور کسی آیہ سے اُس مسئلہ کا حکم آنحضرت صلعم نے استنباط فرمایا اور
اور اُس آیت کو تلاوت کیا تو ایسی صورت مین صحابہ کرام فرمادیتے ہین کہ وہ آیت اِس
بارہ مین نازل ہوئی ہے اور کبھی کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے یہہ قول اپنا اسباب مین نازل
فرمایا ہے - یہانتک کہ حکیم اُمت نے فرمایا کہ محدثین آیات قرآن مجید کے ذیل مین اکثر
ایسی باتین ذکر کرتے ہین جو قسم اسباب نزول سے حقیقت مین نہین ہین جیسا کہ صحابہ
کرام کا اپنے مناظرات مین کسی آیت کے ساتھ دلیل پکڑنا یا بطور تمثیل کے آیت کو
بیان کرنا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی آیت کو تلاوت کرنا واسطے استدلال

اور استشہاد کے اپنی کلام مین انتہی اِسی طرح پر بہت سے امور کو فوز الکبیر مین
اسباب نزول سے قرار دیا ہے لیکن حقیقت مین جسوقت کہ وہ آیت نازل ہوئی تھی
وہ امور موجود نہین تھے - دوسری جگہہ اوسی فوز الکبیر مین لکھا ہو ولیعلم ان
الصحابة والتابعین ربما کانوا یذکرون قصصاً جزئیة لمذاھب
المشرکین والیھود وعاداتھم من الجھالات لتتضح تلک العقائد و
العادات ویقولون نزلت الایة فی کذا ویریدون بذلک انھا نزلت
فی ھذا القبیل سواء کان ھذا او ما اشبھہ او ما قاربہ ویقصدون ان
اظھار تلک الصورة لا بخصوصھا بل لاجل ان التصویر صالح لتلک
الامور الکلیة - ترجمہ - اور یہہ ہی جاننا ضرور ہے کہ صحابہ اور تابعین اکثر آیات
کے ذیل مین بعض قصص جزئیہ مشرکین اور یہود کے مذاہب کی بابت اور اُنکی
عادات جاہلیہ کے بارہ مین بھی ذکر کرتے تھے تاکہ وہ عقائد اور عادات بخوبی واضح
ہو جاوین اور یہہ فرماتے تھے کہ فلان آیت اسباہ مین نازل ہوئی تھی اور مراد اُنکی
اس سے یہہ تھی کہ اس قبیل مین نازل ہوئی ہے خواہ وہ اصل قصہ کے شبیہہ ہووے
یا کچھ قریب ہووے اس سے اُنکا قصد یہہ تہا کہ وہ صورت ظاہر ہو جاوے
نہ یہہ کہ آیت اِس خاص صورت مین نازل ہوئی تھی صرف مطلب یہہ تہا کہ یہہ
تصویر خاص اوس امر کلی کے کی مصداق ہونیکی صلاحیت اور قابلیت رکھتی ہے
پھر لکھتے ہین والی ھذہ النکتة اشار ابوالدرداء حیث قال لا یکون
احد فقیھا حتی یحمل الایة الواحدة علی محامل متعددة - ترجمہ
یعنے حضرت ابو درداء صحابی نے اسی نکتہ کیطرف اشارہ کیا ہے جو یہہ فرمایا ہے
کہ کوئی شخص فقیہہ نہین ہو سکتا یہانتک کہ ایک آیہ کو متعدد وجوہ پر تفسیر نکر سکے انتہی
افسوس کہ شیخ بٹالوی صاحب باوجود دعوی فضیلت علمیہ کے ایسی نکتہ چینیان کرتے
ہین جو عوام جہلا کیا کرتے ہین جن امور کو محققین علما نکات قرار دیتے ہین اُنکو
یہہ حضرت کفریات مین داخل کرتے ہین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا +
قولہ (۹) - آنے والے مسیح بن مریم جنکی بشارت حدیثون مین وارد ہے اور اہل
اسلام کو اُنکا انتظار تھا وہ آپ ہی ہین نہ عیسی بن مریم اسرائیلی نبی کیونکہ وہ صلیب پر

چڑہایا گیا اور بعد اُسکے وہ فوت ہوکر بہشت مین داخل ہوگیا ہے لہذا اب وہ دنیا مین نہین آسکتا ہے۔

الجواب

حضرت عیسی بن مریم بنی اسرائیلی کا فوت ہو جانا براہین اور دلائل قاطعہ سے ثابت ہو چکا اب فوت ہونیکے بعد بہشت مین داخل ہونا آپ تسلیم نکرین آپکا اختیار ہے کیا خوب فرمایا حضرت اقدس نے ازالۃ الاوہام مین

نظم

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال
دلمین اوٹھتے ہین میرے سو سو ابال

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اُسکو فرقان سر بسر
اُسکے مرجانیکی دیتا ہے خبر

وہ نہین باہر رہا اموات سے
ہوگیا ثابت یہہ تیس آیات سے

کوئی مردون سے کبھی آیا نہین
یہہ تو فرقان نے بھی بتلایا نہین

عہد شد از کردگار بیچگون
غور کن در انھم لایرجعون

اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بہلا

یہہ تو رہنے کا نہین پیارو مکان
چل بسے سب انبیا و راستان

ہان نہین پاتا کوئی اِس سے نجات
یون ہی باتین ہین بنائین واہیات

کیون تمہین انکار پر اصرار ہے
ہے یہہ دین یا سیرت کفار ہے

کیون بنایا ابنِ مریم کو خدا
سنت اللہ سے وہ کیون باہر رہا

---

[1] امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر مین لکھتے ہین وقال فی الباب العاشر من الفتوحات فی قوله صلعم انا سید ولد ادم ولا فخر انما کان صلعم سید ولد ادم لان جمیع الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نواب له صلی اللہ علیه وسلم من لدن ادم الی اخر الرسل وهو عیسی علیه الصلوۃ والسلام کما انباء عن ذلک حدیث لوکان موسی و عیسی حیین ما وسعهما الا اتباعی وصدق صلعم فی ذلک فانه لوکان موجودا بجسمه من لدن ادم الی زمان وجوده لکان جمیع بنی ادم تحت شریعته حسا ولهذا لم یبعث عامة الی الناس الا هو خاصة فجمیع شرائع الانبیاء هی بالحقیقة شرعه صلی اللہ علیه وسلم ۱۲ دسوین باب فتوحات مین کہا آنحضرت صلعم کی اس قول کی شرح مین کہ (مین سردار اولاد آدم کا ہون اور یہہ بات کچھ فخر کیواسطے نہین کہی) آنحضرت صلعم جو تمام اولاد آدم کے سردار ہوئے اُسکی یہی وجہ ہے کہ تحقیق تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام آنحضرت کے نائب و خلفا ہین از آدم تا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام جیسا کہ اس بات کو یہہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ بالفرض اگر حضرت موسی اور عیسی دونون زندہ ہوتے تو نہین جائز ہوتا اُن دونون کو مگر اتباع میرا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بات بہت سچ فرمائی کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس جسم مبارک کے ساتھ زمانہ آدم سے لیکر زمانہ وجود اپنے تک موجود ہوتے تو تمام بنی آدم آپکی شریعت کے ماتحت ہوتے اور یہی وجہ کوئی نبی عام خلائق کے لئے مبعوث نہین ہوا مگر وہ بطور خصوص کے مبعوث ہوا تھا پس تمام شرائع انبیا کی آپ ہی کی شریعت ہے صلعم یواقیت جواہر صفحہ

کیون بنایا اُسکو باشان کبیر
مرگئے سب پر وہ مرنے سے بچا
ہے وہی اکثر پرندونکا خدا
مولویصاحب یہی توحید ہے
کیا یہی توحید حق کا راز تھا
کیا بشر مین ہو خدائی کا نشان
ہے تعجب آپکو اس جوش پر
کیون نظر آتا نہین راہ صواب
کیا یہی تعلیم قرآن ہے بہلا
مومنون پر کفر کا کرنا گمان
ہم تو رکھتے ہین مسلمانونکا دین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہین
سارے حکمون پر ہمین ایمان ہے
وہ چلے اب دل تن خاکی رہا
جو ہمین دیتے ہو کافر کا خطاب
سخت شورے او فتادا ندنے مین
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دیکھا

غیبدان و خالق وحی و قدیر
ابتلک آئے نہین اوپر فنا
اس خدادانی پہ تیرے مرحبا
سچ کہون دیوکی تقلید ہے
جسپہ برسون سے تہین اک نازتہا
الامان ایسے گمان سے الامان۔
فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
پڑ گئے کیسے یہہ آنکہونپر حجاب
کچھ تو آخر چاہئے خوف خدا
ہے یہہ کیا ایماندارونکا نشان
دل سے ہین خدام ختم المرسلین
خاک راہ احمد مختار ہین
جان و دل اس راہ مین قربان ہے
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بہی فدا
کیون تمہین لوگو نہین خوف عقاب
رحم کن بر خلق ای جان آفرین
تجہکو سب قدرت ہے ای رب العلا

بطالوی صاحب نے اس قول مین ایک ایسی عبارت موہمہ اپنی طرف سے ایجاد کرکر لکھی ہے جس سے یہہ شبہہ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس بات کے قائل ہین کہ مسیح بعد چڑہائے جانے صلیب کے فوت ہوگئے ہین۔ حاشا ثم حاشا حضرت اقدس کے کسی کلام سے یہہ بات نہین نکلتی ہے کہ حضرت عیسی صلیب سے قتل ہوئے ہین یہہ محض افترا کیا ہے۔ اور تفسیر نزول ابن مریم مین حضرت مرزا صاحب نے کوئی ایسی تاویل نہین کی جو کہ صحیح احادیث سے نہ مستنبط ہوتی ہو خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح بن مریم آنیوالیکی تفسیر فرما دی ہے کہ امامکم منکم اور فامکم منکم وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ پہر یہہ قول اور دعوی

لہ اسکے اد لہ یقینیہ اعلام الناس حصص سابقہ و الحق وغیرہ مین مفصلاً لکھی گئی ہین فارجع الیہا ۱۲ منہ

کیونکر باعث کفر ہوگیا۔ بعض علمار سابق نے تو ان احادیث نزول ابن مریم وغیرہ مین
ایسی تاویل کی ہے جو نہایت ہی بعید ہے۔ چنانچہ قول عاشر کے جواب مین وہ تاویل
علمار سابق کی مفصل لکھی جاویگی۔ **قولہ** (۱۰) آنیوالے مسیح کی جو صفات احادیث
مین وارد ہے کہ وہ ابن مریم ہوگا۔ اور وہ دمشق کے منارہ شرقی کے پاس نزول کریگا
اور وہ دو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہوگا اور وہ دجال یک چشم کو ہلاک کریگا۔ اور وہ
صلیب کو توڑیگا۔ اور وہ خنازیر کو قتل کریگا اور اُس کے وقت مین مال کثرت
سے ہوگا وہ لوگون کو مال کیطرف بلائیگا تو کوئی قبول نکریگا کافر اُس کی خوشبو سے
مرجائیگا اور اُس کے وقت مین یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا وغیرہ وغیرہ انمین بعض
صفات صحیح نہین اور جن احادیث مین انکا ذکر ہے وہ موضوع ہین۔ اور بفرض
صحت کل یہہ صفات سبکے سب بحسب تاویل و تفصیل ذیل آپ مین پائی جاتی ہین مثلاً
اُس کی ابن مریم ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ ابن مریم کی خاصیت پر اوس کا مثیل ہوگا
اور اُسکے نزول سے روحانی نزول مراد ہے الی آخر العبارۃ **اقول** سلمنا کہ حضرت
اقدس مرزا صاحب نے اِس جگہ چند مقام مین تاویل کی ہے لیکن اس قسم کی تاویل
پیشین گوئیون مین تمام سلف صالح سے منقول ہے بلکہ جملہ کتب سابقہ عہد عتیق و جدید
مین علماء اسلام دربارہ پیشین گوئی و بشارت حضرت رسول مقبول صلعم کرتے آئے ہین
کما مر مفصلاً فی الخصص السابقہ پھر وہ تاویل جو فرع ہے اُن احادیث کے تسلیم کرنیکے
موجب کفر کیونکر ہوجائیگی علمار سابق نے تو اِن ہی پیشین گوئیون ایسے تاویلات کئین
ہین جو اِن تاویلات صحیحہ سے بہت ہی دور اور بعید ہین۔ دیکھو شرح مقاصد جلد دوم
صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ مصر۔ وبالجملۃ فالاحادیث فی ھذا الباب کثیرۃ رواھا العدول
الثقاۃ وصححھا المحدثون الاثبات ولا یمتنع حملھا علی ظواھرھا عند
اھل الشریعۃ لان المعانی المذکورۃ امور ممکنۃ عقلا و زعمت الفلاسفۃ
ان طلوع الشمس من مغربھا مما یجب تاویلہ بانعکاس الامور وجریانھا
علی غیر ما ینبغی واوّل بعض العلماء النار الخارجۃ من الحجاز بالعلم و
الھدایۃ سیما الفقہ الحجازی والنار الحاشرۃ للناس بفتنۃ الاتراک و
خروج الدجال بظھور الشر والفساد و نزول عیسی صلی اللہ علیہ وسلم

بانذفاع ذالک وبداء الخیر والصلاح وتقارب الزمان بقلۃ الخیر و البرکۃ وذھاب فائدۃ الایام والاوقات او بکثرۃ الغفلۃ والاشتغال بامر الدنیا ولذاتہا وبحدوث الفتن العظام الشاغلۃ لقلوب الانام کما یمضی علیہم من اللیالی والایام ترجمہ بالجملہ احادیث اسباب مین بہت آئے ہین جنکو راویان عادل اور ثقہ نے روایت کیاہے اور محدثون معتمد نے اُنکی تصحیح کی ہے اور اُن احادیث کو اپنے ظاہر معانی پر حمل کرنا کچھ ممتنع نہین ہے۔ نزدیک اہل شریعت کے کیونکہ یہہ سب باتین عقل کی رو سے ممکن ہین اور حکماء[1] اسلام نے یہہ گمان کیا ہے کہ طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اُن باتونمین سے ہے جنکی تاویل کرنی ضرور ہے اور اُس سے یہہ مراد ہے کہ تمام امور منعکس ہوجاوینگے اور غیر طریقہ مناسبہ پر جاری ہوونگے۔ اور بعض علماء نے تاویل کی ہے کہ جو پیشین گوئی مین ایک آگ کا نکلنا حجاز سے آیا ہے اُسکی تاویل علم اور ہدایت ہے خاصکر فقہ حجازی اور مراد اور آگ سے کہ تمام آدمیون کو جمع کرنیوالی پیدا ہوگی ترکونکا فتنہ ہے۔ اور مراد[2] خروج دجال سے یہہ ہے کہ شر و فساد دنیا مین ظاہر ہوگا اور مراد نزول عیسی بن مریم سے یہہ ہے کہ وہ شر و فساد دفع ہوجاوے گا اور خیر و صلاح شروع ہوجاویگا اور مراد تقارب زمان سے قلۃ خیر و برکت ہے اور ایام اور اوقات کے فواید کا جاتا رہنا یا کثرۃ غفلت امور دینی مین اور اشتغال دنیا کے کامون مین اور اُسکی لذات مین منہمک ہوجانا اور بڑے بڑے فتنون کا حادث ہونا جن کے سبب لوگون کے دل اللہ تعالی کیطرف سے روکے جاوین جیساکہ اونپر رات اور دن غفلت مین گذرتی چلی جاتی ہین انتہی **قولہ** ازالہ کے صفحہ ۷۰۲ مین مسیح کا سولی پر چڑھایا جانا اِس تفصیل اور تشریح سے بیان کیاہے

[1] حکماء اسلام اسواسطے کہا گیا کہ یہہ حکما ان احادیث کو تسلیم کرتے ہین کیونکہ تاویل تو فرع ہے قبول اور تسلیم کی

[2] ناظرین لاحظہ فرماوین کہ یہہ تاویل علما کی جو شرح مقاصد مین علامہ نے نقل فرمائی کسقدر بعید ہے لیکن جو تاویلات اور تفسیر حضرت اقدس مرزا صاحب نے اِن پیشین گوئیون لکھی ہین وہ تو بہت ہی قریب القیاس اور موافق محاورات کے ہین جن سے تمام احادیث متعلقہ باب مین توفیق اور تطبیق بھی ہوگئی اور کوئی محذور شرعی پیدا نہین ہوا ۱۲ منہ

جو سید احمد خان کی تفسیر جلد چہارم صفحہ ۱۴ مین موجود ہے۔
اقول بالفرض والتسلیم اگر قریب قریب ویسا ہی بیان سید احمد خان کی تفسیر مین بھی
موجود ہے تو اس مین اعتراض کیا ہوا سید احمد خان کی تفسیر مین آیات قران مجید بھی مذکور
ہین تو اُسمین موجود ہونے سے کیا وہ آیات باطل ہو جاوینگی مکفر کو چاہیئے تھا کہ جو بیان
حضرت اقدس نے ازالہ مین کیا ہے اُسکا ابطال دلائل سے کرتا اور ان مضامین کا موجب
کفر ہونا ثابت کرتا ورنہ خرط القتاد۔ کسی قول کے سید احمد خان کی تفسیر مین موجود ہونے
سے وہ قول موجب کفر کیونکر ہو سکتا ہے۔ **قولہ** موضوعیت احادیث بعض صفات
مسیح کا دعوی آپ کی تصنیفات کتب مین بہت جگہ پایا جاتا ہے فتح اسلام کے صفحہ ۱ مین
آپ لکھتے ہین خیال مذکور جو کچھ عرصہ سے مسلمانون مین پہیل گیا ہے۔ الخ **اقول** یہہ
عبارت فتح اسلام کی نہین ہے بلکہ توضیح مرام مین ہے۔ مرا یاد وترا فراموش۔ پہر اس
مین کیا شک ہے کہ جس خیال کو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ بے اصل موضوعات
سے اُسکو رونق دیگئی ہے وہ آپکے گہر کی خانہ ساز موضوعات ہے ورنہ آپ کسی صحیح حدیث
سے اُس خیال مذکور کو ثابت کرین یعنے یہہ کہ حضرت مسیح اسی جسد خاکی کے ساتھ آسمان
پر اُٹھائے گئے اور پھر اِسی جسد خاکی سے آسمان پر سے اوترینگے کیونکہ اوترنا تو فرع
صعود کے ہے اولا آپ صعود بجسد عنصری کسی حدیث صحیح سے ثابت کرین **بٹالوی**
شیخ صاحب نے اسجگہ پر کمال کیا ہے کہ دو خطوط وحدانیہ کے اندر خیال مذکور کی یہہ تفسیر کی
ہے (کہ حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر موجود ہونا) حالانکہ ماقبل اُس عبارت کے خیال مذکور
کی شرح یہہ لکھی ہوئی ہے۔ مین نے پہلے ہی ذکر کیا ہے کہ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید
و مولے حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو
چڑہین اور روبرو ہی اوترین اور اُنہین جواب ملا تھا کہ قل سبحان ربی یعنی خدا تعالے
کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کہلے کہلے خوارق اس دار الابتلا مین دکہاوے
اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔ اب مین کہتا ہون کہ جو امر آنحضرت صلعم
وسلم کے لئے جو افضل الانبیا تھے جائز نہین اور سنت اللہ سے باہر سمجہا گیا وہ حضرت مسیح
کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے یہہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلعم کی نسبت ایک
کمال کو مستبعد خیال کرین اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قریب قیاس مان لین

کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہین آخر عبارت تک۔ اب فی ملہو تفسیر ابوالسعود مین تحت (آیہ هل کنت الا بشرا رسولا) کے لکھا ہے لا ملکا حتی یتصور منی الرقی فی السماء ونحوه (رسولا) مامورا من قبل ربی بتبلیغ الرسالة من غیر ان یکون لی خیرة فی الامر کسائر الرسل وکانوا لا یاتون قومهم الا بما یظهره الله علی ایدیهم حسبما یلائم حال قومهم ولم یکن امر الآیات الیهم ولا لهم ان یتحکموا علی الله سبحانه لشئ منها وقوله بشرا خبر کنت ورسولا صفته ترجمہ یعنے مین آدمی ہون فرشتہ نہین ہون جو آسمان پر چڑھنا میرا متصور ہو اور اللہ تعالے کی طرف سے واسطے تبلیغ رسالت کے مامور ہون خود مختار نہین ہون جیسا کہ تمام رسولون کا حال یہی تھا کہ اللہ تعالے مناسب وقت پر مقتضائے حال قوم کے بموجب جو خرق عادات انکے ہاتون پر ظاہر کرنا چاہتا تھا اوسی کو وے اپنی قوم کے پاس لاتے تھے اور اظہار نشانون کا کچھ اختیار اون کو حاصل نہین تھا اور نہ انکو یہہ امر حاصل تھا کہ اللہ تعالی پر کسی امر کے لئے تحکم کر سکین۔ اور بشرا کنت کی خبر واقع ہوئے ہے اور رسولا اسکی صفت ہے انتہی۔ پس جبکہ تمام بشر رسولون کا آسمان پر صعود کرنا بجسده العنصری اس آیہ کے منافی ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود سے معلوم ہوا اور کوئی حدیث صحیح ایسی موجود نہین جس سے صعود حضرت عیسی کا بجسده العنصری آسمان پر ثابت ہوتا ہو۔ مدت دو سال کے تخمیناً ہوئی ہوگی کہ خاکسار نے اعلام الناس حصہ دوم کے آخر مین ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا کہ اگر کوئی صاحب اِس بارہ مین کوئی حدیث صحیح مرفوع پیش کرین تو فی حدیث بیس روپیہ حق اُجرت دیا جاوے گا لیکن آجتک کسی صاحب نے کوئی حدیث کذائی پیش نہین کی۔ **قوله** اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین لکھا ہے

اقول مکفر صاحب نے اسجگہ ایک عبارت طویل ازالہ سے نقل کر کر یہہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب صحیحین کی احادیث کو موضوع کہتے ہین۔ غرض مکفر صاحب کی اس سے یہہ ہے کہ جو اہل حدیث حضرت مرزا صاحب کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہین وے لوگ یہہ سُنکر کہ صحیحین کی احادیث کو حضرت مرزا صاحب موضوع کہتے ہین بدظن ہو جاوین اور مرزا صاحب کو باطل پر سمجھین۔ مین ناظرین منصفین سے اسباب مین انصاف چاہتا ہون اور مکفر صاحب کے دہوکہ اور فریب کو جو انہون نے اسجگہ عوام کو

دیا ہے ظاہر کرتا ہون جس سے منصفین کو یہہ ثابت ہوگا کہ احادیث صحیحین کا موضوع
ہونا بموجب مسلک مکفر صاحب کے لازم آتا ہے نہ حسب مسلک مرزا صاحب کے ہان حضرت
مرزا صاحب بعض احادیث صحیحین کی نسبت باہمی قوت اور ضعف کے قائل ہین جیسا کہ
سارے محدثین کا یہی مسلک ہے اور اسی مسلک پر مبنی ہے یہہ اصول محدثین کا کہ متفق
علیہ حدیث سب احادیث پر مقدم ہے بعد اُسکے وہ جو صحیح بخاری مین ہو بعد اُس کے
وہ حدیث جو صحیح مسلم مین ہو الی آخرہ - دہوکے اور فریب مکفر صاحب کا اظہار -
اصل حال یہہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب یہہ کہتے ہین کہ جو احادیث صحیحین کی دربارہ
مسیح بن مریم و دجال وغیرہ کے آئی ہین وہ سب کے سب محمول علے الظاہر نہین ہین
چونکہ از قسم رویا و مکاشفات ہین لہذا قابل تعبیر اور لائق تاویل ہین جیسا کہ رویا اور
مکاشفات انکا مقتضی ہوا کرتا ہے - چونکہ مخالفین اِن احادیث مین استعارات کے
قائل نہین اور اصرار ہے کہ یہہ سب احادیث ظاہر پر محمول ہین تو اِس صورت مین
جو تعارضات اور تناقضات اُن احادیث مین ایسے واقع تھے کہ وہ کسیطرح بر محمول علے
الظاہر ہونیکی صورت مین رفع نہین ہوسکتی تھی حضرت مرزا صاحب نے اُنکو بیان
فرمایا ہے جو کسی صاحب سے آجتک وہ تناقض اور تعارض رفع نہین ہوسکتا چونکہ بموجب
علم اصول حدیث کے علامت شناخت وضع حدیث کے تناقض اور تعارض بھی ایک
بڑی علامت ہے تو بموجب مسلک مخالفین کے احد المتناقضین کا موضوع ہونا لازم آتا
ہے جسکو حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے ہان اگر مولوی صاحب اون تعارضات
اور تناقضات کو اولا رفع کرتے اور اپنی قوت علم توفیق کو دکہلاتے تو پھر یہہ شک اور شبہ
کہ حضرت مرزا صاحب احادیث صحیحین کے موضوعیت کے قائل ہین کسیقدر عائد حال حضرت
اقدس کے ہوسکتا تھا اور اب تو صرف مخالفین ہی کے مسلک کے بموجب اُنہین پر یہہ الزام
عائد ہوتا ہے نہ حضرت مرزا صاحب پر - اِسکی توضیح کسیقدر عبارات ازالہ سے نقل کر کر
پیشکش ناظرین کرتا ہون - اور داد انصاف چاہتا ہون وہو ہذا - اب اِس تمام حدیث
پر نظر غور ڈالکر معلوم ہوگا کہ جو کچھہ دمشقی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے اکثر باتین
اُسکی بطور اختصار اِس حدیث مین درج ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف
اور صریح طور پر اِس حدیث مین بیان فرما دیا ہے کہ یہہ امر ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے

پس اس جگہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق والی حدیث جو پہلے ہم
لکھ آئے ہین درحقیقت وہ بھی آنحضرت صلعم کی ایک خواب ہی ہے جیسا کہ اُس مین یہہ
اشارہ بھی اَرانی کا لفظ بیان کر کے کیا گیا ہے اور یہہ حدیث جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے ہین کہ میرا یہہ ایک کشف یا خواب ہے اُسکو بخاری
اور مسلم دونون نے اپنی صحیحین مین لکھا ہے اور علما نے اسجگہ ایک اشکال پیش کر کے
ایسے لطیف طور پر اس کا جواب دیا ہے جو ہمارے دعوی کا ایسا مویّد ہے کہ گویا ہم مین
اور ہمارے مخالفین مین فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اس حدیث مین جو متفق
علیہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مینے[1] مسیح ابن مریم کو خانہ کعبہ کا طواف
کرتے دیکھا اور پھر بعد اُس کے فرماتے ہین کہ ایسا ہی مینے مسیح دجال کو بھی خانہ کعبہ کا
طواف کرتے دیکھا اس بیان سے یہہ لازم آتا ہے کہ مسیح ابن مریم اور مسیح دجال کا مدعا
ومقصد ایک ہی ہو اور وہ دونون صراط مستقیم پر چلنے والے اور اسلام کے سچے تابع
ہون حالانکہ دوسری حدیثون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال خدائی کا دعوے کرے گا
پھر اُسکو خانہ کعبہ کے طواف سے کیا کام ہے اس کا علما نے یہہ جواب دیا ہے کہ ایسے
الفاظ وکلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے یہہ تو درحقیقت مکاشفات اور
خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر وتاویل کرنی چاہئے جیسا کہ عام طور
پر خوابونکی تعبیر کیجاتی ہے سو اسکی تعبیر یہہ ہے کہ طواف لغت مین گرد پھرنیکو کہتے ہین اور
اسمین شک نہین کہ جیسے حضرت عیسیٰ ع اپنے نزول کیوقت اشاعت دین کی کام کی
گرد پھرینگے اور اُسکا انجام پذیر ہو جانا چاہین گے ایسا ہی مسیح دجال بھی اپنے ظہور کیوقت
اپنی فتنہ اندازی کے گرد پھرے گا اور اُس کا انجام پذیر ہو جانا چاہے گا۔

اب کہان ہین وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثون کی
الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین اور اُن کی معانی کو ظاہر عبارات
سے پھیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین ذرہ اپنی گریبان مین مونہہ ڈال کر دیکھین
کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنی کرنیکے وقت مسیح دجال کے

[1] صحیح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۳ جلد دوم ۱۲ منہ

طواف کرنیکو ایک خواب کا معاملہ سمجھ کر کیسی اُس کی تعبیر کر دی ہے
جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے پھر جس حالت مین لاچار ہو کر
اِن مکاشفات کے ایک جزو کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود
موجود ہونے قراین قویہ کے دوسری جزو نکی تعبیر نہ کیجاوے
دوسری جگہ صفحہ ۲۱۲ مین لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے آجکل کے علمار ہمارے سید
و مولے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا نہین چاہتے اور خواہ نخواہ کشفی
استعارات کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین ایضاً صفحہ ۲۱۵ مگر درحقیقت اِن روایات
مین کسی قسم کا اختلاف نہین سمجھنا چاہئے اور اِس بات کا علم حوالہ بخدا کرنا چاہئے۔ ایضاً
صفحہ ۲۱۶ مکاشفات کی تعبیر کبھی تو ظاہر پر اور کبھی غیر ظاہر پر وقوع مین آجایا کرتی
ہے اور درحقیقت یہی مذہب تمام انبیا و اولیا کا آجتک چلا آیا ہے۔ ایضاً صفحہ ۲۲۹
کیا یہہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جاوے تو قرانی توحید پر ایک سیاہ دہبہ نہین لگاتا
ایضاً صفحہ ۲۳۱-۲- افسوس کہ اکثر لوگ خشک ملاؤن کی پیروی کرتے ہین اور نہین جانتے
کہ ایسے مضامین کو ظاہر پر حمل کرنے سے کیا کیا خرابیان پہیلین گی۔ ایضاً صفحہ ۲۳۳
سوائے بھائیو مین محض نصیحتاً اور پوری ہمدردی کے جوش سے جو مجھے آپ سے اور اپنی
پیارے دین اسلام سے ہی آپ لوگون کو سمجہاتا ہون کہ آپ لوگ غلطی کر رہے ہین اور
سخت غلطی کر رہے ہین کہ محض تحکم کی وجہ سے مکاشفات نبویہ کو صرف ظاہری
الفاظ پر محدود خیال کر بیٹھے ہین یقیناً سمجھو کہ اِن باتون کو حقیقت پر حمل کرنا گویا اپنے
ایمانی عمارت کی اینٹین اُکھیڑنا ہے۔ ایضاً صفحہ ۲۳۴-۲- اُن[له] بزرگون نے تو اُن حادیث
کو امانت کے طور پر پہنچا دیا اور اُنکی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کرتے رہے۔ ایضاً صفحہ
۲۳۷- یہہ فرض صاحب مسلم کے سر پر تھا کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم
سے رفع کرتے مگر اُنہون نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہین کیا تو اِس سے یہہ معلوم

له ناظرین انصاف کرین کہ حضرت مرزا صاحب نے اِن احادیث متنازعہ فیہا کو امانت اور محدثین کو امین قرار دیکر
اُس امانت رسول اللہ کا پہنچا دینا کس صراحت سے فرمایا حضرت مرزا صاحب تو حدیث رسول صلعم کے
عاشق زار ہین اُنکی صحبت مین رہنے والے اس بات کو خوب جانتے ہین ۱۲ منہ

ہوتا ہے کہ وہ محمد بن المنکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور یقینی اور صاف اور صریح سمجھتے تھے اور نواس بن سمعان کی حدیث کو از قبیل استعارات و کنایات خیال کرتے تھے اور اُسکی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔ غرضکہ کہانتک عبارات کو نقل کرون ناظرین منصفین بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ موضوعیت احادیث صحیحین کا الزام صرف مخالفین معترضین پر عاید ہے حضرت مرزا صاحب پر ایک ذرہ بھر بھی اس الزام کا عائد نہین ہوتا یہہ اصلی حال تھا جو گذارش کیا گیا ورنہ اہل اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ بعض احادیث صحیحین پر بعض اکابر محدثین کا جرح و قدح موجود ہے اور کتب فن شرح حدیث مین یہہ بحث بھی بہت طویل الذیل ہے یہہ رسالہ مختصر اُس کی گنجائش نہین رکھتا اور یہا پنا مسلک اور خیال ہے مثل مشہور ہے کہ حلوا خوردن را روی باید۔ ہان حضرت اقدس مرزا صاحب چونکہ ملہم اور مُحدَّث ہین اور ظاہر ہے کہ مرتبہ مُحدَّث کا مُحدِّث سے نہایت درجہ عالی تر ہے اگر اپنے الہام قطعی سے کسی حدیث پر جرح کرین تو پھر وہ جرح بھی کمتر اُس جرح سے نہین ہے جو اکابر مُحدِّثین نے بعض احادیث پر کیا ہے بلکہ کسی قدر اُس سے بڑھ کر ہے حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قران مجید مین موید اسکا موجود ہے مکفر صاحب اپنے ریویو مندرجہ اشاعہ مین دربارہ تصحیح و تضعیف احادیث کے ملہم اور مُحدَّث کی طرف سے جو لکھ چکے ہین اُس کو یاد کرین مرا یاد و ترا فراموش۔ فذلک المرام یہہ ہے کہ اولاً مکفر صاحب کو یہہ ضرور ہے کہ جو تعارض اور تناقض اور مشکلات اور مفاسد درصورت حمل کرنے ان احادیث متنازعہ فیہا کے معانی ظاہر پر لازم آتے ہین اُنکو رفع کرین اور توفیق اور تطبیق بین المتناقضین عمل مین لاوین بعد اُس کے اگر کوئی اعتراض اور الزام حضرت اقدس پر قائم کرین تو البتہ وہ قابل نظر اور فکر کے ہے۔ **قولہ** فی حاشیۃ الحاشیۃ صـ۱۱۔ آنحضرتؐ نے یہ کہین نہین فرمایا یہہ قادیانی کا محض افترا ہے۔ **اقول** بٹالوی صاحب کی جبلت مین داخل ہے کہ ایسے بیجا نکتہ چینیان کر کر اپنی علمیت کی پردہ دری خود آپ کیا کرتے ہین واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ حدیث متفق علیہ طویل مین جو عبداللہ بن عمر سے مروی ہے یہہ متن ذیل حدیث مین موجود ہے قال عمر یا رسول اللہ صلعم اتاذن لی فیہ ان اضرب عنقہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یکن ہو فلا تسلط علیہ وان لم یکن ہو فلا خیر لک فی قتلہ۔ صاحب لمعات اس کی شرح مین لکھتے ہین (قولہ[1] ان یکن ہو) الضمیر المتکن

[1] یعنی حضورؐ ان یکن مین جو ضمیر مستتر ہے وہ ابن صیاد کیطرف راجع ہے اور ہو ضمیر منفصل دجال کیواسطے ہے یا اسکے برعکس ہے اگر ضمیر مستتر سے مراد دجال ہو اور ضمیر منفصل سے کنایہ ابن صیاد سے ہو اور دونون تقدیرون پر ظاہر یہہ تھا کہ کہا جاتا ان یکن ایاہ۔ ان یکنہ فلن تسلط علیہ وان لم یکنہ فلا خیر لک فی قتلہ

لا ابن الصیاد و المنفصل للدجال و بالعکس و علی کل تقدیر لظاہر ایاہ فوضع المرفوع موضع المنصوب - اب ناظرین مرزا صاحب کی عبارت مین غور کرین وہ فرماتے ہین - کہ اگر یہہ حدیث صحیح ہے کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہوگا تو پھر اوائل دنون مین ابن صیاد کی نسبت خود آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیون شک و در تردد مین رہے اور کیون یہہ فرمایا کہ شاید یہی دجال معہود ہو اور یا شاید کوئی اور ہو - اب یہہ جل حاصل ترجمہ اُن الفاظ رسول اللہ صلعم کے ہین یا نہین ہین - حرف اِن واسطے شک کے آتا ہے سو اِس ترجمہ مین بجائے اُسکے حرف شاید موجود ہے - لفظ یہی جو کنایہ ہے ابن صیاد سے اُسکی جگہ ضمیر مستتر یکن مین موجود ہے ضمیر ہُو سے بموجب لکھنے صاحب لمعات کے وہی دجال معہود مراد ہے پھر بٹالوی صاحب کی یہہ نکتہ چینی بیجا کیونکر درست ہو سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ پورا ترجمہ حدیث کا مرزا صاحب نے کیون بعینہ کیا تو جواب یہہ ہے کہ جو الفاظ محل استشہاد تھی اُن کو بیان کر دیا یون تو حدیث بڑی طویل الذیل تھی سب کا ترجمہ کرنیکی کیا ضرورت تھی یہان پر حضرت مرزا صاحب کسی کتاب حدیث کا ترجمہ بالاستیفا نہین لکھ رہے ہین کلیہ قاعدہ محققین متکلمین کا ہے کہ محل استدلال مین جن الفاظ سے مدعا کو واسطے استشہاد ہوا کرتا ہے انہین کو بیان کیا جاتا ہے نہ زواید کو یہہ فرض منصب تو البتہ رواۃ حدیث کا تھا جبتک کہ حدیث کا علم زبانی تھا اور سلک تحریر مین اُس کا ضبط نہ ہوا تھا - ہان البتہ مستدل کیواسطے یہہ ضرور ہے کہ کوئی ایسا جملہ جو مفید خصم ہو اور منافی اُس کے مدعا کے ہو خیانت کر کر ترک نکر دیوے

قولہ فی الحاشیہ صفحہ ۱۲۰ - اِس کلمہ سے جو حضرت عیسی کی توہین مفہوم ہوتی ہے وہ علماء اہل افتا کی توجہ کے لائق ہے الی آخرہ - **اقول** حبطرحپر آپ نے بتاویل فاسد مضمون اِس مصرعہ کو مشعر توہین حضرت عیسی اپنی طرف سے قرار دے لیا ہے آپ کا مخالف بھی بتاویل صحیح یہہ کہہ سکتا ہے کہ منبر کے معنی جو آپ چاہین وہ لیوین وہ منبر حضرت خاتم النبیین صلعم کا ہے پس آپکا یہہ تجویز کرنا کہ اِس منبر رسول امین خاتم النبیین پر حضرت عیسی آوینگے کیسا مخالف تعظیم منصب ختم نبوۃ رسول مقبول صلعم کے ہی ایہا الناظرین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرتبہ کسیقدر عبارت نسخہ توریت کی حضرت صلعم کے روبرو پڑہی تھی تو حضرت صلعم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا تھا آپ لوگ جو یہہ عقاید رکھتے ہین کہ ہمارے رسول مقبول تو فوت ہوگئے انک میت وانہم میتون - وما محمد

الا رسول قد خلت من قبله الرُّسل۔ لیکن حضرت عیسیٰ ابھی تک فوت نہین ہوئے۔ ہمارے سید الرسل صلعم کا جسد مبارک زیر خاک مدفون ہے منها خلقنکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اُخریٰ۔ مگر حضرت عیسیٰ کا جسد مبارک دوسرے آسمان پر ہے۔ ہمارے حضرت صلعم جو ابیت عند ربی هو یطعمنی ویسقین۔ کے مصداق ہین کہانے پینے کے محتاج تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰ اِن سب حوائج بشریہ کیطرف غیر محتاج ہین اور جملہ عوارض انسانیہ سے بالکل پاک اور مبرا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام ایضاً قال وما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعام۔ ہمارے رسول مقبول صلعم پر تغیرات اور حوادثات زمانہ نے ایسا اثر کیا کہ حالت طفلی سے شباب اور حالت شباب سے شیب عارض ہوا اور شیبتنی سورة هود فرمایا گیا اور مورد امراض ہو کر اِس جہان فانی سے انتقال فرمایا مگر حضرت عیسیٰ کو دو ہزار برس کے قریب زمانہ گذر گیا ابتک کسی طرحکا تغیر اُنکے جسد مبارک مین نہین آیا اور مسلہ مسلمہ العالم متغیر وکل متغیر حادث نے اُن پر کچھ بھی اثر و تغیر نہین کیا بلکہ الان کما کان جو صفت اُس حی وقیوم کی تھی وہی صفت بعینہ دو ہزار برس سے حضرت عیسیٰ کے حصہ مین آگئی ہے حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة۔ ایضاً ومن نعمره ننکسه فی الخلق۔ ہمارے سید الکائنات صلعم کو حالت حیات مین پاخانہ پیشاب ریح وغیرہ ضروریات کی حاجت ہوتی تھی اور منجملہ سنہ ضروریہ کے یہہ سب حوائج شمار کیجاتی تھین لیکن حضرت عیسیٰ کو اِن مین سے کسیکی بھی احتیاج نہین وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ خوب یاد رکہئے کہ باوجود اِن سب بے نیازیون کے جو حضرت عیسیٰ کو حاصل ہین۔ یا تو آپ کو مثل نصارے کے اُن کو خدا ماننا پڑے گا یا متوفی ماخرفا دخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ کا مصداق ضرور تسلیم کرنا پڑے گا مگر ہاہٰ تو ایسے عقاید سے پرہیز کرنیکے لئے صرف حدیث ذیل کافی ہے۔ عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه اتی رسول الله صلعم بنسخة[ل] من التورات فقال یا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول الله صلعم یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما تری بوجه رسول الله صلعم فنظر عمر الی وجه رسول الله

ل یعنی حضرت عمر نے کچھ لکھا ہوا کاغذ تورات سے حضرت صلعم کے پاس لائے پس عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ تورات کا نسخہ ہے تب آپ خاموش ہو رہے حضرت عمر نے اُس کا پڑہنا شروع کردیا اور چہرہ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم متغیر ہونے لگا تب حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا کہ گم کرین تجہکو ماہین تیری کیا تم نہین دیکہتے چہرہ آنحضرت صلعم کا جب حضرت عمر نے چہرہ مبارک پر نظر کی تو کہا کہ مین پناہ چاہتا ہون اللہ اور اُسکے رسول کی غضب سے صرف اللہ تعالی کے رب ہونے پر ہم راضی ہین اور صرف اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلعم کے نبی ہونے پر آخر تک ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ
ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس
محمد بیدہ لو بدالکم موسی فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل
ولو کان حیا و ادرک نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی - الیواقیت والجواہر سے بحوالہ فتوحات
یہہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ لو کان موسی و عیسی حیین لما وسعہما الا اتباعی - ولنعم
ما قیل ؎ افلت شموس الاولین و شمسنا + ابدا علی افق العلی لا تغرب - اب
مین اصل جواب کیطرف رجوع کرتا ہون اور کہتا ہون کہ اگر یہہ کلمہ (عیسی کجاست تا بہ نہد
پا بمنبرم) موجب تکفیر یا توہین ہے تو خدا حافظ ہے بہت سی مسلمان کافر ہو جاوینگے
کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے تو صرف حضرت عیسی ہی کے واسطے یہہ لفظ کجا کا استعمال
کیا ہے لیکن اکثر ائمہ مساجد جمعہ کے خطبہ مین اکثر پڑہا کرتے ہین

؎ آدم کہان حوا کہان مریم کہان عیسی کہان	ہارون اور موسی کہان اسباتکا ہی سب کو غم
؎ فکر کن در نفس خود جامی تو در شام و صبوح	این موسی این عیسی این یحیی این نوح

لفظ کجا فارسی ہین اور لفظ کہان اردو مین اور این عربی مین سب الفاظ مترادفہ ہین - ایضاً
قال الاٰخر ؎

کجا شد آدم و حوا کجا شد یوسف و موسے	کجا ایوب و زکریا کجا شد نوح طوفانے
کجا شد عیسی مریم کہ مردہ زندہ میکردے	سلیمان خود کجا رفتہ کجا تخت سلیمانے
خلیل اللہ کجا رفت و ذبیح اللہ کجا رفتہ	ہمہ در خاک شد آخر مشت خاک پنہانے

قولہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۱۹ مین ہے اور پہر فرمایا کہ جسوقت وہ اُتریگا اُس کی زرد
پوشاک ہوگی یعنے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہونگے یہہ اسبات کی طرف اشارہ
معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُسکے صحت کی حالت اچھی نہین ہوگی - **اقول** جبکہ
حضرت مرزا صاحب نے ان امور کا از قسم رویا و مکاشفات ہونا ثابت کردیا ہے تو پہر اس
تاویل اور تعبیر مین آپکو کیا اعتراض ہے امام محمد بن سیرین کتاب منتخب الکلام مین لکھتے ہین
والصفرۃ فی الثیاب مرض وضعف اور شیخ عبد الغنی نابلسی اپنی کتاب تعطیر الانام فی
تعبیر المنام مین لکھتے ہین والصفرۃ من الثیاب کلہا مرض وضعف لصاحب الثوب
مطلب یہہ ہے کہ اگر خواب مین زرد کپڑے دیکھے جاوین تو کل زرد رنگ کپڑون کا ہونا مرض

اور ضعف پر دلیل ہے اور علامہ خلیل ابن شاہین اشارات فی علم العبارات مین لکھتے ہین
واذا کانت صفراء فانہا تدل علی المرض **قولہ** اور توضیح المرام کے صفحہ ۱۲ مین
ہے کہ صلیب توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہین بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا
توڑدینا مراد ہے الی آخرہ - **اقول** ہمنے سابق حصص اعلام الناس مین یہہ امر ثابت
کر دیا ہے کہ یہہ تاویل اور تفسیر شراح بخاری نے بھی کی ہے فالطعن مشترک بین المطعون
وغیر المطعون اور اگر فرض کیا جاوے اور بنابر پاس خاطر مکفرین کے تسلیم کرلیا جاوے
کہ حضرت عیسی بن مریم کا فرض منصبی یہی ہوگا کہ خنزیرونکو قتل کرتے پھرین تو چونکہ اللہ تعالے
نے اُنکو حرام فرمادیا ہے کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وہ ماکول اللحم
مین تو داخل ہوہی نہین سکتا - پس اگر ہزار دو ہزار خنازیر روزانہ بھی وہ قتل کرتے رہے
تو قطع نظر اِسکے کہ اسلام کے واسطے یہہ کارگذاری اُن کی کچھہ سودمند ہوگی یا نہ ہوگی -
مگر بڑی دقت یہہ واقع ہوگی کہ اگر وہ سب قتلی سطح ارض پر پڑی رہے تو نتن اور بدبو
اِس قدر پھیلے گی کہ ہوا بھی فاسد ہوکر ایک وبا عالمگیر پیدا ہوجاوے گی - اور اگر زمین کے
سطح پر نہ پڑی رہین گی اور زیر خاک اُنکو دفن کیا جاویگا تو اِس کام کیواسطے صرف مفتی صاحب
اور شیخ بٹالوی صاحب کافی نہین ہوسکتے تو پھر مفتی صاحب اور شیخ بٹالوی صاحب کو تمام
مکفرین کے نام بذریعہ اشتہار وارنٹ جاری کرنا پڑیگا کہ کل مکفرین موقعہ واردات پر بنابر
دفن کرنے اُن مقتولون کے حاضر ہوجاوین مگر میرے خیال مین یہہ بات نہین آتی کہ
وے سب ایک جگہ پر جمع ہوجاوین گے کیونکہ وہ بھی تو اسی کام مین مشغول اور مصروف
ہوویںنگے پھر بٹالوی صاحب کو بڑی دقت واقع ہوگی کہ تمام خاکروبون اور مہترون کو جمع کرنا
پڑے گا بہر حال میرے خیال ناقص مین اس کام کا اہتمام بٹالوی صاحب پر بہت ہی
دشوار ہوجاوے گا - آئندہ اختیار بدست مختار - ہماری رائے ناقص مین تو اس جملہ کے وہی
معنے ہین جو شروح بخاری وغیرہ مین ہی لکھے ہین کہ یبطل دین النصرانیۃ - ای بالحجج و
البراہین - والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ
واصحابہ اجمعین الے یوم الدین **قولہ** یہہ دونون مرادین ایک خاص ورثے
حواری **محمد احسن** امروہی ملازم ریاست **بھوپال** نے آپ کی روح القدس سے فیض
پاکر اور قدر قادیانی سے مستفیض ہوکر بیان کی ہین چنانچہ اُسکے رسالہ اعلام الناس کے

صفحہ ۵۵ مین ہے الخ - **اقول** - شیخ صاحب ہم حواری ہی سہی وہ حواری جن کے اوصاف
اللہ تعالی یون فرماتا ہے واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی قالوا امنا
واشہد باننا مسلمون - اور رسول کریم انکی نسبت ارشاد فرماتے ہین عن ابن مسعود
قال قال رسول اللہ صلعم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ فی امتہ
حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ - لیکن اب آپ فرمائی
کہ آپ کون ہین آیا وہ ناخلف ہین جنکی نسبت اس حدیث کے آخر مین حضرت صلعم
ارشاد فرماتے ہین ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون مالا یفعلون
ویفعلون مالا یومرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مومن ومن جاہدہم
بلسانہ فہو مومن ومن جاہدہم بقلبہ فہو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان
حبۃ خردل رواہ مسلم - ایہا الناظرین جملہ مندرجہ حدیث اعنی (لیدعون الی المال فلا
یقبلہ احد) کی ایک تاویل جو منجملہ تاویلات صحیحہ محتملہ کے اعلام الناس مین لکھی ہے
اگر ایسی غلط ہے کہ سلسلہ کفریات مین مسلسل کی گئی ہے تو مین دریافت کرتا ہون کہ
عیسی بن مریم منتظر جو لوگون کو مال کیطرف دعوت کریگا آیا صرف دنیا مین غافل اور
ساہی کرنیکے لئے دعوت کرے گا یا کوئی غرض دینی بھی مدنظر ہوگی بصورت اول ہمارے
رسول مقبول صلعم فرماتے ہین تعس عبد الدرہم والدینار اگر مسیح منتظر اسی غرض کے
واسطے مال کیطرف دعوت کرینگے تو ہمارا انکو سلام ہے کیونکہ ہمارے دین اسلام کو
انکے نزول اور دعوت الی المال سے کیا فائدہ ہوگا یہہ کام تو بہت سرگرمی سے
آپ بھی انجام دے رہے ہین ملازمت کفار اور سود کی ڈگریات کیواسطے اشاعۃ السنہ
کافی ہے اور آپکا اہتمام مکتفی ہے - اور اگر اس جملہ کے یہی معنی ہین کہ واسطے اعلاء کلمۃ اللہ
کے وہ لوگون کو دعوت الی المال کرے گا تو جو معنی اور تاویل صحیح اس جملہ کی اس عاجز
نے لکھی ہین اسمین کیا جرح ہے - اور پھر آپ اللہ تعالے کا تقوی اختیار کر کرا ایمانسے
فرمائیے کہ معرفت محب مکرم حافظ محمد یوسف صاحب اور نیز بوساطت اپنے بمقابلہ اندرمن
مرادآبادی کے دعوت اسلام کی تقریب مین از طرف حضرت مرزا صاحب مبلغ دوہزار
چارسو روپیہ بمقام لاہور جمع کیا گیا تھا یا نہین اور اندرمن قبل از جمع ہونے اس روپیہ
کے لاہور سے معاً کسی جگہ کو چلا گیا یہہ وہ قصہ ہے جسکے درمیان مین آپ بھی واسطے فی الجملہ

تھی باقی جو نظائر اس عاجز نے اعلام الناس مین مصداق اس پیشگوئی کے لکھی ہین کیا وہ اعلاء کلمۃ اللہ
نہین ہین یہ کیا ضرور ہے کہ جو معنی اس جملہ کے آپکے خیال مین بسبب حب دنیا کے بیٹھے ہوئی ہین وہی صحیح ہون یا کہئے
کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ آپکو اس خیالی معنے کی نسبت وہی مثل صادق آتی ہے کہ کسی بھوکے سے دریافت کیا گیا کہ دو
اور دو کتنے ہوتے ہین اس نے جواب دیا کہ چار روٹیان ہوتی ہین اور پھر اس عاجز نے
ہی کیا قصور کیا ہے اولاً آپ بھی اقراری تھے کہ حضرت مرزا صاحب اسلام کے مالی وجانی
وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت مین ایسے ثابت قدم ہین جس کی نظیر مسلمانون مین بہت
ہی کم پائی گئی تھی کما فی الاشاعۃ - مرا یاد ترا فراموش **قولہ** فی الحاشیۃ صفحہ ۱۲۲-
یہہ مراد پہلی تو آپ نے مسیح موعود بننے سے پیشتر ایک حواری **حکیم نور الدین صاحب جمونے**
بہیروی کے ذریعہ سے اسکے رسائل فصل الخطاب و تصدیق **براہین احمدیہ** مین مشتہر
کرائی اور اُس سے گویا آپ نے مسیح موعود بننے کی پٹری جمائی الخ - **اقول** حضرت
ایڈیٹر صاحب پہلے مفسرین محققین بھی یہہ پٹری حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود
ہونے کی جما گئے ہین لیکن افسوس یہہ ہے کہ ملایان مساجد کو تو اپنے مساجد کے حدود
اربعہ کی بھی خبر نہین پھر انکو یہہ تحقیق کیونکر ہو سکتی کہ یاجوج ماجوج کون قوم ہے
کہان انکا مقام ہے کیا اُن کی صفات ہین چونکہ یہہ عاجز حصہ اول اعلام الناس
مین وعدہ کرایا ہے کہ یاجوج ماجوج کے تحقیق کسی آیندہ حصہ مین کیجاویگی لہذا
کچھ عرض کرتا ہون سو واضح خاطر عاطر ہو کہ نظم قران مجید سے یہہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ بلاد یاجوج وماجوج پرانی دنیا کے اندر ہی اندر تھی حدود شرقی وغربی پرانی دنیا
سے باہر نہین تھی یہہ بات آیات ذیل سے ثابت ہوتی ہے **قال اللہ تعالی**
یسئلونک عن ذی القرنین قل سا تلوا علیکم منہ ذکرا - یعنی اور سوال کرتے
ہین تجھکو ذوالقرنین سے کہہ شتاب پڑھونگا مین اوپر تمہارے اُسمین سے کچھہ مذکور -
شاہ عبد القادر اسکے فایدہ مین لکھتے ہین اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہین اس واسطے
کہ دنیا کے دونون سرون پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر بعضے کہتے ہین یہہ لقب سکندر کا
ہی بعضے کہتے ہین کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے - انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل
شئ سببا فاتبع سببا یعنی قدرت دی تھی ہمنے اُسکو بیچ زمین کے اور دیا تھا ہم نے
اُسکو ہر چیز کا سامان پس وہ درپے ایک سامان کے ہوا - فایدہ مین لکھا ہے ذوالقرنین

کو شوق ہوا کہ دیکھی دنیا کی بستی کہان تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اُس جگہ پہنچا کہ دلدل
تھی نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا - جلالین مین لکھا ہے سلک

طریقا نحو المغرب ایسا ہے اور تفاسیر مین بھی لکھا ہے - یہہ بات تو ظاہر ہے کہ پرانی دُنیا
جو قدیم سے مشہور چلی آتی ہے وہ یہی ہے جسکے بڑے بڑے حصے اہل جغرافیہ حال حسب
تفصیل ذیل لکھتے ہین - یورپ - شمال مغرب کو - ایشیا - یورپ کی مشرق مین - افریقہ
یورپ کے جنوب مین - اب سنو کہ اللہ تعالی ذو القرنین کے سفر مغربی کا حال بیان
فرماتا ہے حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندها
قوما یعنے یہانتک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کے پایا اُس کو ڈوبتا تھا بیچ چشمہ کیچڑ کے اور
پایا نزدیک اُسکے ایک قوم کو - اِن آیات سے ثابت ہے کہ ذو القرنین اِس سفر مغربی مین
ایسی جگہ پہنچا کہ پُرانی دنیا کی انتہائی حد غربی تھی اب ہم جو نقشجات اور جغرافیہ حال کو
دیکھتے ہین تو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ حد غربی پُرانی دنیا کی بجز سمندر کے اور کچھ نہین
ہے جسکو اہل جغرافیہ حال بحر اوقیانوس کہتے ہین اور اُسی کی ایک بڑی کہاڑی کا نام
بحیرہ اسود اور بلیک سی ہے جسکو اللہ تعالی نے عین حمئۃ فرمایا ہے جس سے مراد وہی کالا دلدل
بحر اوقیانوس کا ہے کیونکہ حمئۃ کہتے ہین سیاہ مٹی کو جسمین پانی ملا ہوا ہو اور اُسکے آگے
سمت غربی کو پہر آبادی نہین ہے - اب آگے اللہ تعالی ذو القرنین کے سفر مشرقی کا
حال بیان فرماتا ہے ثم اتبع سببا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع
علی قوم لم نجعل لہم من دونہا سترا کذلک یعنی یہانتک کہ پہنچا جگہ نکلنے سورج
کے پایا اُس کو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہین کیا ہمنے واسطے اُن کے وَرے اُسکی پردہ
اُسی طرح پر **ف** - شاید وہ لوگ جنگلی ہونگے کہ گہر بنانا اور چہت ڈالنا
اُن مین دستور نہوگا - کذلک کی تفسیر مین مفسرین کا اختلاف ہے قول صحیح یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ کذلک یا تو صفت قوم کی ہے اور یا صفت مصدر محذوف کی ہے چنانچہ
جامع البیان مین لکھا ہے او صفۃ قوم ای تطلع علی قوم مثل ذلک القبیل ای
اہل المغرب و صفۃ مصدر محذوف ای بلغ مطلعہا بلوغا مثل بلوغہ
مغربہا - اِس آیت سے ثابت ہوا کہ یہہ سفر ذو القرنین کا حد شرقی پرانی دنیا تک ہوا
اِس حد شرقی کو اہل جغرافیہ حال بحر الکاہل اور بحر ہند کہتے ہین - یہہ[1] دونون سفر

[1] اندونون سفرونکی نسبت شاعر کہتا ہے ؎ قد کان ذو القرنین قبلی مسلما + ملکا علا فی الارض غیر مفند

تو ذوالقرنین کے پُرانی دنیا کے شرقاً غرباً واقع ہوئی - اب اندو نون سفرونکی بعد تیسرے
سفر کا احوال بیان فرماتاہے - ثم اتبع سببا حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما
قوما لا یکادون یفقہون قولا قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون
فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا الی اخر القصہ -
یعنے پھر پیچھے لگا ایک سامان کے یہانتک کہ جب پہنچا درمیان دو سدین کے پایا وَرے اندو نون
سے ایک قوم کو کہ نہین نزدیک تھے کہ سمجھین بات کو کہا اُنہون نے اے ذوالقرنین تحقیق
یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہین بیچ زمین کے پس آیا ہم مقرر کردیوین واسطے
تیرے کچھ مال سلئے کہ بنادیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان اُن کے ایک دیوار - یہہ تو
ظاہر ہے کہ یہہ تیسرا سفر ذوالقرنین کا پرانی دنیا کے اندر ہے اندر واقع ہوا درمیان مشرق
اور مغرب پُرانی دنیا کے اب ہمکو یہہ دریافت کرنا چاہیئے کہ یہہ تیسرا سفر کس جگہ کو ہوا سو واضح
ہو کہ اس بات پر جملہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہہ تیسرا سفر شمال مغرب کیطرف کو تھا ترکون کے
ملک کے لگ بھگ - شاہ عبدالقادر صاحب فائدہ مین لکھتے ہین - یعنی کسیکی بولی اُن سے
نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اُس ملک مین اور یاجوج ماجوج کے ملک مین وہی انکا وتھی
اُن پر چڑہائے نہ تھی مگر بیچ مین کہلا تھا ایک گہاٹا اُس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگونکو
کو لوٹ مار کر چلے جاتے - ایضاً یاجوج ماجوج عرب کی زبان مین نام ہے ایک قوم کا دو
دادون کی اولاد مین ایک یاجوج ایک ماجوج نہین معلوم کہ اُس ملک مین اُنکا کیا نام
تھا ترکون کے ملک سے لگتے تھے اور قوم مین ترکونکے بھائی تھے - تفسیر کبیر مین لکھا ہے البحث
الثانی الاظہر ان موضع السدین فی ناحیۃ الشمال وقیل جبلان بین ارمینیہ و
بین اذربیجان وقیل ہذا المکان فی مقطع ارض الترک وحکی محمد بن جریر الطبری
فی تاریخہ ان صاحب اذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ
الخزر فشاہدہ ووصف انہ بنیان رفیع ورواء خندق عمیق وثیق منیع وذکر
ابن خرداذبہ فی کتاب المسالک والممالک ان الواثق باللہ رأی فی المنام کانہ فتح
ہذا الردم فبعث بعض الخدم الیہ لیعاینوہ فخرجوا من باب الابواب حتی وصلوا
الیہ وشاہدوہ فوصفوا انہ بناء من لبن من حدید مشدود بالنحاس المذاب
وعلیہ باب مقفل ثم ان ذلک الانسان لما حاول الرجوع اخرجہم الدلیل علی

البقاع المحاذیة بسمرقند قال ابوالریحان مقتضی هذا ان موضعه فی الربع
الشمالی المغربی من المعمورة واللہ اعلم بحقیقة الحال **حاصل ترجمہ**
ظاہر یہ ہے کہ یہہ مقام سدین گوشۂ شمال مین واقع ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ارمینہ
اور اذربیجان کے درمیان وہ دو پہاڑ ہین اور بعض نے کہا کہ زمین ترک کی انتہا پر یہہ مقام
سدین کا ہے - اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین ایک حکایت لکھی ہے کہ بادشاہ
آذربیجان نے ناحیہ خزر سے ایک آدمی کو اُسکی طرف روانہ کیا وہ اُس کو دیکھہ آیا اور
بیان کیا کہ وہ ایک بڑی اونچی دیوار ہے اُسکے نیچے ایک بڑا گہرا خندق ہے اور ابن خرداد
نے کتاب مسالک و ممالک مین لکھا ہے کہ واثق باللہ نے خواب مین دیکھا کہ گویا اُسنے
اُس دیوار کو فتح کر لیا ہے بعض خادمون کو اُسنے اُس طرف روانہ کیا تا کہ معاینہ کرآوین
وہ اُسکی طرف روانہ ہوئے یہانتک کہ باب الابواب کے راستہ ہو کر اُس تک پہنچے
اور اُسکو دیکھا تو اُنہون نے اُس کا حال یہہ بیان کیا کہ وہ لوہے کی اینٹون سے بنی ہوئی ہے
جسمین بجائے گاری کے تانبا پگلا ہوا لگا ہوا ہے اور اُس پر ایک دروازہ بھی ہے جو مقفل
ہے جب وہ آدمی لوٹ کر آیا تو ایک منہا بدرقا اسکو ایسے مقامون پر سے نکال کر لایا جو مقابل
سمرقند کے تھے - ابوریحان کہتا ہے کہ اِس سے یہہ ثابت ہے کہ مقام سد کا معمورہ پرانی
دنیا سے ربع شمالی اور غربی مین واقع ہے انتہی - اب اِن سب مفسرین کے بیان سے یہہ تو
ثابت ہو گیا کہ مقام یاجوج ماجوج کا پرانی دنیا کے ربع شمالی غربی مین ہی واقع ہے - جو حال
اُسکو یوروپ و روس کہتے ہین اور نیز وہ بلاد جو اُسکے ساتھ توابع اور ملحقات سے ہو گئی
ہین اور جو خیالات بعض ملانون مساجد کی یہہ تھی کہ مقام یاجوج و ماجوج اِس دنیا سے
باہر کسی اور زمین پر ہوگا وے سب باطل ہو گئے - اور اب نظر ثانی کرو تفسیر معالم وغیرہ پر
اُسمین صاف لکھا ہے کہ یاجوج و ماجوج اولاد یافث ابن نوح سے ہین - فیہ قال اهل
التاریخ اولاد نوح ثلثة سام وحام ویافث فسام ابو العرب و العجم والروم -
وحام ابو الحبشہ والزنج والنوبة والهند والسند فهما ابنا قوط بن حام بن نوح -
ویافث ابو الترک والخزر والصقالبه ویاجوج وماجوج - یعنی اہل تاریخ نے کہا
ہے کہ حضرت نوح کے تین فرزند تھے ایک سام دوسرا حام - تیسرا یافث - سام تو عرب عجم
اور روم کا باپ تھا اور حام حبش اور زنج اور نوبہ اور ہند اور سند کا باپ تھا - اور ہند و سند

دو نو بیٹے قوطبیٹے حام بیٹے نوح کے تھے - اور یافث ترک خزر اور صقالبہ یاجوج ماجوج کا باپ
تھا - پس جبکہ آدم ثانی یعنے حضرت نوح کی اولاد اس تمام دنیا مین تین فرزندون سے جاری
ہوئی ہے تو اب دریافت کیا جاتا ہے کہ یوروپین اور روس کسکی اولاد مین سے ہین تو جواب
اسکا ہوگا مگر یہہ کہ کہا جاوے کہ یافث کی اولاد مین سے اور یافث کے اولاد کا تہا سواد
ترک صقالبہ خزر یاجوج و ماجوج کے مورخین اور کسی قوم کو بتلاتے ہنین اور انکے
اوصاف مین سے معالم مین لکھا ہے یا ذا القرنین ان بین ہذین الجبلین خلقا
اشباہ البہائم یفترسون الدواب والوحوش لہم انیاب و اضراس کالسباع یاکلون
الحیات والعقارب وکل ذی روح خلق فی الارض ولیس یزداد خلقا کزیادتہم
فلا یشک انہم سیملئون الارض ویظہرون علیہا ویفسدون فیہا الخ - ان اوصاف
کا بقایا اس قوم روس و انگریزون مین ابتک پایا جاتا ہے اگرچہ پورے طور پر یہہ سب
اوصاف و عوارض اب اُن مین باقی ہنین رہے کیونکہ بعد مرور دہور و اختلافات آب
ہوا و انقلابات ازمنہ و امکنہ تغیرات ہوتے ہوتے دنیا کا حال پلٹ جاتا ہے اور کچھ کا
کچھ نظر آنے لگتا ہے ایک صدی کے بعد دنیا بالکل پلٹا کھا کر نئی ہو جاتی ہے پس کیا بعید ہے
کہ جو بعض تواریخی روایات مین لکھا ہے کہ لکل واحد منہم اذنان عظیمتان یفترش
احدہما و یلتحف بالاخری یصیف فی احدہما و یستو فی الاخری اُس وقت
مین انکے کان ایسے پائے جاتے ہون اور بسبب تغیرات ازمنہ و اوضاع فلکیہ کی تبدیلات
واقع ہو گئی ہون - اور نہایت چھوٹے قد کے آدمی تو اُن اطراف مین ابتک بہت کثرت
سے پائے جاتے ہین چنانچہ اہل جغرافیہ حال پر یہہ امر مخفی ہنین ہے کہ ملک لیپ لینڈ
مین ابتک صرف دو فٹ کا آدمی ہوتا ہے - ایک صفت انکی معالم مین یہہ بھی لکھی ہے
کہ یتسافدون تسافد البہائم - یہہ صفت فحشا ان اقوام مین نہایت فاحش طریق سے اب
بھی موجود ہے خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ کچھ ضرور ہنین کہ کسی قوم کا نام اور وصف جو اب سے
پہلے دو تین ہزار برس تھا وہی بعینہ اس وقت مین بھی پایا جاوے کہ نہ انکے نام مین
تغیر آوے اور نہ انکی وصف مین کیونکہ اختلاف السنہ سے نام بدلجاتے ہین اور اختلاف
امکنہ سے اجسام کمی بیشی کے ساتھ مبدل ہو جاتے ہین - العالم متغیر وکل متغیر حادث
قضیہ مشہورہ ہے اسی قوم انگریزون کی طرف دیکھو کہ جب ابتداءً ہندوستان مین آئی تھی

تو اُن کے کیا خوبو تھی اور بجز گوشت کے اور کوئی چیز اُن کی خوراک نہین تھی یہہ سب عادات
اُنکے بہ نسبت اوّل زمانہ کے بالکل بدل گئین - ہان یہہ سچ ہے کہ ذوالقرنین کے وقت کی یاجوج
ماجوج اب بالکل نہین رہی اور نہ وہ عادات کماہے باقی رہین مگر اِس سے یہہ لازم نہین آتا کہ رُوس
و انگریز اُس نسل سے بھی اب نہین رہے ہون آلحاصل عوام اِس وجہ سے دہوکے مین پڑے ہوئے
ہین کہ قیاس غائب کا او پر شاہد کے کرلیتے ہین پس یہہ خیال بھی بالکل غلط ہے کہ یاجوج ماجوج
سوائے نوع انسان کے کوئی نوع ہے اَور ہے جامع البیان مین اِسکا غلط ہونا لکھا ہے حیث
قال ای بین الجبلین المبنی بینہما السد وہما جبلان عالیان فی اقصی[1] الترک من ورائہما
یاجوج وماجوج والصحیح انہم من اولاد آدم الخ یعنے سدّین دو پہاڑ ہین جسکے درمیان
مین سد ذوالقرنین بنی ہوئی ہے اور وہ دو پہاڑ بہت اونچے ہین اُس جگہ مین جہان پر
ترک کا انتہا ہے اُنکے پرے یاجوج وماجوج کی قوم ہے اور یہی صحیح ہے کہ یاجوج وماجوج
اولاد آدم سے ہین بعد اللتیا والتی احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس قوم
کے دو خروج ہین اوّل خروج تو خود آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین سد کو توڑ کر ہوا
چنانچہ احادیث متفق علیہا بخاری اور مسلم مین موجود ہے اور جامع البیان کے حاشیہ منہیہ
مین بھی لکھا ہے فی الصحیحین انہ علیہ السلام استیقظ یوما من نوم محمر وجہہ وہو یقول
لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ہذا
وحلق عقد تسعین یعنی ایک روز آنحضرت صلعم نیند سے بیدار ہوئے آپکا چہرہ مبارک
سُرخ تھا اور لا الہ الا اللہ فرماتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ویل ہی عرب کے واسطے ایک شر کی
وجہ سے جو نزدیک آگئی ہے - آجکے روز یاجوج ماجوج کی دیوار سے بقدر اسکے کہولا گیا اور آپنے
نوے کے عدد کا عقد انامل کیا - یعنے انگشت سبابہ کے سر ناخن کو انگھوٹے کے گرہ دوم پر
جو باطن مین ہے رکھا اور اشارہ کیا کہ سد یاجوج وماجوج سے اسقدر کہولا گیا یہہ ایک تشبیہ
ہے اُسکے قلت کے لئے - دوسرا خروج وہ ہے جو مسیح موعود کیوقت مین ہوگا جسکے آغاز بعد
ہزار برس سنہ ہجری کے شروع ہو گئی ہے اور اب وہ خروج انتہا درجہ کو تمام ممالک اطراف

[1] اسجگہ ایک نقشہ پُرانی اور نئی دنیا کا بھی کھینچا جاتا ہے تاکہ ناظرین منصفین بہت آسانی سے موقع یاجوج وماجوج کا یعنے
ولایت روس وانگریز کے دریافت کرسکین اگرچہ تنگ خیال لوگ اِس نقشہ پر بھی کچھ نہ کچھ نکتہ چینی کرینگے کیونکہ وہ تو حجب
ضب مین حسد بیشین گوئی مخبر صادق کے داخل ہو گئے ہین ولنعم ما قیل ع کہان نصیب ہین یاجوج ان کمینوکو وہ ہم آسمانی لائیے

اور جملہ ممالک و اکناف مین بحر ہو یا بر پہنچتا چلا جاتا ہے کوئی اور قوم بھی ایسی کثرت سے نظر آتی ہے سچ فرمایا مخبر صادق نبی امی فداہ ابی و امی نے اس قوم کی کثرت کی نسبت فی البخاری فی باب قصۃ یاجوج و ماجوج ما انتم فی الناس الا کالشعرۃ السوداء فی جلد ثور ابیض او کشعرۃ بیضاء فی جلد ثور اسود یعنے نہین ہو تم آدمیون مین مگر سیاہ بال کی مانند سفید گاؤ کے جلد مین یا مانند سفید بال کے بیچ جلد سیاہ گاؤ کے - ایہا الناظرین اس بیان مین اگرچہ کسیقدر طوالت ہو گئی مگر یہہ امر بخوبی دلیل انی ولمی سے ثابت ہو گیا کہ یاجوج ماجوج یہی قوم روس اور انگریز ہین جو عرب کے ہر چہار اطراف مین اسلامی بلاد پر بھی اور نیز غیر اسلامی بلاد پر بھی متسلط ہو رہے ہین اور ملک عرب انکی ممالک متصرفہ کے وسط مین مثل ناف کے واقع ہو رہا ہے اور اُس کو چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین انحضرت صلعم نے حدیث اصح الصحاح مین جو یہہ اندیشہ اور خوف عرب کے نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ ویل للعرب کیسا پورا صادق ہو رہا ہے اور حضرت زینب نے جو اس حدیث کے اخیر مین انحضرت کی خدمت مین سوال کیا تھا کہ فقلت یا رسول اللہ صلعم افنھلک وفینا الصالحون یعنی یا رسول اللہ صلعم کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے ایسے حال مین کہ ہم مین نیک بندے بھی ہووینگے تو جناب رسالتماب نے یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ قال نعم اذا کثر الخبث اب دیکھو کہ جو خباثتین کہ تمام ممالک گرد نواح عرب مین پہلے ہوئے ہین کچھ تو اب وہ عرب مین پھیل گئی ہین اور پھیلتی جاتی ہین پھر مین یہہ حدیث انا للہ پڑھکر صحیح بخاری سے مکرر لکھتا ہون ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج و ماجوج مثل ھذہ وحلق باصبعہ الابھام والتی تلیھا حضرت صلعم کیوقت مین تو سد یاجوج ماجوج سے صرف بقدر ایک حلقہ یعنے بقدر عقد تسعین ہی کے کھلا تھا اب تو وہ تمام دیوار گر گئی اور کل جہان مین یاجوج و ماجوج پھیل گئے اور قوم اب تک غفلت مین پڑی ہوی سو رہی ہے اور جو کبھی بیدار ہوتے ہین تو یہی کہتے ہے کہ ابھی تک یاجوج و ماجوج کا پتا اور نشان بھی نہین ہے انا للہ و انا الیہ راجعون واللہ الموفق والملہم والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و الہ الکرام البررہ اجمعین امین - **قولہ** آنیوالے مسیح کا نسب حدیث مین فارسی الاصل بیان ہوا ہے جو صرف آپ مین پایا جاتا ہے نہ مسیح ابن مریم مین - **اقول** جبکہ دلائل یقینیہ

سے یہہ امر فیصل ہو چکا کہ آینوالا مسیح ابن مریم اسی امت مین سے ایک مجدد اور امام
ہووے گا اور اُن دلائل کا نقض آپ سے آجتک نہین ہو سکا تو پہر اب اُسمین کونسی
منافاۃ ہے کہ فارسی الاصل بھی ہو اور بنام مسیح بن مریم بھی موسوم ہو اور آپ جو یہہ کہتے
ہین کہ خیالی حدیث اسلئے کہا گیا کہ واقعی حدیث کے الفاظ اور ہین - اِس سے مراد اُنکی
اگر یہہ ہے کہ یہہ اردو کے الفاظ حدیث نہین ہین تو پہر یہہ کس نے دعوی کیا ہے
اور اگر آپکو یہ انکار ہے کہ یہ الفاظ بطور شرح اور مفہوم پیشین گوئی کے بھی نہین ہو سکتے
تو اسکا ثبوت لیجیئے معالم مین اپنے اسناد سے لکھا ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تلا ہذہ الایتہ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا
امثالکم قالوا یا رسول اللہ من ہولاء الذین ان تولینا استبدلوا بنا ثم لا یکونوا
امثالنا فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال ہذا وقومہ ولو کان الدین
عند الثریا لناولہ رجال من الفرس **حاصل ترجمہ** یعنے حضرت ابی ہریرہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اِس آیہ کو پڑہا - اور اگر پہر جاؤ گے تم تو بدل لاوے گا
اللہ تعالے ایک قوم سوا تمہارے کے پہر نہونگے وہ مانند تمہارے (یعنی تم سے زیادہ تر
فرمانبردار ہونگے) صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ کون لوگ ہین کہ جب ہم
پہر جاوین تو ہمارے بدلہ مین وہ قائم مقام کئے جاوین اور پہر وہ تو تین مین ہماری مثل
نہووین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے ران کو تہپک کر فرمایا کہ
وہ لوگ یہہ اور اُس کے قوم ہے اور اگر دین ثریا کے پاس بھی چلا جاوے اور زمین پر نہ رہے
تو فرس کے آدمیون مین سے اُس کو لے لیوین اور اِس حدیث کی شرح مین فتح الباری
مین لکھا ہے **قولہ** لو کان الایمان عند الثریا) ہی نجم معروف تقدم ذکرہ
فی تفسیر سورۃ النجم (**قولہ** لنالہ رجال او رجل من ہولاء) ہذا شک من سلیمان
بن بلال بدلیل الروایۃ التی اوردہا بعدہ من غیر شک مقتصرا علی قولہ رجال من
ہولاء وہی عند مسلم والنسائی کذلک وقد اخرجہ الاسمعیلی من روایۃ ابن
وہب عن سلیمان بلفظ لنالہ رجال من ہولاء ایضا بغیر شک وعبد العزیز
المذکور ہو الدراوردی کما جزم بہ ابو نعیم والجیانی ثم المزی وقد اخرجہ
مسلم عن قتیبۃ عن الدراوردی وجزم الکلاباذی بانہ ابن ابی حازم والاول

اولی فان الحدیث مشهور عن الدراوردی ولم ار فی شیء من المسانید من حدیث
ابی حازم والدراوردی قد اخرج له البخاری فی المتابعات غیر هذا۔
(**قوله** من ابناء فارس) قیل انهم من ولد هدرام بن ارفخشد بن سام
بن نوح وانه بضعة عشر رجلا کلهم کان فارسا شجاعا فسموا الفرس للفروسیة
وقیل فی نسبهم اقوال اخری وقال صاعد فی الطبقات کان اولهم علی دین
نوح ثم دخلوا فی دین الصابئة فی زمن طهمورث فداموا علی ذلک الفی سنة
ثم تمجسوا علی ید زرادشت وقد اطنب ابو نعیم فی اول تاریخ اصبهان
فی تخریج طرق هذا الحدیث اعنی حدیث لو کان الدین عند الثریا ووقع
فی بعض طرقه عند احمد بلفظ لو کان العلم عند الثریا ووقع فی بعض طرقه عند
ابی نعیم عن ابی هریرة ان ذلک کان عند نزول قوله تعالی وان تتولوا
یستبدل قوما غیرکم ویحتمل ان یکون ذلک صدر عند نزول کل من الآیتین
وقد اخرج مسلم الحدیث مجردا عن السبب من روایة یزید الاصم عن ابی هریرة
رفعه لو کان الدین عند الثریا لذهب رجال من ابناء فارس حتی یتناولوه
واخرجه ابو نعیم من طریق سلیمان التیمی حدثنی شیخ من اهل الشام عن ابی هریرة
نحوه وزاد فی اخره برقة قلوبهم واخرجه ایضا من وجه اخر عن التیمی عن
ابی عثمان عن سلمان الفارسی بالزیادة ومن طریق اخری من هذا الوجه فزاد
فیه یتبعون سنتی ویکثرون الصلوٰة علیّ قال القرطبی وقع ما قاله صلعم
عیانا فانه وجد منهم من اشتهر ذکره من حفاظ الآثار والعنایة بها ما لم یشارکهم
فیه کثیر من احد غیرهم واختلف اهل النسب فی اصل فارس فقیل انهم ینتهی نسبهم
الی جیومرت وهو ادم وقیل انه من ولد یافث بن نوح وقیل من ذریة لاوی بن
سام بن نوح وقیل هو فارس بن یاسور بن سام وقیل هو من ولد هدرام بن ارفخشد
بن سام وقیل انهم من ولد یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابرٰهیم والاول
اشهر الاقوال عندهم والذی یلیه ارجحها عند غیرهم۔ **از فتح الباری**
ترجمہ۔ قول آنحضرت صلعم کا (لو کان الایمان عند الثریا) نجم ستارے مشہور ہیں
سورۂ نجم کی تفسیر میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ رجال بلفظ جمع اور رجل بصیغہ مفرد یہ شک راوی

سلیمان بن بلال کا ہے بدلیل اُس روایت کے جو اُس پہلے روایت کے بعد بغیر شک کے
لایا ہے اور صرف رجال صیغہ جمع پر اقتصار کیا ہے اور یہہ روایت بغیر شک کے مسلم کے
نزدیک بھی ہے اور ایسی ہی نسائی کے نزدیک اور اسمعیلی نے اِس روایت کو بغیر شک کے
ابن وہب سے اُنہنے سلیمان سے روایت کیا ہے جسکا یہہ لفظ ہے لناله رجال من هؤلاء
اور عبد العزیز جو اسناد مین مذکور ہے وہ دراوردی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور جیانی
پہر مزی نے اسپر یقین کیا ہے اور تحقیق روایت کیا اُسکو مسلم نے قتیبہ سے اُس نے
دراوردی سے - اور کلاباذی نے جزم کیا کہ بتحقیق وہ ابن ابی حازم ہے اور قول اول
اولے ہے کیونکہ دراوردی سے ہے یہہ حدیث مشہور ہے اور کسی مسند مین مسانید مین سے
مینے یہہ حدیث ابی حازم سے نہین دیکھی - اور دراوردی سے بخاری مین متابعات مین
سوا اِس حدیث کے بھی مروی ہے (قوله من ابناء فارس) بعضون نے کہا ہے
کہ وہ اولاد ہدرام بیٹے ارفخشد بیٹے سام بیٹے نوح سے ہین اور اُسکی اولاد دس اور کئی ولد
تھی وہ فارس اور شجاع تھی لہذا اُن کا نام فردسیۃ[1] کی وجہ سے فرس ہوا اور اُنکی نسبت
اور اقوال بھی کہے گئے ہین - صاعد نے طبقات مین کہا ہے کہ اوائل اُنکی حضرت نوح علے
نبینا وعلیه السلام کی ملت پر تھی پہر دین صابیہ مین بوقت طہمورث کے داخل ہو گئے
اور دو ہزار برس سے زیادہ اِسی مذہب مین چلے آئے پہر زرادشت کے ہاتہہ پر مجوس
ہو گئے - ابو نعیم نے اول تاریخ اصبہان مین اِس حدیث (لو کان الدین عند الثریا)
کی طرق اسناد کی تخریج مین بڑا لمبا چوڑا کلام کیا ہے - اور بعض طرق اِس حدیث مین
امام احمد کے نزدیک لو کان العلم عند الثریا بھی وارد ہوا ہے - اور ابی نعیم کے نزدیک
بعض طرق اِس حدیث مین حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہہ آیت (وان تتولوا
یستبدل قوما غیرکم) نازل ہوئی تب یہہ حدیث حضرت نے فرمائی تھی اور یہہ احتمال
بھی ہے کہ دونون آیتون کے نزول کے وقت یہہ حدیث حضرت سے صادر ہوئی ہو -
اور امام مسلم نے یزید بن اصم عن ابی ہریرہ جو اِس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے تو
سبب کا ذکر اُس مین نہین ہے اُسکے لفظ یہہ ہین لو کان الدین عند الثریا لذهب به
رجال من ابناء فارس حتی یتناوله - اور ابو نعیم نے طریق سلیمان تیمی سے اُسکی

[1] فردسیۃ یعنی چابکسواری ۱۲ منہ دوسری آیت یہہ ہے (وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم) ۱۲ منہ

تخریج یون کی ہے - حدیث کی مجھسے ایک شخ نے اہالی شام سے اُنہون نے ابو ہریرہ سے اُسکے آخر
مین یہہ زیادت ہے برقۃ قلوبھم یعنے بسبب رقیق ہونے اپنے دلون کے اور دوسرے طریق
سے بھی یون روایت کیا تیمی سے اُنہون نے ابو عثمان سے اُنہون نے سلمان فارسی سے
اُسے زیادتی کے ساتھ - اور دوسرے طریق سے بھی اسیطرح روایت کیا ہے مگر اُسمین یہہ زیادت
ہے کہ وہ پیروی کرینگے میری سنت کی اور میرے اوپر درود کثرت سے بھیجتے رہینگے - امام
قرطبی کہتے ہین جو حضرت صلعم نے خبر دی تھی وہ پوری ہوئی عیان راچہ بیان حفاظ حدیث
و آثار کا تذکرہ دیکھو اُنکو اُسی کا مصداق پاؤ گے اور اُنکے سوا اور کوئی اُنکا شریک اسمین نہین
ہو سکتا - اہل نسب و مورخین کا اصل فارس مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وے کیومرث
تک منتہی ہوتے ہین اور وہ آدم ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ اولاد یافث بن نوح سے ہین اور بعض
نے کہا ہے کہ وہ اولاد لاوی بن سام بن نوح سے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ فارس بیٹے
یاسور بیٹے سام سے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ اولاد ہدرام بن ارفخشد بیٹے سام سے ہین اور
بعض نے کہا کہ وہ اولاد یوسف بیٹے یعقوب بیٹے اسحاق بیٹے ابراہیم سے ہین اور سب قولون
مین قول اول مشہور تر ہے نزدیک اہل نسب کے اور دوسرا قول راجح تر ہے نزدیک غیر
اُنکے کے انتہی - اب فتح الاسلام کی عبارت ناظرین کے روبرو پیش کیجاتی ہے - کیونکہ
حضرت عالی سیدنا و مولانا صلے اللہ علیہ وسلم بطور پیش گوئی فرما چکے ہین کہ اس امت
پر ایک زمانہ آنے والا ہے جسمین وہ یہودیون سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کریگی
اور وہ سارے کام کرو کھائیگی جو یہودی کرچکے ہین یہانتک کہ اگر یہودی چوہے کی سوراخ
مین داخل ہوئے ہین تو وہ بھی داخل ہوگی تب فارس کے اصل مین سے ایک ایمان کی
تعلیم دینے والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریا مین معلق ہوتا تو وہ اُسے اُسجگہ سے بھی پالیتا - اب مین
ناظرین سے دریافت کرتا ہون کہ یہہ عبارت حضرت مرزا صاحب کی اس آیت یعنی وان
تتولوا یستبدل قوما غیرکم - کی تفسیر ہو سکتی ہے یا نہین خصوصاً جبکہ یہہ حدیث مذکور
بھی اسکی تفسیر مین ضم کیجاوے شارح اور مفسر کا کام ہی یہہ ہوتا ہے کہ حاصل مطلب

لہ اسمین شک نہین کہ حفاظ حدیث و آثار اس حدیث کے مصداق اولی ہین پر فضیلت جزئی مین کوئی انکا شریک نہین لیکن چونکہ برکات
اسلام قیامت تک جاری ہین و مجددین و ائمہ بھی اس حدیث کے مصداق ہین مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ الحدیث
اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض جزئی فضائل متاخرین مین زیادہ تر ہوں دین منہ سلہ خلاصہ حاصل مطلب حدیث اور وعید کا یہہ ہوا کہ جب تمہاری حالت
علمی یا دینی مین تبدیلی واقع ہوگی تب اللہ تعالی ایک دوسری قوم کو ابنا فارس سے بدلہ مین تمہارے کھڑا کریگا آخر تک یہی مطلوب حضرت
مرزا صاحب کی اس عبارت سے جو مذکور ہوئی ہے منہ

جو بملاحظہ تمام نصوص کتاب و سنت کے پیدا ہوا کرتا ہے اُسی کو شرح اور بسط سے بیان کیا کرتا ہے کوئی عاقل اُن کی نسبت یہہ اعتراض نہین کر سکتا کہ یہہ بیان انکا کسی حدیث کا لفظ نہین ہے کیونکہ مقدرات اور محذوفات کا بیان کرنا مفسر اور شارح اور مترجم کا فرض منصبی ہے نہ محل اعتراض اگر مکفرین کا بھی مسلک رہا تو تمام تفاسیر اِس قسم کے نعوذ باللہ مردود اور مجروح ہو جاوینگے ولا یقول بہ احد من العقلاء فضلاء عن العلماء الفضلاء والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی اجل المرسلین۔

(۱۱)۔ دجال موجود کے حق مین جو احادیث مین آیا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا اور اُسکے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوگا وغیرہ وغیرہ یہہ مشرکانہ اعتقاد ہے اور توحید قرانی کے مخالف

الجواب۔ ایہا المکفرین اگر یہی عقاید مشرکانہ عقاید نہین ہین تو پھر شرک اور کسی کو کہتے ہین اسجگہ پر مناظرہ حضرت ابراہیم کا نقل کرتا ہون **قال اللہ تعالی** الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال ابرھیم فان اللہ یأتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر ط واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۰ شاہ عبدالقادر صاحب آیت کے فایدہ مین لکھتے ہین ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئین سجدہ کرواتا تھا۔ سلطنت کے غرور سے حضرت ابراہیم نے اُسکو سجدہ نکیا اُسنے پوچھا اُنہون نے کہا کہ مین اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہون اُسنے کہا رب تو مین ہون اُنہون نے کہا کہ مین حاکم کو نہین کہتا رب وہ ہے جو جلاوے اور مارے اُسنے دو قیدی منگائی جسکو جلانا پہنچتا تھا مار ڈالا اور جسکو مارنا پہنچتا تھا چھوڑ دیا تب اُنہون نے آفتاب کی دلیل سے اسکو لاجواب کیا۔ مگر تفسیر کبیر مین یون لکھا ہے (**المسئلہ الثانیۃ**) دلیل ابراھیم علیہ السلام کان فی غایتہ الصحۃ وذلک لانہ لا سبیل الی معرفۃ اللہ تعالی الا بواسطۃ افعالہ التی لایشارکہ فیہا احد من القادرین والاحیاء والاماتۃ کذلک لان المخلوق عاجزون عنہما والعلم بعد الاختیار ضروری فلا بد من موثر اخر غیر ھولاء القادرین الذین تراھم وذلک الموثر اما ان یکون موجبا او مختارا والاول باطل لانہ یلزم من دوامہ دوام الاثر فکان یجب ان لا یتبدل الاحیاء بالاماتۃ وان لا یتبدل الاماتۃ بالاحیاء والثانی وھو انا نری

فی الحیوان اعضاء مختلفۃ فی الشکل والصفۃ والطبیعۃ والخاصیۃ وتاثیر الموثر الموجب بالذات لا یکون کذلک فعلمنا انہ لا بد فی الاحیاء والاماتۃ من موجود اخر یوثر علی سبیل القدرۃ والاختیار فی احیاء ھذہ الحیوانات وفی اماتتہا وذلک ھو اللہ سبحانہ وتعالی وھو دلیل متین قوی ذکرہ اللہ سبحانہ وتعالی فی مواضع فی کتابہ کقولہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الی اخرہ وقولہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین وقال تعالی الذی خلق الموت والحیوۃ **حاصل ترجمہ** حضرت ابراہیم کی دلیل ہنایت صحیح ہے تقریر اُس کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی کی معرفت وشناخت بغیر اسکے اپنے افعال کے دیکھے ہنین ہو سکتے جن مین کسیکو قادرین مین سے اُسکے کرنے مین شرکت ہو جلا دینا اور مار دینا بھی ایسے ہی فعل ہین کیونکہ تمام خلق اللہ وکون فعلونکے اصدار سے عاجز ہین ان امین کچھ بھی اُنکا اختیار ہنین ہے پس سوا ان قادرین کے جن کو ہم دیکھ رہے ہین کسی دوسرے موثر کا ہونا ضروریات سے ہے اب یہہ موثر یا تو بلا اختیار ہوگا یا باختیار شق اول باطل ہے کیونکہ ایسے موثر بے اختیار کے دوام سے اثر واحد کا دوام بھی لازم آتا ہے اس صورت مین کسی وقت مین بھی احیا تو اماتۃ کے ساتھ ہنین بدلی جا سکتی اور اماتۃ احیا کے ساتھ متبدل ہنین ہو سکتی اور شق دوم ٹھیک ہے اسواسطے کہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ایک حیوان مین اعضا اُس کی مختلف ہین شکل اور صفت مین بھی اختلاف ہے طبیعت اور خاصیت مین بھی اختلاف اور جو موثر بلا اختیار ہوتا ہے اُسکی اثر مین ایسا اختلاف ہو ہنین سکتا پس اس سے ہم نے جان لیا کہ واسطے صدور احیا واماتۃ کے کوئی دوسرا ایسا موجود ہووے کہ اپنی قدرت اور اختیار سے ان حیوانات کے احیا مین بھی اور اماتۃ مین بھی موثر ہو اور ایسا موثر تو وہی ہے اللہ تعالے سبحانہ اور یہہ دلیل بڑی پکی اور مضبوط ہے اللہ تعالے نے اسی دلیل کو اپنی کتاب کریم مین بہت جگہ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو خلاصہ مٹی سے آخر آیت تک اور جیسا کہ فرمایا کہ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ اچھی صورت کے پھر پھیر دیا ہمنے اُسکو نیچے سب نیچونکے۔ اور جیسا کہ فرمایا کہ اللہ وہی ہے جسنے پیدا کیا موت اور زندگی کو۔ اور نیز تفسیر کبیر مین لکھا ہے یروی ان ابراھیم علیہ السلام لما احتج بتلک الحجۃ دعا ذلک الملک الکافر

شخصين وقتل احدهما واستبقى الآخر وقال انا ايضا احيي واميت هذا هو
المنقول في التفسير وعندي انه بعيد وذلك لان الظاهر من حال ابراهيم انه
شرح حقيقة الاحياء وحقيقة الاماتة على الوجه الذي لخصناه في الاستدلال
ومتى شرحه على ذلك الوجه امتنع ان يشتبه على العاقل الاماتة والاحياء
على ذلك الوجه بالاحياء والاماتة بمعنى القتل وتركه ويبعد في الجمع العظيم
ان يكونوا في الحماقة بحيث لا يعرفون هذا القدر من الفرق والمراد من الاية
والله اعلم شئ آخر وهو ان ابراهيم صلى الله عليه وسلم لما احتج بالاحياء والاماتة
من الله تعالى قال المنكر اتدعي الاحياء والاماتة من الله ابتداء من غير واسطة
الاسباب الارضية والاسباب السماوية او تدعي صدور الاحياء والاماتة
من الله تعالى بواسطة الاسباب الارضية والاسباب السماوية اما الاول
فلا سبيل اليه واما الثاني فلا يدل على المقصود لان الواحد منا يقدر على الاحياء
والاماتة بواسطة سائر الاسباب فان الجماع قد يفضي الى الولد الحي بواسطة
الاسباب الارضية والسماوية وتناول السم قد يفضي الى الموت فلما ذكر نمرود
هذا السوال على هذا الوجه اجاب ابراهيم عليه السلام بان قال هب ان الاحياء
والاماتة حصلا من الله تعالى بواسطة الاتصالات الفلكية الا انه لا بد
لتلك الاتصالات والحركات الفلكية من فاعل مدبر فاذا كان المدبر لتلك
الحركات الفلكية هو الله تعالى كان الاحياء والاماتة حاصلان بواسطة
تلك الحركات الفلكية ايضا من الله تعالى واما الاحياء والاماتة الصادران
عن البشر بواسطة الاسباب الفلكية والعنصرية فليست كذلك لانه لا قدرة للبشر
على الاتصالات الفلكية فظهر الفرق واذا عرفت هذا فقوله ان الله يأتي
بالشمس من المشرق ليس دليلا آخر بل تمام الدليل الاول ومعناه انه وان كان
الاحياء والاماتة من الله تعالى بواسطة حركات الافلاك الا ان حركات الا
فلاك من الله فكان الاحياء والاماتة ايضا من الله تعالى واما البشر فانه
وان صدر منه الاحياء والاماتة بواسطة الاستعانة بالاسباب السماوية
والارضية الا ان تلك الاسباب ليست واقعة بقدرته فثبت ان الاحياء

والاماتۃ الصادرین عن البشر لیست علیٰ ذلک الوجہ وانہ لا یصلح نقضا علیہ
فھذا ھو الذی اعتقدہ فی کیفیۃ جریان ھذہ المناظرۃ لا ما ھو المشھور عند
الکل واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ **حاصل ترجمہ** ۔ روایتون مین آیا ہے کہ جب
حضرت ابراہیمؑ نے یہہ حجت اُس کافر کے روبرو پیش کی تو اُس نے دو آدمی بلوائے
ایک کو تو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور پھر یہہ کہا کہ مین بھی زندہ کرتا ہون اور
مارتا ہون۔ تفاسیر مین اسی طرحپر منقول ہے اور میرے نزدیک یہہ بات بہت بعید ہے
کیونکہ حضرت ابراہیم کے حال سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اُنہون نے احیاء اور اماتۃ
کی حقیقت کو جسطرحپر کہ ہمنے استدلال ابراہیمی مین بیان کیا ہے شرح کر دیا تھا پس
اسصورت مین یہہ بات ممتنع ہے کہ کسی عاقل پر اماتت اور احیاء ویسا مشتبہ ہو جاوے
ساتھ اُس احیاء اور اماتت کے جو بمعنی قتل اور ترک قتل کے مجازاً آتا ہے اور نیز یہہ بات
بھی بعید ہے کہ ایک جماعت عظیمہ ایسی احمق ہو جاوے کہ اُس کو اسقدر فرق کرنیکی
بھی تمیز نرہے۔ اور مراد آیت سے واللہ اعلم۔ دوسری چیز ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب
حضرت ابراہیمؑ نے احتجاج مین یہہ دلیل پکڑی کہ احیاء و اماتت صرف اللہ تعالیٰ کیطرف
سے ہین تو منکر نے کہا کہ احیا اور اماتت کو تم اللہ تعالیٰ سے بغیر واسطہ اسباب ارضی
اور سماوی کے ابتداءً مانتے ہو یا بواسطہ انہین اسباب کے کہتے ہو اول شق تو ثابت نہین
اور شق ثانی تمہارا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ بواسطہ تمام اسباب ارضی اور سماوی کے
ہم بھی احیا اور اماتت پر قادر ہین دیکھو بواسطہ ان اسباب کے جماع سے فرزند زندہ
کبھی پیدا ہو جاتا ہے اور استعمال زہر کا کبھی موت کی طرف مفضی ہوتا ہے پس جبکہ
نمرود نے یہہ سوال اور اعتراض کیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اُسکا یہہ جواب دیا کہ ہان ہم
بھی تسلیم کرتے ہین کہ احیا و اماتت اللہ تعالیٰ سے جو صادر ہوتے ہین وہ[1] بواسطہ اتصالات
فلکیہ کے ہوتے ہین لیکن اُن اتصالات اور حرکات فلکیہ کے لئے کسی فاعل مدبر کا ہونا بھی
ضروری ہے پس جبکہ اُن حرکات فلکیہ کا محرک اور مدبر اللہ تعالیٰ ہی ہوا تو احیا اور اماتت

---

[1] ان مخلوقات کو جو اللہ تعالیٰ نے بہ نظر ظاہر بین واسطہ اپنے افعال کا کیا ہے تو اسمین بڑی بڑی حکمتین ہین کنت
کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ورنہ اصل مین فاعل حقیقی وہی وحدہٗ
لاشریک لہ ہی ولنعم ما قیل ۔ این سببہا در نظرہا پردہاست ۔ در حقیقت فاعل ہر شئے خداست ۱۲ منہ

بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوئی اگرچہ اسباب فلکیہ وعنصریہ کو بھی دخل بطور واسطہ کے
ہوا اور جو احیا و اماتت کہ بشر سے صادر ہوتے ہین اور اُن مین اسباب فلکیہ وعنصریہ
کو بھی دخل ہوتا ہے وہ اُسکے احیا اور اماتت کی مانند نہ ہے کیونکہ کوئی بشر حرکات
و اتصالات فلکیہ مین کچھ بھی دخل اور قدرت نہین رکھتا پس فرق ظاہر ہو گیا۔ جبکہ کو نے
اسبا نکو پہچان لیا تو اب یہہ قول حضرت ابراہیم کا کہ ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
کوئی دوسری دلیل نہین ہے۔ بلکہ دلیل اول کا تتمہ اور ضمیمہ ہے۔ **اقول** اُسکی تقریر
وہی ہے جو اوپر مذکور ہو چکی۔ ایضاً اُسی مین لکھا ہے ان ھذا ما کان انتقالا من
دلیل الی دلیل اٰخر بل الدلیل واحد فی الموضعین وھو انا نری حدوث اشیاء لا
یقدر الخلق علی احداثھا فلا بد من قادر اٰخر یتولے احداثھا وھو اللہ سبحانہ
وتعالیٰ ثم ان قولنا نری حدوث اشیاء لا یقدر الخلق علی احداثھا لہ امثلۃ
منھا الاحیاء والاماتۃ ومنھا السحاب والرعد والبرق ومنھا حرکات الا
فلاک والکواکب والمستدل لا یجی لہ ان ینتقل من دلیل الی دلیل اٰخر لکن
اذا ذکر لا یضاح کلامہ مثالا فلہ ان ینتقل من ذلک المثال الی مثال اٰخر فکان
ما فعلہ ابراھیم من باب ما یکون الدلیل واحدا الا انہ یقع الانتقال عند
ایضاحہ من مثال الی مثال اٰخر ولیس من باب ما یقع الانتقال من دلیل الی دلیل
اٰخر وھذا الوجہ احسن من الاول والیق بکلام اھل التحقیق منہ **حاصل**
ترجمہ اِس مناظرہ ابراہیمی مین دونون جگہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کیطرف
انتقال نہین ہے بلکہ صرف ایک دلیل ہی ہے اور اُسکی تقریر یہہ ہے کہ ہم بہت سی ایسی
چیزونکا حدوث دیکھ رہے ہین کہ کوئی خلق اُنکے احداث پر قدرت نہین رکھتے اُسکی
مثالین بہت ہین جیساکہ اُنھین مین سے ایک احیا و اماتت ہے اور منجملہ اونھین کے
رعد اور برق ہے اور از انجملہ حرکات افلاک اور کواکب کے ہین۔ اور مناظر کو یہہ جائز نہین
کہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کیطرف انتقال کرے ہان البتہ واسطے ایضاح اپنی کلام
کے انتقال کرنا ایک مثال سے طرف دوسری مثال کی جائز ہے پس جو کچھ حضرت ابراہیم
نے اپنے مناظرہ مین بیان فرمایا وہ دلیل تو ایک ہی ہے اور ایک دلیل سے طرف دوسری
دلیل کے انتقال نہین تھا بلکہ بغرض ایضاح کلام کے ایک مثال سے دوسری مثال

کے انتقال البتہ ہے اور یہی وجہ ثانی اول وجہ سے احسن ہے اور الیق ہی ساتھ کلام اہل
تحقیق کے انتہی - اِس مناظرہ ابراہیمی اور سائر آیات بینات سے ثابت ہوا کہ احیا و
اماتت حقیقی طور پر صفت خاصہ بذات الٰہی ہے کوئی مخلوق اِس صفت مین شریک ہو ہی
نہین ہو سکتے بہر حال کافر مین یہہ صفت کیونکر موجود ہو سکتی ہے اگرچہ وہ اپنے تئین
مثل نمرود کے احیی و امیت کہی جاوے لیکن متبعین ملت ابراہیمی تو اُسکے مقابلہ مین
یہی کہین گے کہ ربنا الذی یحیی و یمیت اور احادیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ اِس
قسم کے افعال جو مختص بہ قدرت قادر مطلق ہون ہرگز ہرگز اُس سے صادر نہین ہو سکتے -
عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ما سال احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدجال
اکثر ما سالتہ وانہ قال لی ما یضرک قلت انہم یقولون ان معہ جبل خبز ونہر ماء
قال ہو اہون علی اللہ من ذلک متفق علیہ - مشکوۃ شریف کے حواشی مین لکھا ہے -
ای الدجال ہو احقر من ان اللہ تعالی یحقق لہ ذلک وانما ہو تخییل وتمویہ للابتلاء
فیثبت المومن ویضل الکافر والمراد انہ اہون من ان یجعل شیئاً من ذلک
ایۃ علی صدقہ ولا سیما قد جعل ایۃ ظاہرۃ فی کذبہ وکفرہ یقرءہا من لا یقرأ
وقال القاضی معناہ ہو اہون علی اللہ من ان یجعل ما خلق اللہ تعالی بیدہ
مضلا للمومنین ومشککا لقلوبہم بل انما جعلہ اللہ لیزداد الذین امنوا ایمانا
ویلزم الحجۃ علی الکافرین والمنافقین ونحوہم ولیس معناہ انہ لیس معہ
شئ من ذلک - **حاصل ترجمہ** - مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ اُنہون نے کہا کہ
احوال دجال جسقدر کہ رسول مقبول صلعم سے مینے دریافت کیا ہے اُسقدر کسی نے نہین دریافت
کیا - آن حضرت صلعم نے فرمایا کہ دجال کا فتنہ تجھکو کچھ ضرر نہین پہنچاوے گا مینے عرض کیا
کہ لوگ کہتے ہین کہ اُس کی ہمراہ روٹیون کا پہاڑ بھی ہوگا اور پانی کی نہر بھی ہووے گی تو حضرت
صلعم نے فرمایا کہ وہ دجال اللہ تعالی کے یہان بہت ہی حقیر ہے ایسی خرق عادات کیونکر
اُسکو دیویگا بلکہ یہہ سب افعال اُسکے بطور تخییل اور تمویہ کے واسطے امتحان اور ابتلا کے ہونگی
مومن اُس مین ثابت رہے گا اور کافر گمراہ ہو جاوے گا یا مراد یہہ ہے کہ تحقیق وہ حقیر تر
ہے اِس سے کہ اللہ تعالی اُسکے ایسے افعال کو اُسکی صدق کی نشانی گردانے اور حال یہہ ہے
کہ ایک نشانی اُسکے کذب اور کفر کی ظاہر کر دی ہے جو شخص کہ پڑھا ہوا نہین وہ بھی اُسکو

پڑھ سکتا ہے اور قاضی نے کہا کہ معنے اُسکے یہہ ہین کہ وہ حقیر تر ہے اِس سے کہ اُسکی افعال کو
اللہ تعالی سبب ضلالت کا واسطے مومنین صادقین کے گردانے اور اُن افعال سے مومنین کے
دلون مین شکوک پیدا کرے بلکہ اِس قسم کی باتین تو اس سے اسواسطے صادر ہو وینگی کہ ایمان
والون کو ایمان مین زیادت حاصل ہو اور منافقون کافرون پر الزام حجت کا کیا جاوے اور
یہہ معنی اِسکے نہین ہین کہ کوئی چیز بھی ظلمات اور نیز نجات سے اُسکے ساتھ ہو ویگی انتہی۔
غرضکہ علما محققین اور شارحین حدیث مین سے کوئی اسبات کا قائل نہین ہے کہ اِس قسم
کے افعال مثل احیا و اماتت وغیرہ کے اُس سے حقیقتاً صادر ہو وینگی بلکہ وے تو دجال کے
اکثر ایسے افعال کی بھی تاویل کرتے رہے ہین جو افعال کہ مخلوق کے ہو سکتے ہین قال
التوربشتی طواف الدجال عند الکعبۃ مع انہ کافر ماول بانہ رویا النبی صلے
اللہ علیہ وسلم او من مکاشفاتہ کوشف بان عیسی فی صورتہ الحسنۃ التی
ینزل علیھا یطوف حول الدین لاقامۃ اودہ واصلاح فسادہ وان الدجال
فی صورتہ الکریھۃ التی سیظہر علیھا یدور حول الدین یبغی العوج والفساد
مرقاۃ۔ علی ہذا القیاس شراح حدیث قدیم وجدید اِس قسم کی تاویلات ہمیشہ کرتے چلے
آئے ہین حضرت **مرزا صاحب** نے پیشین گوئی مین اِس قسم کی تاویل کوئی نئی بات
نہین نکالی ہے جسپر یہہ شور و غل مچ رہا ہے اور کفر کے فتوے لگائے جاتے ہین۔ حاشیہ
مشکوۃ شریف مین سید تحریر فرماتے ہین **قولہ** فتکون السنۃ کالشہر یحمل
ذلک علی قلۃ برکۃ الزمان وذہاب فائدتہ او علی ان الناس لکثرۃ اھتمام
بما دھمہم من النوازل والشدائد واشتغال قلوبہم بالفتن العظام لا یفطنون
بمضی الایام وذلک لاینافی استطالۃ الایام للشدائد لان الاستطالۃ انما
یکون مع الحیرۃ والدھش یعنی یہہ جو قول ہے کہ برس مانند ایک مہینے کے ہوجاویگا الی آخرہ
اس سے مراد یہہ ہے کہ فائدہ اور برکت زمانہ کی جاتی رہیگی یا یہہ مراد ہے کہ حوادث اور شدائد کی
ایسی کثرت ہوگی کہ لوگ ہوش باختہ ہو جاوینگے اور اُنکے دل فتنون مین ایسے مبتلا ہو وینگے کہ
دنون کا گذرنا انکو معلوم نہو ویگا اور یہہ تقارب زمان منافی استطالت ایام کے نہین ہے کیونکہ
استطالت ایام تقارب زمان کے ساتھہ یون جمع ہو سکتا ہے کہ بسبب شعور اور وقوف مصائب
کے زمانہ قلیل دراز معلوم ہوتا ہے اور بسبب دہشت اور حیرۃ کے زمانہ دراز قلیل معلوم ہوتا ہے

والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ واصحابہ ومن والاہ۔

(۱۲) حضرت مسیح کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور اب تک وہان زندہ موجود ہین اور وہ اپنی دنیاوی زندگی مین مردون کو زندہ کرتے اور مادرزاد اندہون کو اور کوڑہے کو اچھا کرتے اور مٹی سے جانور کی شکل بناتے تو وہ پرند بنجاتا احمقانہ اور مشرکانہ اعتقاد ہے اور درحقیقت حضرت مسیح کی صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی ہے جیساکہ اور انبیاء کی اور باقی مردونکو زندہ کرنے اور اندہے کوڑہے کو اچھا کرنے سے گمراہون کو ہدایت کرنا مراد ہے۔

اقول۔ اگر کوئی شخص بحوالہ آیت انی اخلق لکم من الطین کیے یہہ اعتقاد رکھے کہ حضرت عیسی صفات خالقیت وغیرہ مین شریک باری تھے اور اللہ تعالی نے اپنی صفات خاصہ الوہیت انکو دیدی تھین اور اپنی خالقیت مین اُنکو حصہ دار بنا دیا تھا تو کیا تعلیم قرانی اِس اعتقاد کو شرک نہین قرار دیتے اور صدہا آیات قران مجید ایسے اعتقاد کو شرک نہین کہہ رہے ہین اور ہم کیا مجازی طور پر عرف عام مین کسی اپنے مربی کو باپ نہین کہدیا کرتے یہہ کیا ضرور ہے کہ باپ کے لفظ سے حقیقی باپ ہی مراد ہو اور اگر کہا جاوے کہ معنی مجازی کیواسطے صارف کا ہونا ضروری ہے حضرت مرزا صاحب کے کلام مین کونسا قرینہ اور کیا صارف ہی تو دیکھو ازالہ صفحہ ۳۷۷۔

ایمان را مید ہی فہم وذکا		ای خدا جانم برابرارت فدا
من عجب تر از مسیح بے پدر		کرکمی بودم مرا کردی بشر

اور بہت جگہ ازالہ مین مسیح کو بے پدر لکھا ہے اور ایسا استعمال خود قران مجید مین موجود ہے واذ قال ابراھیم لابیہ آذر بعض مفسرین کے نزدیک آزر حضرت ابراہیم کے پدر حقیقی نہین تھی اور چونکہ کتب تواریخ اور بے بل سے یہہ بات ثابت ہی کہ حضرت مریم کی منگنی یوسف نجار سے ہو گئی تھی بناء علی ہذا اگر عرفی طور پر حسب محاورہ اہل تواریخ یوسف کو مجازاً باپ کہدیا تو

ف بحث انفاس واحوال دجال ہے چونکہ بحث دجال مین حدیث نواس بن سمعان کی اکثر عوام کو دہوکہ مین ڈالتی ہے کیونکہ وہ حقیقت کلمات نبویہ ہے جو مصداق اوتیت جوامع الکلم کے ہین نادا قف محض ہین لہذا اُس حدیث کی شرح معہ شواہد و نظائر کیجاتی ہے۔ عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلعم الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرأ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم

ف [illegible]

کیا محذور شرعی لازم آیا۔
آگے رہی بحث معجزات کی کہ فن نجاری میں بھی کوئی معجزہ واقع ہو سکتا ہے یا نہیں تو واضح ہو
کہ فن نجاری کوئی معیوب شرعی اور معتوب فن نہیں ہے حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فن نجاری
کیا تھا اور کشتی بنائی تھی پس اس فن میں اگر کسی نبی سے معجزہ واقع ہو تو کیا محل اعتراض ہے
اور یہہ بات تو اپنی محل میں ثابت ہو چکی ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اُسی علم و فن میں معجزات
عنایت فرمائے گئے ہیں کہ جس علم و فن کا چرچا انکی قوم میں ہوتا تھا یا جن امور سے اُن کی
طبیعت کو مناسبت ہوتی تھی حضرت موسی علیہ السلام کو ایسا معجزہ عنایت ہوا جو سحر کا توڑنے
والا تھا کیونکہ فرعون کے وقت میں سحر کا چرچا زیادہ تھا اور چونکہ اس قسم کے معجزات مرزا
صاحب کے نزدیک عقلی تھی لہذا اگر انکی نسبت لفظ مکروہ کہا گیا تو کیا محذور شرعی لازم آیا
تمام کمل اولیا اور صلحار کے نزدیک اس قسم کے خوارق عادات بڑی نفرت کی چیز ہیں کیونکہ
اُن کو تو سوا استقامت کے کوئی خرق عادت اس قسم کا محبوب و پسندیدہ نہیں ہے یہہ
مقولہ بطور ضرب المثل کے مشہور ہے کہ کن طالب الاستقامۃ لا طالب الکرامۃ تمام کتب
فن میں یہہ بات شرح و بسط سے لکھی ہوئی ہے مجالس الابرار میں لکھا ہے فلما کان الخوارق
کثیرا ما ینقص بھا درجۃ الرجل کان کثیر من الصالحین یفرمنھا و یستغفر اللہ
و یتوب الیہ کما یستغفر من الذنوب و یتوب عنھا وقد کان تعرض علی بعضھم
فیسأل زوالھا والمشائخ کلھم کانوا ینفرون المریدین السالکین غایۃ التنفیر
من المیل الیھا۔ ایضاً اُسی میں لکھا ہے واما الکرامۃ بمعنی ظھور امر خارق للعادۃ فلا
عبرۃ لھا بل ھی حیض الرجال۔ مولوی اسمعیل صاحب علیہ الرحمۃ منصب امامت میں
لکھتے ہیں اما خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جل و علا بقدرت کاملہ خود بنابر تصدیق انبیا
علیہم السلام چیزے اظہار میفرماید کہ صدور آنچیز بہ نسبت ایشان ممتنع می نماید اگرچہ بہ نسبت
دیگر کس ممتنع نمی باشد تفصیلش آنکہ وجود بعضے اشیا بحسب عادت اللہ موقوف می باشد

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۹۔ ترجمہ یعنے نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر میری حالت حیات میں دجال نکل آوے تو میں اس سے تمہاری رو برو حجت
میں غالب آونگا اور اگر دجال نکلا اور میں تم میں نہوا تو ہر ایک شخص اپنی ذات سے بحجت اُس پر غالب آویگا
اور اللہ تعالے ہر ایک مسلمان پر میرا خلیفہ ہووے گا۔ ف اولاً ناظرین کو معلوم ہو کہ یہہ حدیث صحیح بخاری

برفراہم آمدن اسباب وادوات آنچیز پس کسیکہ ادوات والاتش حاصل می دارد
صدور چیز مذکور ازو خرق عادت نیست وکسیکہ ادوات مذکورہ حاصل نمیدارد البتہ
صدور آن ازو از قبیل خرق عادتست مثلاً نوشتن بہ نسبت نویسندہ خرق عادت نیست
و بہ نسبت اُمی خرق عادت است وکشتن بسلاح خرق عادت نیست و بمجرد ہمت و دعا
خرق عادتست پس ازین بیان واضح گشت کہ ایمعنی لازم نیست کہ ہر خرق عادت خارج از طلق
طاقت بشری باشد بلکہ ہمین قدر لازم است کہ بہ نسبت صاحب خارق صدور آن خلاف
عادت باشد بجہت فقدان الات وادوات پس بسیار چیز ہاست کہ ظہور آن از مقبولین حق از
قبیل خرق عادت شمردہ میشود حالانکہ امثال ہمان افعال بلکہ اقوی واکمل ازان از ارباب
سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد پس وقتیکہ بر حاضران واقعہ اینقدر ثابت شد کہ صاحب
خارق مہارت در فن سحر وطلسم نمیدارد پس لابد صدور خارقہ مذکورہ علامت صدق او
تواند بود و لہذا انزول مائدہ از معجزات حضرت مسیح شمردہ مے شود بخلاف آنچہ اہل سحر بسیاری
از اشیاء لطیفہ از جنس میوہ و شیرینی باستعانت شیاطین حاضر می آرند و در دوستان
و ہمنشینان خود افتخار می نمایند چون معنی خرق عادت واضح گشت لابد دریمقام تامل باید
نمود کہ خرق عادت چرا ظاہر میگردد وچگونہ ظاہر میگردد اما اول پس باید دانست کہ
ظہور خوارق بالذات از اسباب ہدایت نیست گو کہ در حق بعضے سعدا اتفاقاً سبب ہدایت
گردد بلکہ ظہور آن بالذات برائے اتمام حجت و اسکات مخالفین و الزام مجادلین و تادیب
گستاخان شوخ چشم و تخویف معاندان پر خشم است قال اللہ تعالی وتبارک وما نرسل
بالآیات الا تخویفا چہ پر ظاہر است کہ ہدایت عبارت از نوریکہ از رحمت الٰہیہ در قلب سعید ازلی باران
صفت می ریزد کہ او را بر محبت محبوب حقیقی و اطاعت معبود تحقیقی مے انگیزد حتی کہ در محبت بعجان
و مال می بازد و در اطاعت او مثل اولیاء تازہ دم ایمعنی از مشاہدہ ظہور خوارق کمتر حاصل مے
شود چہ شخصے کہ در مناظرہ ومجادلہ ملزم ولاجواب مے شود در دل او محبت و اخلاص کمتر حادث

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۹ اسمین موجود نہیں ہے صرف صحیح مسلم مین ہاہے - اگر کوئی مضمون
اس کا صحیح الصحیح کے معارض ہو اور بتاویلات صحیحہ اسمین تطبیق نہو سکے تو اس صورت مین حسب اصول مسلمہ اہل حدیث
اصح الصحیح کو مقدم کیا جاویگا - واضح ہو کہ الفاظ ان فقرات مذکورہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا دجال موعود
مسلمانوں کو شکوک و شبہات مین ڈالیگا اور انکا دفعیہ حجت اور برہان سے ہوگا نہ سیف و سنان سے کیونکہ دو مرتبہ بکرر جانے

می شود آرے حیران و سرگردان و دست و پا گم کرده ساکت می شود پس ازین بیان واضح شد که ظهور خوارق گاه گاه کافی ست و صدور آن هر بار از لوازم هدایت نیست و نیز واضح گشت که اگر از شخصے خوارق ظهور نمود و کسی را از حاضران معنی هدایت حاصل نگردید این معنی باعث نقصان منصب او نمی تواند شد و اما آنکه چگونه حادث می شود پس بیانش آنکه حق جل و علا بقدرت کامله خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولی از مقبولان خود می نماید نه آنکه قدرت صدور خرق عادت در وے ایجاد می فرماید و او را باظهار آن مامور می نماید حاشا و کلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خوارق قدرت ربانی است از آثار قدرت انسانی انتهی موضع الحاجتہ - ناظرین اس بیان مولانا اسمعیل صاحب کو ملاحظہ فرماوین کہ جو جو شکوک و شبہات دربارہ خرق عادت انبیا علیہم السلام مرزا صاحب پر کیے جاتے ہین ان سب کا جواب شافی مولانا اسمعیل صاحب پہلے سے ہی لکھہ گئے ہین - اور پھر یہہ بات تو مسلم ہے کہ جسقدر خوارق و کرامات اولیاء امت سے صادر ہوتے ہین وہ بسبب اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آنحضرت خیر الرسل کا ہی معجزہ ہین - اور یہہ مقدمہ بھی مسلم ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم افضل الانبیا و سید الرسل ہین تو آنحضرت صلعم کے معجزات بھی پہلے انبیا سے افضل و اکمل ہونے مین کیا استبعاد ہے پھر اگر اولیاء امت کے خوارق و کرامات جو داخل معجزہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہین پہلے انبیاء سے افضل او اکمل ہووین تو کیا محذور لازم آتا ہے خصوصاً اس زمانہ مین کہ فنون طلسمیہ و علوم سحریہ و تاثیرات انظار وغیرہ اسقدر ترقی پر ہین جو زمانہ سابق مین کبھی نہین ہوئے ہونگے جسکی تفصیل خود حضرت اقدس مرزا صاحب کے کلام مین موجود ہے پس جب تک کوئی خرق عادت کسی ولی امت سے ایسا صادر نہو کہ ان سب طلسمات اور جملہ نیرنجات کو توڑ ندیوے اور نیز پہلے معجزات انبیا علیہم السلام سے فائق نہو تو عوام لوگ اس کو کیونکر کرامت اور معجزہ رسول مقبول صلعم کا اعتقاد کرینگے کیونکہ انکے مشاہدہ مین تو انواع انواع کے طلسمات دجالیہ اور نیز نیرنجات جدیدہ موجود ہین - اور پھر غور کرنے کا محل ہے کہ

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲۹ - لفظ حجیج کو ذکر فرمایا گیا ہے شروح مشکوۃ مین لکھا ہے حجیجہ ای فانا مخاصمہ و مغالبہ بالحجۃ فعیل بمعنی فاعل من الحجۃ وھی الغلبۃ - اور یہہ بھی ان فقرات سے معلوم ہوا کہ اس دجال کے شکوک و شبہات ابتدائیہ کا دفع فتن عظیمہ و انتہائیہ کا رفع کرنا کچھہ اسپر ہی موقوف نہین کہ حضرت عیسی ہی آسمان سے بجسدہ العنصری اوتر آوین بلکہ جو امتی مسلمان صادق الایمان حجت اور برہان کے ساتھہ اس سے

عوام الناس کے دلون مین یہہ بات جمی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح کی معجزات حضرت افضل المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے افضل اور بڑہے ہوئے ہین اور نصاریٰ تو انہین معجزات کی سبب حضرت مسیح کو صفات الوہیت مین شریک کرتے ہین اور فرقہ نیچریہ وآریہ وغیرہ معجزات انبیاء علیہم السلام سے محض انکار کرتا ہے - اور حضرت مرزا صاحب کو ان تمام فرق باطلہ سے مقابلہ ہے لہذا حقیقت معجزات عیسویہ جو واقعیہ تھے وہ کشف کردی گئی ہے مگر افسوس کہ علمانے عادت عوام کی اختیار کرلی ہے کہ ایسے کشف حقائق سے مرزا صاحب کو منکر معجزات ٹھیرادیا جسطرح پر نصاریٰ اہل اسلام کو منکر حضرت عیسیٰ کا کہتے ہین اور اہل تشیع اہلسنت کو منکر اہلبیت قرار دیتے ہین مگر واضح ہو کہ جبکہ ہمکو خود آنحضرت صلعم کے بارہمین اطراکی ممانعت ہے تو حضرت عیسیٰ بن مریم یا انکے معجزات کے نسبت ہم کیونکر اطرا کرسکتے ہین لا تطرونی کما اطرت النصاری - واضح ہو کہ جسطرح پر حضرت مرزا صاحب کو منکر معجزات عیسوی وغیرہ کہا جاتا ہے اور کفر کے فتوے تحریر کئے گئے مولوی اسمعیل صاحب پر بھی اسی طرح پر فتوار کفر مرتب ہوچکا ہے واسطے عبرت پکڑنے عوام اہل حدیث کے چند اقوال تقویۃ الایمان سے نقل کئے جاتے ہین جنکی نسبت تقویۃ الایمان کو تفویۃ الایمان کہا گیا ہے (

(۱) تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ - اور یہہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے انتہی - (۲) صفحہ ۸ - اور اسباب ہین اولیا و انبیا مین اور جن وشیطان مین اور بھوت وپری مین کچھ فرق نہین ہے (۳) صفحہ ۶۳ - اور پہلے معنون سے ایک چنیوٹی کا بھی سید او سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سنجھنا چاہئے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چنیوٹی مین بھی تصرف نہین کرسکتے (۴) صفحہ ۶۰ - اولیا انبیا امام امام زادہ پیر شہید عاجز اور ہمارے بھائی ہین (۵) صفحہ ۵۵ سب انبیاء اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہین (۶) صفحہ ۲۹ - ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگون کو ثابت کیجئے - یہہ تو چند اقوال لکھے گئے ہین اس قسم کے اقوال

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲۹ مناظرہ کریگا تو وہ بھی اسپر غالب ہیگا کیونکہ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی حیات اور زندگانی مین اسکے شکوک کے دفع کرنے مین مسلمانون کے مددگار ہین ہوتے ویسے ہی اللہ تعالے ہر ایک مومن صادق کے لئے مددگار اور معین ہونے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوویگا یعنی اس مومن صادق کے لئے تائید غیبی ہوویگی خلاصہ یہہ ہوا کہ اگر یہہ دجال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ظاہر ہوا تو تو خود آنحضرت

تقویۃ الایمان مین اکثر موجود ہین - اسطرف تو یہہ اقوال ہین اور دوسری طرف صراط مستقیم
مین یون لکھا ہے - (۷) انا الحق ولیس فی جبتی سوی اللہ ز نہاد بر بن معاملہ تعجب
نہ نمائی و بانکار پیش نہ آئی انتہی - جو تاویل ان اقوال کی آپ کرین وہی حضرت مرزا صاحب
کیطرف سے منظور فرمائی جاوے - **سوال** ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۰ مین لکھا ہے کہ اُن
پرندون کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہین بلکہ اُس کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی
بپایہ ثبوت نہین پہنچتا ہے الخ - حالانکہ قرآن کریم مین موجود ہے کہ انی اخلق لکم من الطین
کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ **الجواب** نظم قرانی متواتر سے
فی الحقیقت جنبش و پرواز اور حیات ثابت نہین ہوتی بیان اُس کا یہہ ہے کہ مرجع ضمیر فیکون
کا یا تو کاف ہے جو اِس جگہ پر اسم بمعنی مثل کے ہے اور یا مرجع اُس کا لفظ طین ہے - اور لفظ طیر
کو تفسیر کبیر مین اسم جنس لکھا ہے اور جامع البیان مین تحت آیہ مذکور کے لکھا ہے انی اخلق
لکم اقدر و اصور من الطین کہیئۃ الطیر مثل صورتہ فانفخ فیہ ای فی المثل
فالضمیر للکاف - اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے **وقولہ** فانفخ فیہ ای فی ذلک الطین
المصور - **الی قولہ** والطیر اسم الجنس یقع علی الواحد و علی الجمع - پس مین
کہتا ہون کہ ضمیر فیکون کی خواہ راجع طرف مثل کی ہو یا طرف طین مصور کی بہر صورت حاصل
معنے یہہ ہوئے کہ مٹی سے جو مثل صورت طیر کی ایک شئی حضرت عیسی بناتے تھے وہ اُن کے نفخ
سے طیر ہو جاتے تھے اور طیر چونکہ بموجب لکھنے صاحب تفسیر کبیر کے اسم جنس ہے اُس کے معنون
مین صفت طیران کا ہونا کچھ ضروری نہین ہے بلکہ جو اسم کہ مقابل صفت کے ہوتا ہے اوسمین
معنی وصفی کا اخذ مجازا ہوا کرتا ہے جو بغیر قرینہ کے درست نہین ہے پس نظم متواتر قرانی سے
معجزہ حضرت عیسی کا صرف اِسقدر ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے نفخ سے وہ شئے جو کہیئۃ الطیر
ہوتی تھی وہ طیر ہو جاتی تھی جسمین باعتبار معنی اسمیت کے صفت طیران کا بالفعل ہونا کچھ ضروری
نہین - کبوتر وغیرہ کی تصویر کو بھی اسی لحاظ سے کبوتر کہتے ہین - اور اگر مرجع فیکون کا طیر

سوال

جواب

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ - صلعم اُس کے لئے مسیح اور حجج ہو وینگے اور اگر بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کا خروج و ظہور ہو تو ہر ایک مومن صادق الایمان اُس دجال کیلئے بتائید ربانی
مسیح اور حجیج ہو جاویگا اور ایسا ہی واقعہ ہوا کہ جب سے اِس جال موعود نے ظہور اور خروج کیا ہے تب سے ہر ایک مومن صادق
اُس کے شبہات اور شکوک دفع کرنیکے لئے بذات خود کافی ہے اور حضرت عیسی کے کوئی ضرورت واقع نہین ہوئی - اور

گردانا جاوے تو اسم اور جزکان ناقصہ کا متحد المفہوم ہونا لازم آیا جاتا ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ - اور اگر واسطے تحقیق تغائر فی المفہوم کے طیر اول کو تو اسم کہا جاوے اور طیر ثانی خبر کو یعنی طائر کے صفت کہا جاوے تو یہہ بھی بہت بعید ہے - آگے رہی دوسری قراءۃ یعنی فیکون طائرا باذن اللہ جس کا مآل اِس صورت مین یہہ ہوا کہ فیکون الطیر طائرا باذن اللہ تو کہا جاوے گا کہ اول تو وہ قراءت غیر متواترہ اور شاذہ ہے حجت نہین دوسری ہم اُسکو بسبب متشابہہ ہونیکے قراءۃ متواترہ پر ہی حمل کرینگے اور چونکہ نظم قرانی مین لفظ کاف کا بھی موجود ہے جو لغو نہین ہو سکتا اندرینصورت قدر مشترک جو متیقن ہوا کرتا ہے اور واسطے اعجاز عیسوی کے بہی کافی ہے صرف یہہ ہوا کہ وہ شئ کہیئۃ الطیر حضرت عیسے کے نفخ سے ہیئۃ الطیر یعنی طیر جسمین پرواز بالفعل ہو ہو جاتے تھے اور پرواز و حیات اُس کی جو قدر مختلف ہے چونکہ وہ غیر متیقن ہوا کرتی ہے اُس کا ثبوت کسی اور دلیل قطعی سے ہونا چاہئے الحاصل نظم قرانی سے پرواز حیات جنبش بطور قطع کے ثابت نہین ہوتے جو اُسکا انکار موجب کفر قرار دیا گیا ہے ہان البتہ روایات تفسیر سے ثابت ہو تو ہو سو اُس کا انکار نہین کیا گیا مکفرین پر ضرور ہے کہ پرواز حیات وغیرہ دلیل قطعی سے ثابت کرین

(۱۳) - حضرت عیسی علیہ السلام کا یا آنحضرت علیہ السلام کا اپنے جسم کے ساتھہ آسمان پر جانا قانون قدرت (یعنی نیچر) کے برخلاف ہے اور خدا تعالے کا ایسا خوارق دنیا مین دکھانا اپنی حکمت اور ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے - **الجواب** - بٹالوی صاحب نے قانون قدرت کا ترجمہ اور تفسیر خطوط وحدانی کے اندر (نیچر) لکھکر لوگون پر یہہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نیچری ہین اور جو عبارت اِس مقام مین مضر اِس غرض فاسد کو تھی اور مفید وفات مسیح کو اُسکو یک قلم ترک کر دیا مین اولا وہ عبارت ازالہ سے نقل کرتا ہون وھو ھذا -

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ قران شریف کے کسی مقام سے ثابت نہین کہ حضرت مسیح اسی خاکی جسم کے ساتھہ آسمان کیطرف اٹھائے گئے بلکہ قران شریف کے کئی مقام مین مسیح کے فوت ہو جانیکا

بقیہ حاشیہ متعلقہ نمبر ۱۲۹ - لفظ نخرج سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دجال بروقت ارشاد و بیان ان کلمات کے موجود تو ضرور تھا مگر خروج اور ظہور اُس کا ہنوز نہین ہوا تھا - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ یہہ دجال ایک شخص جزئی نہین ہے کیونکہ عقلا ممتنع ہے کہ ایک شخص واحد اور خاص جزئی تمام دنیا کے مسلمانونین شک و شبہ ڈالتا پہرے حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ واللہ خلیفتی علے کل مسلم - اِس سے پایا گیا کہ وہ دجال ایک قوم عظیم ہوگی جو تمام دنیا مین پہیل جاوی گی -

صریح ذکر ہے اور ایک جگہ خود مسیح کیطرف سے فوت ہو جانیکا اقرار موجود ہے اور وہ یہہ ہے
کنت علیھم شہیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت
علی کل شئ شہید اب جبکہ فوت ہو جانا ثابت ہوا تو اُس سے ظاہر ہے کہ اِنکا جسم اُن سب
لوگون کی طرح جو مرجاتے ہین زمین مین دفن کیا گیا ہو گا کیونکہ قران شریف بصراحت ناطق
ہے کہ فقط اُن کی روح آسمان پر گئی نہ کہ جسم تب ہی تو حضرت مسیح نے آیت موصوفہ بالا مین
اپنی موت کا صاف اقرار کر دیا اگر وہ زندون کی شکل پر خاکی جسم کے ساتھہ آسمان کیطرف
پرواز کرتے تو اپنے مرجانیکا ہر گز ذکر نکرتے اور ایسا ہرگز نہ کہتے کہ مین وفات پا کر اُس جہان
سے رخصت کیا گیا ہون اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان پر اُنکے روح ہی گئی تو پہر نازل ہونے
کیوقت جسم کہان سے ساتھہ آجاویگا - انتہی - یہہ ہے دلیل قطعی نقلی جس سے یقینی طور پر ثابت
ہوتا ہے کہ مسیح کا اسی جسم خاکی سے آسمان پر جانا محض خلاف نفس الامر ہے - اب اگر دلیل
نقلی کو ساتھہ دلیل عقلی کے موید کیا جاوے تو مکفر صاحب کے نزدیک یہہ نیچریت مین داخل ہے
حالانکہ اللہ تعالی جابجا اہل عقل کو محل مدح مین ذکر فرماتا ہے اور غیر اہل عقل کو ہر جگہ مقام
ذم مین مذکور کرتا ہے اُس کے نظائر قران مجید مین صدہا موجود ہین اللہ تعالی نے عقل کو
ایسا بیکار پیدا نہین کیا کہ احکام و اخبار دینی کے سمجھنے مین محض معطل کر دیجاوے اور جیساکہ
نصاری نے مسئلہ تثلیث اور کفارہ مین اپنے عقول کو بیکار کر دیا ہے ویسا ہی ہم بھی حضرت
عیسی کے وجود عنصری سے آسمان پر صعود کی مسئلہ مین اپنے عقول کو معطل کر دیوین ورنہ
نیچری ہو جاوینگے تو پہر ہمکو قیامت کے روز ندامت سے کیا یہہ کہنا نہ پڑیگا لو کنا نسمع او
نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر تفسیر کبیر مین لکھا ہے وقیل انما جمع بین السمع والعقل
لان مدار التکلیف علی ادلۃ السمع والعقل جامع البیان مین لکھا ہے لو کنا نسمع
کلام الرسل او نعقل الدلائل ما کنا فی اصحاب السعیر باقی ادلہ اس قول کے تحریرات
سابق مین مفصل گذر چکے ہین فلا نعیدہا - (۱۴) لیلۃ القدر سے جسکا ذکر قران مین ہے رات

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲۹ - کہ الدجالۃ فرقۃ عظیمۃ تحمل المتاع للتجارۃ کیونکہ
رویا اور مکاشفات مین یہہ بات اکثر ہوتی ہے کہ کبھی ایک قوم کو ایک شخص واحد کر کے دکھلایا جاتا ہے اور کبھی برعکس اسکی اسکے
شواہد الہ مین مذکور ہین - اب کوئی صاحب کسی ایسی قوم کا پتا اور نشان دیوین کہ وہ آنحضرت صلعم کیوقت مین موجود ہو
اور بعد آنحضرت صلعم کے اُس کا ظہور اور خروج وقوع مین آیا ہو اور اُس نے اپنی شکوک و شبہات کے ذریعہ سے اسلام مین فتنہ

مراد نہین بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور نبی آیا اُسکے قائم مقام مجدد گو گذر جانے سے
ایکہزار مہینے کے بعد آتا ہے ۔ **اقول** حضرت مرزا صاحب نے معنی حقیقی اور مشہور لیلۃ القدر کا کسیجگہ
پر انکار نہین کیا بلکہ براہین احمدیہ وغیرہ مین لکھ دیا ہے کہ ظاہری معنی لیلۃ القدر کے وہی ہین جو مشہور
ہین اور مکفر صاحب نے جو یہہ فقرہ از طرف مرزا صاحب لکھا ہے کہ لیلۃ القدر سے جسکا ذکر قران مین ہے ۔ رات
مراد نہین ۔ یہہ محض افترا ہے جو عبارت فتح اسلام سے نقل کی ہے اُس کو بالکل نہین سمجھا وہ عبارت
یہہ ہے ۔ اِس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہہ رات نہین ہے
یہہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے ۔ **اقول** ۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متکلم کی مراد
یہہ ہے کہ اِس زمانہ کا نام جو لیلۃ القدر رکھا گیا ہے وہ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے اور معنی حقیقی کا انکار
نہین کیا گیا بلکہ نفی مندرجہ فقرہ (مگر درحقیقت یہہ رات نہین ہے) اسواسطے ہے کہ لیلۃ القدر کے جو
معنے یہان پر کئے گئے ہین وہ حقیقی نہین کیونکہ یہہ زمانہ درحقیقت رات نہین ہے آگے رہا
جمع بین الحقیقت والمجاز کا مسئلہ سو اِسکے نسبت جب مکفر صاحب منع پیش کرینگے اس وقت جواب اُسکا
دیا جاویگا بالفعل صرف یہہ گذارش ہے کہ قرآن مجید کیواسطے یہہ مسئلہ تو مسلم ہے کہ لکل ظہر بطن ولکل حد
مطلع ۔ ولا تنقضی عجائبہ ۔ جسطرح آپ کو ظہر اور بطن کے جمع کرنے کی صورت مین جواب منع
دینی کی ضرورت پڑیگی وہی جواب ہماری طرف سے بھی بالفعل تصور کر لیوین ۔ اور معالم التنزیل
مین لکھا ہے وقال سعید بن المسیب من شہد المغرب والعشاء فی جماعۃ فقد اخذ بحظہ
من لیلۃ القدر ۔ اِس اثر مین وقت قلیلہ ما بین مغرب و عشاء کو لیلۃ القدر مجازاً کہا گیا اسی طرح
پر اگر دوسرے زمانہ طویلہ کو مجازاً لیلۃ القدر کہا جاوے تو کیا محذور لازم آتا ہے خصوصاً جبکہ یہہ
لحاظ بھی کیا جاوے کہ لیلۃ القدر کا یوم بھی اُسی کا تابع ہو کر لیلۃ القدر مین شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ
تفسیر کبیر مین لکھا ہے المسئلۃ السادسۃ اختلفوا فی ان ہذہ اللیلۃ ہل تستتبع الیوم قال
الشعبی نعم یومہا کلیلتہا ولعل الوجہ فیہ ان ذکر اللیالی یستتبع الایام ومنہ اذا نذر
اعتکاف لیلتین الزمناہ بیومیہما قال تعالی وہو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ ۔ عظیم پھیلا یا ہوا اور پھر ہر ایک مسلمان صادق الایمان کو اُسکے
مقابل ابتدائی نزتن مین حجت اور برہان سے غلبہ بھی حاصل ہوا ہو تا کہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم ۔ اور فامرأ حجیج نفسہ
صادق آوے یہہ فقرات اصل مسیح کے نازل ہونیکو بالکل نفی کرتے ہین بلکہ ان فقرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت کشف
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کا موجود ہونا ثابت تھا فقط اُس کے غلبہ اور ظہور مین تردد تھا جب ہی تو آنحضرت

ای لیوم یخلف لیلته وبالضد - اور پہر دوسرا یہہ بھی لحاظ کیا جاوی کہ ابتداء نزول قرآن مجید کا لیلۃ القدر سے شروع ہوا ہی اور بعثت کا شروع بھی رمضان شریف مین ہی ہوا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی المسئلہ الثالثۃ ان قیل ما معنی انہ انزل فی لیلۃ القدر مع العلم بانہ انزل نجوما قلنا فیہ وجوہ احدھا قال الشعبی ابتدأ بانزالہ لیلۃ القدر ولان البعث کان فی رمضان - پس اندونون لحاظ سے کل زمانہ بعثت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بسبب عدم انقطاع بعثت ورسالت کے بطور استعارہ لیلۃ القدر ہو گیا کیونکہ لیلۃ القدر جو لیلۃ القدر ہوئی ہے اسکو صرف اسی شرف سے یہہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ اُس ہی نزول قرآن مجید اور رسالت اور بعثت رسول مقبول صلعم شروع ہوا ہے پس چونکہ جناب رسالتمآب کی بعثت تو کبھی منقطع ہوئی ہی نہین تو جو شرف شبقدر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور بعثت سے حاصل ہوا ہی وہی شرف کل عصر رسالت اور بعثت کو ملا جسکے ساتھہ قسم کہانا اللہ تعالی کا والعصر مین موجود ہے فعصرہ صلعم قد اخذ بخطہ من لیلۃ القدر پس جبکہ یہہ قول نصوص شارع علیہ السلام سے مستنبط بھی ہو سکتا ہے اور کشفی طور پر بھی معلوم ہوا ہے اور شرعی کوئی نص اُس کے مخالف ور معارض بھی نہین تو ادنے درجہ اُس کا یہہ ہوا کہ حکم مین سنت تقریری کے ہے - معہذا حضرت مرزا صاحب اس معنی لطیف کے لینے مین متفرد بھی نہین ہین اکثر متصوفین محققین کے نزدیک لیلۃ القدر کے یہہ معنی بھی ہین جو حضرت مرزا صاحب پر مکشوف ہوئے ہین حکیم است مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وثالثھا مقتضی الشریعۃ المکتوبۃ علیھم فکما یعرف المنجم ان الکواکب اذا کان لھا نظر من النظرات حصلت روحانیۃ ممتزجۃ من قواھا متمثلۃ فی جزء من الفلک فاذا نقلھا الی الارض ناقل احکام الفلکیات اعنی القمر انقلبت خواطرھم حسب تلک الروحانیۃ فکذلک یعرف العارف باللہ انہ اذا جاء وقت من الاوقات تسمی فی الشرع باللیلۃ المبارکۃ التی فیھا یفرق کل امر حکیم حصلت روحانیۃ فی الملکوت ممتزجۃ من احکام نوع الانسان ومقتضی ھذا الوقت

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ صلعم نے ابن صیاد پر بھی دجال ہونیکا گمان کیا اور ہمیشہ اوسکے دجال معہود ہونیکا خوف کرتے رہی اور حضرت جابر نے قسم کہا کر کہا کہ ابن صیاد دجال معہود ہی اور پھر اپنی قسم کے ثبوت پر حضرت عمر فاروق کی قسم پیش کی اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہایا کرتے تھے کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے اور آنحضرت صلعم نے انکار نفرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا

يترشح من هنالك الالهامات على اذكى خلق الله يومئذ وعلى نفوس تليه في الذكاء
بواسطته ثم يلهم سائر الناس قبول تلك الالهامات واستحسانها ويؤيد ناصرها
ويخذل معاندها ويلهم الملائكة السفلية الاحسان بمطيعها والاساءة الى عاصيها
ثم يصعد منها الوان الى الملأ الاعلى وخطيرة القدس فيحصل هنالك رضى وسخط

حاصل ترجمہ - یعنی تیسری صورت جزا و سزا کی یہہ ہے کہ وہ مقتضی ہوتے ہی اُس شریعت
کی جو اُن پر فرض کی گئی ہے - پس جیسا کہ منجم پہچانتا ہے کہ جب ستارون کے لئے کوئی نظر اور
وضع خاص اوضاع مین سے پیدا ہوتی ہے تو ایک قسم کی روحانیت اُنکی قوی سے ملی ہوئی پیدا ہوجاتی
ہے جو کسی فلک کے جزو مین صورت پکڑتی ہے پس جبکہ چاند جو احکام فلکیات کا ناقل ہے اُس امر روحانی
کو زمین کی طرف نقل کرتا ہے تو اُس امر روحانی کے موافق تمام خیالات لوگون کے پلٹ جاتے ہین - اسیطرح
عارف باللہ بھی اسبات کو پہچان لیتے ہین کہ جب ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جسکا نام شرع شریف مین شب مبارک ہے جسمین بڑے
بڑے کام محکم فیصل کئے جاتے ہین تب عالم ملکوت مین ایک امر روحانی پیدا ہوتا ہے جو احکام نوع
انسان سے ممتزج ہوتا ہے تب اُس وقت کے مقتضی کے بموجب جو شخص کہ خلق اللہ مین اُس
عصر اور زمانہ مین ذکی تر ہوتا ہے اُسپر ملأ اعلی سے الہام نازل ہونے لگتے ہین اور جو نفوس ذکاوت
اور صفا مین اُسکے قریب قریب ہوتے ہین بواسطہ اُس ذکی کے اونپر بھی الہامات کا سلسلہ
شروع ہوجاتا ہے پھر باقی آدمیونکو اُن الہامونکی قبول کرنیکا اور اچھا سمجھنے کا الہام ہونے لگتا ہے
اور اُس شخص ذکی کی مدد کرنے والا تائید کیا جاتا ہے اور معاند اُس کا ذلیل کیا جاتا ہے اور ملائکہ
سفلی کو الہام ہوتا ہے کہ اُسکے فرمانبردار کے ساتھ احسان کیا جاوے اور اس کے نافرمان کے ساتھ
برائی کیجاوے اور پھر ملائکہ سفلی سے طرف ملأ اعلی کے یہہ رنگ صعود کرتا ہے وہان پر بھی یہہ رضا
اور سخط دونون پیدا ہوتے ہین انتہی - دوسری جگہ اسی حجة اللہ مین لکھا ہے ثم لما جاء بعض
القرانات المقتضية لتغير الدول والملل قضى بوجود روحاني اخر لتلك العلوم
فصادفت مشروحة مفصلة بحسب ما يليق بتلك القرانات واليها الاشارة في

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ - والله ما اشك ان المسيح الدجال ابن صياد رواه
البیہقی وابو داؤد - اور نیز حضرت صلعم قصداً ابن صیاد کے دیکھنے کو لئے بھی تشریف لے گئے تھے وغیرہ وغیرہ
انه شاب قطط عينه طافية كاني اشبهه بعبد العزى بن قطن - **ترجمہ** تحقیق وہ دجال جوان ہے اور اُسکی
بال بہت مڑے ہوئے ہین اور آنکھ ابھری ہوئی گویا کہ مین یعنی حالم کشف یا خواب مین عبد العزی ابن قطن کے

قولہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیہا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین ترجمہ پس جبکہ بعض اتصالات فلکیہ ایسے پیدا ہو جاتے ہین جو دولتون اور ملتون کے تغیر کے مقتضی ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے واسطے موجود ہونے دوسری طرح کے امر روحانی کی بنا بر شرح کرنے اُن علوم مجملہ کے پس وہ علوم مشرح اور مفصل ہو جاتے ہین جسطرح کہ مناسب حال اُن قرانات اور اتصالات فلکیہ کے ہوتا ہے اور اِسی طرف اشارہ ہے اِس قول مین اللہ تعالیٰ کے کہ تحقیق اوتارا ہمنے اِس قران کو بیچ رات برکت والی کے تحقیق ہم ہین ڈرانے والے بیچ اُسکے فیصل کیا جاتا ہے ہر کام حکمت والا۔ حکم کر کر نزدیک ہمارے سے تحقیق ہم ہین بھیجنے والے انتہی۔ آگے رہا زمانہ بعثت کسی مجدد کا سو ظلی طور پر سب کا شب مبارک کا موجود ہونا اُس کے واسطے بھی ضروری ہی کیونکہ وہ بھی طفیلی طور پر بعثت الٰہی سے مشرف ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینہا۔ کیونکہ تجدید فہم کتاب اللہ وفہم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر بھی من اللہ نازل ہوتا ہے۔

(۱۵)۔ ایات ذکر سجدہ آدم مین باوا آدم کے طرف سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل کے بجالانا مراد ہے۔

اقول۔ ایہا الناظرین اِس قول کو بھی مکفر صاحب نے منجملہ دیگر اقوال کے موجب تکفیر لکھا ہے حالانکہ اِس قسم کی تفسیر متعلق بطون قران مجید صدہا علما ربانیین اپنی تفاسیر اور کتب مین لکھتے چلے آئے ہین۔ اور پھر جبکہ یہہ امر بھی مسلم ہے کہ اولاد اپنے باپ کی وارث ہوا کرتی ہے اور جو فضیلت اصل مین ہوتے وہ فرع مین بھی ضرور ہوتی ہے جب تک کہ وہ ناخلف نہو **قال اللہ تعالیٰ** ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ **ایضاً قال تعالیٰ**۔ ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ تو پس کیا وجہ کہ جو فضیلت حضرت آدم کو عنایت کی گئی وہ خلف صالح اولاد کو

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ - ساتھ اُس کو تشبیہہ دیتا ہون۔ **ف** شرح مشکوٰۃ مین ملا علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے دجال کو خواب یا کشف کی حالت مین دیکھا تھا عالم مثال مین لہذا وقت بیان کرنے اُسکے حلیہ کے لفظ کاَنّی کا فرمایا تاکہ رویت حقیقی نہ سمجھی جاوے۔ بلکہ ایک امر تعبیر طلب معلوم ہو صحاح کی احادیث سے پہلے ہی ہم ثابت کر چکے ہین کہ آنحضرت صلعم کو جو عیسی اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے

نہ کیجاوے اور تمام انبیا اُس سے محروم رہین اور پھر ہمارے رسول مقبول صلعم بھی اُس فضیلت
سے محروم رہین وہو کما تری الیواقیت والجواہر مین لکھا ہو ان الشان الالھی والامر اذا وقع
فے الدنیا لم یرتفع حکمہ الی یوم القیمۃ وقد وقع السجود لادم من الملائکۃ فبقی سجود
ھم لذریتہ خلف کل من صلی الی یوم القیمۃ کما نسی ادم فنسیت ذریتہ وکما
جحد فجحدت ذریتہ وکما قتل قابیل اخاہ ھابیل ظلما فما زال القتل فی بنی ادم ظلما
الی یوم القیمۃ فکل مصل امام للملائکۃ والملائکۃ خلفہ تسجد الی جہتہ - اور پھر
یہہ گذارش ہے کہ جس آیت کی تفسیر مین حضرت اقدس نے یہہ قول لکھا ہو اُس آیت مین باوا آدم کا
ذکر کہان ہے وہ آیت یہہ ہو واذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون
الا ابلیس - آیت ہذا مین صرف لفظ بشر جو ایک لفظ کلی ہے فرمایا گیا ہے نہ ابو البشر ہی نہ
لفظ آدم - ہان البتہ اگر لفظ ابو البشر یا آدم کا ہوتا اور پھر اُس سے صرف انسان کامل و مکمل
ہی مراد لیجاتی تو البتہ یہہ تاویل متعلق تفسیر بطون قران مجید کے ہوجاتی لیکن درصورتیکہ اس آیت
مین لفظ بشر کا جو کلی ہے نہ جزئی موجود ہے تو پھر وہ تفسیر جو حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے
محمول علے ظاہرہ بھی ہے اگرچہ عام جمہور مفسرین ظاہر کے خلاف ہو - اور پھر علاوہ یہہ ہے
کہ اس آیت مین حضرت آدم بھی داخل ہین کیونکہ وہ بھی انسان کامل و مکمل ہین آگے رہا لفظ
من طین تو جیسا کہ حضرت آدم خاکی مانے گئے ہین جملہ نبی آدم خاکی تسلیم کئے گئے ہین ونعم ما قیل

ع	زیبا است خوی آتش اولاد بولہب را	تو ابن بوترابی باید کہ خاک باشی

اور پھر سورہ اعراف مین آپ کیا کرینگے اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم
قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من الساجدین -

تنبیہ - حضرت آدم کا قصہ معہ قصہ ابلیس کے قرآن مجید مین سات جگہ مذکور ہوا ہے اول
سورہ بقر مین دوسری جگہ یہی آیت ہے سورہ اعراف مین تیسری سورہ حجر مین چوتھی سورہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ - ہین وہ اکثر مکاشفات تعبیر طلب تھے چنانچہ صحیحین مین ہے عن عبد اللہ
بن عمر ان رسول اللہ صلعم قال اُرانی اللیلۃ عند الکعبۃ فرایت رجلا ادم کاحسن ما انت راء
من ادم الرجال لہ لمۃ کاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلھا فھی تقطر ماء متکا علی عواتق رجلین یطوف
بالبیت فسالت من ھذا فقالوا ھذا المسیح بن مریم قال ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین

بنی اسرائیل مین پانچوین سورہ کہف مین چھٹی سورہ طہٰ مین ساتوان مقام سورہ صٓ
مین ہے مگر اس آیت مین ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ سوال یہہ ہے کہ یہہ قول اللہ تعالےٰ کا
ولقد خلقناکم ثم صورناکم باواز بلند کہہ رہا ہے کہ اس خطاب کے مخاطب ہم ہین اس کے
بعد اللہ تعالی فرماتا ہے ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم اور ظاہر ہے کہ کلمہ ثم واسطے تراخی
کے آتا ہے پس متبادر ظاہر نظم قران مجید سے یہہ ہے کہ سجود ملائکہ کا حضرت آدم کے واسطے
بعد ہمارے خلق وتصویر کے واقع ہو لیکن یہہ تو بموجب قصہ آدمؑ کے لحاظ کے واقع کے
خلاف ہے اسی واسطے مفسرین کا اس سوال کے جواب مین اختلاف ہے بعض نے تو یہہ جواب
دیا ہے کہ خلقناکم سے مراد یہہ ہے کہ خلقنا اباکم اور صورناکم سے بھی یہی مراد ہے
کہ صورنا آدم - بعد اُسکے ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم تا کہ معنی درست ہوجاوین مگر
یہہ جواب شاید آپکے نزدیک پسندیدہ نہو کیونکہ اسی قسم کی تاویل حدیث لا یکن بینی وبینہ
نبی وانہ نازل مین ہماری طرف سے کیجاتی ہے تو آپ اوسکو قبول نہین کرتے - اور بعض نے
اس سوال کا جواب یہہ دیا ہے کہ خلق کے معنے لغت مین تقدیر اور اندازہ کرنیکے بھی آتے
ہین اور تقدیر اللہ سے مراد اُس کا علم ہے ساتھ اشیا ممکنات کے اور اُسکی مشیت واسطے
خاص کرنے ہر ایک شئے کے ساتھ مقدار معینہ اُس شئے کے پس خلقناکم سے مراد یہہ ہوئی کہ
تمہارا احداث ہمنے مقدر کیا - اور صورناکم سے مراد یہہ ہو وے کہ لوح محفوظ مین تمہاری
صورتین جو قیامت تک ہونے والی ہین اُنکو ثابت اور مصور کیا جیسا کہ روایتون مین آیا ہے
کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اکتب ما ہو کائن الی یوم القیمۃ خلاصہ یہہ ہے کہ خلق سے مراد
تقدیر اور حکم الہی اور مشیتہ اُس کی ہے اور تصویر سے مراد اثبات صور تو تھا لوح محفوظ مین -
مگر یہہ تاویل اس آیت مین ہمکو کچھ مضر نہین کیونکہ اس تاویل مین کوئی امر ایسا موجود نہین
کہ جو معنی حضرت مرزا صاحب نے آیت مندرجہ ذیل مین لئے ہین اُسکی مخالف اور معارض ہو
اور اگر آپ ہماری تاویل صحیح کو تسلیم کرلیوین تو کوئی شبہ اور سوال آیت مذکورہ مین پیدا

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۹ - الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ کاشبہ من رأیت من
الناس بابن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجلین یطوف بالبیت فسالت من ھذا فقالوا ھذا المسیح
الدجال متفق علیہ اس حدیث کی شرح مع ترجمہ پہلے مذکور ہو چکی ہے مگر اسقدر اور گذارش ہو کہ کتاب وسنت کے محاورات
سے یہہ بات ثابت ہے کہ مومنین مخلصین کو اللہ تعالی نے بالقاب صحیح القوی او لو الابصار اولو الالباب مہتدین سُننے

نہیں ہوتا وہ تاویل صحیح یہہ ہے کہ مراد ایت مین آدم سے عام ہے خواہ آدم ہو یا مثیل آدم اُس کی اولاد مین سے یعنی جو انسان کامل اور مکمل ہو اور خلق و تصویر سے مراد وہی ہو جو مذکور ہوئی تو اس صورت مین کوئی اعتراض اور سوال پیدا نہین ہوتا پس تفسیر اس آیہ کی جو حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے وہی اصح معلوم ہوتی ہے اگرچہ عام مفسرین کے خلاف ہے کیونکہ الحق اکبر منہم مقولہ مسلمہ ہے پس یہہ قول حضرت مرزا صاحب کا جو سلسلہ کفریات مین لکھا گیا ہے یہہ بہت ہی بڑا کفران نعمت اس فیض اور انعام الہی کا ہے جو حضرت مرزا صاحب پر من جانب اللہ نازل ہو رہا ہے اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین

(۱۶) صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہین بلکہ بعض انمین غیر صحیح و موضوع بھی ہین۔

الجواب۔ اسکا جواب شافی اور کافی سابق گذر چکا اپنے محل مین اُسکا ملاحظہ ہو اور کچھہ مختصر جواب آیندہ بھی آتا ہے فانتظرہ۔

(۱۷) آپ اپنے کشف و الہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹھہرا سکتے ہین۔

الجواب اولاً آنکہ جو عبارت مکفر صاحب نے مباحثہ لدھیانہ نمبر (۴) کے حوالہ سے نقل فرمائی نمبر ۴ مین کہین اُس کا پتا اور نشان نہین ہان البتہ یہہ عبارت پرچہ نمبری ۲ مین ہو جو ہے مگر مولویصاحب نے کسیقدر تحریف و تبدیل کر کر لکھی ہے لہذا ناظرین کے روبرو وہ عبارت پیش کیجاتی ہے وھو ہذا۔ آپ خود اپنے رسالہ **اشاعۃ السنۃ** مین لکھ چکے ہین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص ایک صحیح حدیث کو بالہام الہی موضوع ٹھہیرا سکتا ہے۔ اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الہی صحیح ٹہیرا سکتا ہے اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹھہر سکتی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹۔ والے سمجھنے والے عبرت پکڑنے والے یاد فرمایا ہے اور کفار فجار کو بالقاب صم و بکم و عمی و اعمی وغیرہ ارشاد فرمایا ہے کما قال من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ وغیر ذلک من الآیات پس ایسی محاورہ کے موافق دجال کو بھی اعور العین الیمنی وغیرہ فرمایا گیا تو کیا محل استبعاد ہے خصوصاً جبکہ او ممانت

تو پھر کیونکہ ہم ایسی حدیثون کو ہم پایہ قرآن کریم مان لینگے ہان یہہ تو ہمارا ایمان ہو کہ ظنی طور پر
بخاری اور مسلم کی حدیثین بڑی اہتمام سے لکھی گئی ہین - اور غالباً اکثر اُن مین صحیح ہونگی لیکن
کیونکہ ہم ہسبات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین جبکہ وہ صرف
ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر اِنکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین - انتہی
البتہ نمبر ۳ مین بصفحہ ۴۲ یہہ عبارت لکھی ہے - اور آپ نے جو دریافت فرمایا تہا کہ بعض اکابر کا
قول اشاعۃ السنۃ مین کہان ہے جسمین یہہ لکھا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کے
ذریعہ سے صحیح ہو سکتی ہین اور صحیح موضوع ٹھہر سکتی ہین - سو وہ قول ری ویو براہین احمدیہ
کے صفحہ ۳۴۰ مین موجود ہے جسمین آپنے تائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہہ قول
نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت صلعم سے احادیث کی تصحیح کر لیتے ہین بہتیری حدیثین
ایسی ہین جو اِس فن کے لوگون کی نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتیری
حدیثین اُنکے نزدیک موضوع ہین اور آنحضرت صلعم کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین - اب
اگرچہ مین ہسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر ان حکم کا یعنی آپ کا یہی عقیدہ ہے لیکن مین
آپکے قول کے بیان سے سمجھتا ہون بلکہ ہر ایک تدبر کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا
یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہہ امر بکلی آپکے عقیدہ سے باہر تھا تو پھر اُس کا ذکر کرنا بطور لغو ہوتا ہے
جو آپکے شان سے بعید ہے اِنسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر
کرتا ہے وہ یا اپنے مویدات دعوی اور رای کے مد مین لاتا ہے یا اُسکے رد کی غرض سے لیکن
صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنی مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین آپنے بجز اِسکے
اِسی دعوے کی تائید کے لئے ایک بخاری کی حدیث بھی لکھی ہے کہ مُحدّث کا الہام دخل
شیطانی سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ وہان تو آپ نے کھلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اِسی قول کے
حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب تو صرف اسیقدر ہو کہ حدیثین
اگرچہ صحیح بھی ہون لیکن اُن کے صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین الخ - ناظرین پر

بقیۃ حاشیہ صد ۱۲۹ - دجال زقسم رویا ہون بلکہ حقیقی معنی کا یہان پر مراد ہونا نہایت محل استبعاد ہے
کیونکہ شارح علیہ السلام کے یہان عمی ظاہری ہونا یا اعور العین وغیرہ ہونا کچھ عیوب مین داخل نہین ہو - عبس وتولی
ان جاءہ الاعمی - ان اللہ ینظر الی قلوبکم ونیاتکم ولا ینظر الی صورکم واجسامکم او کما قال و لنعم ما
قال المولوی ع مادرون را بنگریم وحال را ٭ مابرون را ننگریم وقال را ٭ ملا علی قاری وغیرہ نے تحت

واضح ہوا ہو گا کہ حضرت مرزا صاحب نے اِندونون مقامون مین مولویصاحب کو ایسا الزام دیا ہے کہ
وہ مولویصاحب سے ہرگز ہرگز نہین رفع ہو سکتا۔ اب مین بعض عبارات مباحثہ لدھیانہ کے
پرچہای مرزا صاحب سے اسواسطے نقل کرتا ہون تا واضح ہو جاوے کہ مرزا صاحب کا اعتقاد دربارہ
احادیث صحیحہ کے کیا ہے۔ پرچہ اول صفحہ ۱۵ الحق مین لکھا ہے۔ کتاب و سنت کے حجج شرعیہ ہونے
مین میرا یہہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے جس امر مین احادیث نبویہ کے جو معانی
کئے جاتے ہین کتاب اللہ کے مخالف واقع نہون تو وہ معانی بطور حجت شرعیہ کے قبول کئی جاوینگے
ایضاً پرچہ نمبر ۲ صفحہ ۹ مین لکھا ہی لہذا ہمارا یہہ مذہب ہرگز ایسا نہین ہے کہ روایت کے
رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقینی دین جیسا کہ ہم قران کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہین الخ **ایضاً**
صفحہ ۱۰۔ الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین **ایضاً**
مباحثہ لدھیانہ نمبر ۳ صفحہ ۱۷۔ سو مین آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین
کسی حدیث بخاری یا مسلم کو ابھی تک موضوع قرار نہین دیا الخ۔ **ایضاً** صفحہ ۲۱۔ اور میرا مذہب
احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہہ نہین ہے کہ مین خواہ نخواہ اُن کی کسی حدیث کو موضوع
قرار دون۔ بلکہ مین ہر ایک حدیث کو قران کریم پر پیش کرنا ضرور سمجھتا ہون **ایضاً** صفحہ ۲۲۔
مگر اب تک تو مجھکو ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قران
مجھکو ملی ہو جسکی مین کسی وجہ سے تطبیق نکر سکا بلکہ جو کچھ بعض احادیث مین کچھ تعارض پایا
جاتا ہے خداتعالی اُس تعارض کے دور کرنیکے لئے بھی مری مدد کرتا ہے۔ **ایضاً** پرچہ نمبر ۵
صفحہ ۲۲۔ اس لئے میرا مذہب بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث کی نسبت یہی ہے جو مینے بیان
کر دیا ہے یعنی مراتب صحت مین یہہ تمام حدیثین یکسان نہین ہین۔ بعض بوجہ تعلق سلسلہ
تعامل یقین کی حد تک پہنچگئی ہین اور بعض بہ باعث محروم رہنے کے اِس تعلق سے ظن کی حالت
مین ہین۔ لیکن اسحالت مین مین حدیث کو جبتک قران کے صریح مخالف نہو موضوع قرار نہین
دیسکتا۔ **ایضاً** صفحہ ۳۹۔ میری اُس تمام کلام کا ہرگز یہہ مطلب نہین ہے کہ مینے فیصلہ کے طور پر کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹۔ جملہ شاب قطط کے لکھا ہی کہ اسمین اشارہ ہے اسپر کہ وہ غیر ابن صیاد کے ہی یا اشارہ ہے
اسپر کہ وہ محروم ہے سفیدی و وقار سے مین کہتا ہون کہ اسی معنی کیطرف اشارہ کرتی ہے یہہ حدیث کہ الشباب شعبۃ من
الجنون۔ آگے رہا لفظ قطط کا سو وہ اپنی حقیقی معنے پر بھی محمول ہو سکتا ہے کیونکہ یہود مین اکثر قطط الشعر ہوتے ہین و للاکثر
حکم الکل علاوہ یہہ کہ شرح قاموس وغیرہ مین تصریح کی ہے کہ لفظ قطط عام ہی موئے کوتاہ اور سخت مرغول کو بالا

حدیث مسلم یا بخاری کو موضوع قرار دیدیا ہے بلکہ میرا مطلب صرف تناقض کو ظاہر کرنا ہے اور
یہہ دکھلانا ہے کہ اگر تناقض کو دور کیا جاوے تو دونون طور کی حدیثون مین سے ایک کو
موضوع ماننا پڑے گا۔ **ایضاً** اگر کسی حدیث کو مخالف قران ٹھہراؤن اور آپ اُس کو موافق
قران کرکے دکھلادین تو مین اگر فرض کے طور پر اُسکو موضوع ہی قرار دون تب بھی عند
التطابق اپنے مذہب سے رجوع کرلونگا **ایضاً** مین آپ پر اپنا اعتقاد بار بار ظاہر کرتا ہون کہ مین
صحیح بخاری اور مسلم کی حدیثون کو یون ہی بلاوجہ ضعیف اور موضوع قرار نہین دیسکتا
بلکہ میرا اُنکی نسبت حسن ظن ہے۔ **ایضاً** صفحہ ۸۹۔ میرا مقتدا اللہ جلشانہٗ کا کلام ہے اور
پھر اُسکے رسول کا کلام۔ یہہ ہی مذہب حضرت قدس کا دربارہ صحت احادیث صحیحین وغیرہ کے
اِن سب عبارات کے دیکھنے سے ناظرین کو واضح ہوا ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب احادیث صحاح
خصوصاً احادیث صحیحین پر کیسا اعتقاد رکھتی ہین اور یہی قول محققین علماء حدیث کا ہے امام
نووی صاحب مقدمہ صحیح مسلم مین لکھتے ہین۔ وهذا الذی ذکره الشيخ فی هذه المواضع
خلاف ما قاله المحققون والاکثرون فانهم قالوا احادیث الصحیحین التی لیست
بمتواترة انما تفید الظن فانها احاد والاحاد انما تفید الظن علی ما تقرر ولا فرق
بین البخاری ومسلم وغیرهما فی ذلك وتلقی الامة بالقبول انما افادنا وجوب العمل
بما فیهما وهذا متفق علیه فان اخبار الاحاد التی فی غیرهما یجب العمل بها اذا صحت
اسانیدها ولا تفید الا الظن فکذا الصحیحان وانما یفترق الصحیحان وغیرهما
من الکتب فی کون ما فیهما صحیحا لا یحتاج الی النظر فیه بل یجب العمل به مطلقا و
ما کان فی غیرهما لا یعمل به حتی ینظر ویوجد فیه شروط الصحیح ولا یلزم من اجماع
الامة علی العمل بما فیهما اجماعهم علی انه مقطوع بانه کلام النبی صلعم وقد اشتد انکار
ابن برهان الامام علی من قال بما قاله الشیخ وبالغ فی تغلیطه۔ اور شرح مسلم الثبوت
مین لکھا ہے ابن الصلاح وطائفة من الملقبین باهل الحدیث زعموا ان روایة الشیخین

بقیہ حاشیہ صہ ۱۲۹۔ یوروپین عورتین بال کترواتی ہین اور کوتاہ مو ہوتے ہین آگے یہین نساء یوروپین سرون
کے بال نہین کترواتین تو وہ سخت مرغول ہوتی ہین۔ بخلاف رجال اہل اسلام کے کہ اُنکے سرون کے بال اکثر کانون کے
لو تک یا کندھون تک ہوتے ہین مگر یوروپین کی حرص سے اب تھوڑے زمانہ سے بعض نوجوان بھی اپنے سرون کے بال
کترواڈالتے ہین۔ مگر کسی شخص نے کسی یوروپین کو نہ دیکھا ہوگا کہ اُسکے سر کے بال کندھون تک لٹکتے ہون اِس قطع النظر ہونا

محمد بن اسمعیل البخاری ومسلم بن الحجاج صاحبی الصحیحین یفید العلم النظری
للاجماع علی ان للصحیحین مزیة علی غیرهما وتلقت الامة بقبولهما والاجماع
قطعی وهذا بهتان فان من راجع الی وجدانه یعلم بالضرورة ان مجرد روایتهما
لا یوجب الیقین البتة وقد روی فیهما اخبار متناقضة فلو افاد روایتهما علما
لزم تحقق النقیضین فی الواقع وهذا ای ما ذهب الیه ابن الصلاح واتباعه بخلاف
ما قاله الجمهور من الفقهاء والمحدثین لان انعقاد الاجماع علی المزیة علی غیرهما
من مرویات ثقات اخرین ممنوع والاجماع علی مزیتهما فی انفسهما لا یفید و
لان جلالة شانهما وتلقی الامة بکتابیهما لو سلم لا یستلزم ذلک القطع والعلم فان
القدر المسلم المتلقی بین الامة لیس الا ان رجال مرویاتهما جامعة للشروط التی
اشترطها الجمهور بقبول روایتهم وهذا لا یفید الا الظن واما ان مرویاتهما
ثابتة عن رسول اللّٰہ صلعم فلا اجماع علیه اصلا کیف ولا اجماع علی صحة
جمیع ما فی کتابیهما لان رواتهما منهم قدریون وغیرهم من اهل البدع وقبول
روایة اهل البدع مختلف فیه فاین الاجماع علی صحة مرویات القدریة
غایة ما یلزم ان احادیثهما اصح الصحیح یعنی انها مشتملة علی الشروط المعتبرة
عند الجمهور علی الکمال وهذا لا یفید الا الظن القوی هذا هو الحق المتبع ولنعم
ما قال الشیخ ابن الهمام ان قولهم بتقدیم مرویاتهما علی مرویات الائمة الاخرین
قول لا یعتد به ولا یقتدی بل هو من تحکماتهم الصرفة کیف لا وان الا
صحیة من تلقاء عدالة الرواة وقوة ضبطهم واذا کان رواة غیرهما عادلین
ضابطین فهما وغیرهما علی السواء لا سبیل للتحکم بمزیتهما علی غیرهما الا تحکما
والتحکم لا یلتفت الیه فافهم - ناظرین پر ان سب عبارات کے پیش نظر کرنے سے یہہ
بات ثابت ہوگئی ہوگی کہ حضرت مرزا صاحب کو محبت اور رعایت احادیث صحاح کی بہ نسبت

بقیہ حاشیہ صد ۱۲۹ - یوروپین کا بہرحال ثابت ہے۔ قولہ فمن ادرکہ منکم فلیقرأ علیہ فواتح
سورة الکهف وفی روایة فلیقرأ علیہ بفواتح سورة الکهف فانها جوارکم من فتنته - یعنی جو شخص تم میں سے
دجال کو پاوے تو چاہیے کہ اسکے روبرو سورہ کہف کی پہلی آئتیں پڑہے کہ اسمیں اُسکے فتنہ سے امان ہے۔ ف
اسمیں بھی آنحضرت صلعم نے پادریان نصاریٰ کیطرف اشارہ فرمایا ہے اور لایات فواتح سورہ کہف لکھی جاتی ہیں۔

اِن علماء محدثین و مجتہدین کے کسقدر زیادہ ہے اور مکفر صاحب کا جو افترا تہا وہ بھی سب
کہل گیا ہوگا۔ والحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ

(۱۸) حدیث صحیح (بخاری و مسلم کی کیون نہو) یہہ شان و وقعت نہین رکھتی کہ وہ قران کریم
کی مفسر و مبین ہو سکے اور قصص و اخبار و واقعات ماضیہ کے بیان مین بیان قران پر زیادتی کر سکے

اقول یہہ عبارت بھی بطور عنت ربوا اور لا تقربوا الصلوۃ کے مکفر صاحب نے نقل فرمائی ہے
لہذا اس دہوکے کا ظاہر کرنا بھی ضروریات سے ہے اولا مین چند عبارتین مباحثہ لدہیانہ نمبر ۷
سے نقل کرتا ہون تاکہ ناظرین پر ہویدا ہو کہ وہی مکفر صاحب کی بخوبی منکشف ہوجاوے۔ صفحہ
۷۷۔ اگر سلسلہ تعامل کی حدیثون کے روسے کسی حدیث کا مضمون قران کے کسی خاص
حکم سے بظاہر مغایر معلوم ہو تو مین اُس کو تسلیم کر سکتا ہون کیونکہ سلسلہ تعامل کی حدیثین
حجت قوی ہین اور قران کو معیار ٹھرانے سے سلسلہ تعامل کی حدیثین مستثنیٰ ہین۔ الی قولہ
اور اگر اُن کے ذریعہ سے کچھ زیادت تعلیم قران پر ہو تو اُس سے مجھے انکار نہین۔ صفحہ ۳۵
اب اِن تمام مجامع سے جو قران کریم اپنی نسبت بیان فرماتا ہے صاف اور صریح طور پر ثابت
ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقاصد عظیمہ کی آپ تفسیر فرماتا ہے اور اُسکی بعض آیات بعض کی تفسیر
واقع ہین یہہ نہین کہ وہ اپنی تفسیر مین بھی حدیثون کا محتاج ہے بلکہ صرف ایسے امور جو سلسلہ
تعامل کے محتاج تھے وہ اسی سلسلہ کے حوالہ کردی گئی ہین اور ماسوا ان امور کے جسقدر امور ہیے
اُن کی تفسیر بھی قران کریم مین موجود ہے ہان باوجود اِس تفسیر کے حدیثون کے ردی بھی عوام
کے سمجھانیکے لئے جو لائمہ کی گروہ مین داخل ہین زیادہ تر وضاحت کے ساتھہ بیان کردیا گیا
ہے لیکن جو اِس امت مین الا المطہرون کا گروہ ہے وہ قران کریم کی اپنی تفسیرون سے
کامل طور پر فایدہ حاصل کرتا ہے الخ۔

افسوس کہ مکفرین نے ایک فقرہ بھی ایسی عبارتون کیطرف التفات نہین کیا اور بطریق اجمال اختیار کر کر
رجما بالغیب و راندہا و ہندا اپنی اپنی مواہیر فتوای کفر پر ثبت کردی ہین اور بٹالوی صاحب نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹۔ قال اللہ تعالی۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم
یجعل لہ عوجا قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحت ان لہم اجرا حسنا
ماکثین فیہ ابدا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لہم بہ من علم ولا لابائہم کبرت کلمۃ تخرج من
افواہہم ان یقولون الا کذبا فلعلک باخع نفسک علی اثارہم ان لم یؤمنوا بہذا الحدیث اسفا۔

کچھ خوف اللہ تعالی کا نہین کیا اللہ اکبر کیسی کیسی خیانتین اور تحریفات عبارات مین کی گئی ہین
اور پھر وہ اقوال کفریہ قرار دیگئی ہین اُن کے جواب دینے کے کوئی ضرورت نہین ناظرین کو
چاہئے کہ اصل عبارت مرزا صاحب ملاحظہ فرماوین وہی عبارت جواب شافی وکافی ہوجاتی ہے

٥	آفتاب آمد دلیل آفتاب		گر دلیلش خواہی ازوی رو متاب	

والحمد للہ (١٩) نصوص قران وحدیث کو اُنکے ظاہری معانی سے پھیرنا اور اُس سے استعارات
مراد ٹھیرانا جائز ہے بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہین ہوسکتا
الجواب- جواب اِس کا بچند وجوہ ہے- اول آنکہ مراد آپ کی نصوص قران حدیث سے کیا
ہے آیا وہ نصوص جو متعلق احکام او امر ونواہی کے ہین اُن کو حضرت مرزا صاحب اپنے معنی ظاہری
سے پھیرتے ہین اغلب ہے کہ مراد آپ کی اِس اعتراض سے یہی ہے کیونکہ آپنے صفحہ ١٣٠ مین حاشیہ
ذیل لکھا ہے وہو ہذا- باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے جسکا ذکر صفحہ مین آئیگا اِس مقام مین
اُنکی تاویلات کی چند تمثیلات بیان کیجاتی ہین جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد
اور اُس کی اتباع کی تاویلات اِسی قسم کی تاویلات ہین اور سب کا طریق ایک ہے ملاحدہ سبعیہ کا
یہہ مذہب ہے کہ وضو سے امام وقت کی دوستی مراد ہے اور زکوۃ سے تزکیہ نفس اور کعبہ سے ذات
نبی علیہ السلام اور صفا مروہ سے امامین حسن حسین علیہما السلام اور احتلام سے افشائے اسرار امام وقت
اور غسل سے امام وقت کی جناب مین دوبارہ عہد وبیعت کرنا اور جنت وغیرہ وغیرہ اسیطرح ملاحدہ
باطنیہ کی یہہ راے ہے کہ روزہ نماز حج زکوۃ خلفاء ثلثہ کے من گھڑت احکام ہین اور روزہ

بقیہ حاشیہ- **ترجمہ**- سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اُتاری اُوپر بندے اپنے کے کتاب اور نہ
کی واسطے اُس کے کجی درآن حالیکہ وہ قائم رکھنے والی ہے دین کو تو کہ ڈراوے عذاب سخت سے پاس اُس کے سے اور بشارت
دے ایمان والون کو جو عمل کرتے ہین اچھے یہہ کہ واسطے اونکے ہے ثواب نیک رہنے والے بیچ اُسکے ہمیشہ اور ڈراوے اون لوگون
کو کہ کہتے ہین پکڑی ہے اللہ نے اولاد نہین اُن کو ساتھ اُس کے علم اور نہ باپون اُن کی کو بڑی بات ہے جو نکلتی ہے
مونہون اُنکے سے نہین کہتے وہ مگر جھوٹ پس شاید کہ تو ہلاک کرنے والا ہے جان اپنی کو اُن کے پیچھے اِس سے کہ نہین
ایمان لاوین وہ ساتھ اِس بات کے مارے غم کے انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا وانا
لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا ترجمہ تحقیق ہمنے کیا ہے جو کچھ اُوپر زمین کے ہے زینت واسطے اُس کے تو کہ ازماوین اُن کو
کہ کونسا اُن مین سے بہتر ہے عمل مین- ثانیاً ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے جو بوقت غلبہ وظہور قوم دجال کے اِن آیات
کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو اُس مین چند نکتے ہین اول تو یہہ نکتہ ہے کہ یہہ سورۃ مشتمل ہے اصحاب کہف کے قصہ پر جو واقعہ

رمضان خاص عسکری ہے ملاحدہ منصوریہ وغیرہ کہتے ہین کہ جنت سے امام وقت اور دوزخ سے اُسکو دشمن مراد ہین جیسے ابوبکر و عمر وغیرہ وغیرہ جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد مین اِن فرقون کو باین عقل وشعور نہایت غلبہ اور کمال تسلط حاصل تھا جسکے بعد انہون نے ایک عالم کو گمراہ کیا دانشمندون کو ایک قسم کی عبرت حاصل ہونیکا مقام ہے - انتہی بلفظہ - ایہا الناظرین یہہ ہے اصل الاصول بواعث تکفیر مرزا صاحب کا اور باقی جسقدر اعتراض ہین وہ سب اِسی اعتراض کے جزئیات اور فروعات مین اور شواہد یا تمثیلات اسی تقریر سے مرزا صاحب نیچری قرار دیے گئے ہین اِسی سے ملحد و زندیق اسی سے دجال اِسی سے کافر اکفر وغیرہ وغیرہ کہائے گئے ہین - اب مین بہت ادب سے بخدمت علماء مکفرین عرض کرتا ہون کہ تاویلات کذا یہہ متعلق مسائل احکام اوامر و نواہی (یعنی وضو نماز زکوۃ روزہ حج صفا مروہ احتلام غسل وغیرہ وغیرہ) آپ صاحبون نے کس رسالہ مین دیکھین ایا فتح اسلام مین یا توضیح المرام مین ازالہ اوہام مین یا اعلام الناس مین اگر ان فرائض اور واجبات اور احکام کی تاویل وتحریف اُن معنون سے جو جمہور اہل اسلام مین عہد رسالت مآب صلعم سے آج تک متواتر چلے آتے ہین آپ صاحبون نے کہین دیکھی ہو - اور کسی حکم کو احکام مذکورہ سے حضرت مرزا صاحب نے یا اِس عاجز نے اپنے معنی حقیقی ظاہری متواترہ اور متوارثہ سے پھیرا ہو تو ازبرائے خدا اس کا پتا اور نشان دیا جاوے - اور تصحیح نقل بھی کر دیجاوے کہ اِس صورت مین یہہ عاجز آپکے ہاتھ پر توبہ کرنے کو موجود ہے

بقیہ حاشیہ ایمان کو جامع ہو یعنی جسکا ایمان کامل ہو اُسکو اعدا سے امن کلی ہو جاویگی اور تمام اشیاء سے بھی اُسکو غنا تام حاصل ہوگی اور کرامات عجیبہ بھی اس سے ظاہر ہو مینگے جیسا کہ اصحاب کہف کو یہہ سب امور حاصل ہوئے ہین اس حکم مین آنحضرت صلعم کا یہہ اشارہ ہوا کہ جہانتک ہوسکے اصحاب کہف کی طرح ہر مومن کو اُس فتنہ دجالیہ کے وقت استقامت اختیار کرنے چاہئے کیونکہ اِس صورت مین اُن کی استقامت اور کمال ایمان کا ذکر ہے جو ایک کافر بادشاہ کی ظلم سے ڈر کر ایک غار مین جا چھپے تھے - **نکتہ** دوسرا یہہ ہے کہ اُس وقت زمانہ ظہور دجال مین ایسی کتابون کا فتنہ بہت ہوگا جنمین کجی بھری ہوئی ہوگی اور بسبب تحریفات لفظیہ اور معنویہ کے دین حقہ کے قائم رکھنے والے نہونگی لہذا تم اُن کتابونکی طرف ایک نقطہ بھر بھی التفات نکیجیو بلکہ اِس نعمت عظیمہ کا شکر بجا لائیو کہ تمہارے واسطے ایک ایسی کتاب کامل اور مکمل اللہ تعالی نے نازل کی ہے کہ اُس مین کسی طرحکی ٹیڑہ اور کجی نہین ہے اور تمہاری دین کی قیم اور تھامنے والی ہے اور پڑہو کہ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا قیما - یہہ دو صفتین اِس کتاب کی اِس طرح فرمائی گئین ہین جیسا کہ اول سورہ بقر مین ارشاد ہوا ہے کہ لا ریب فیہ ھدی للمتقین صفت اول تو اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ فی نفسہ کامل ہے اور

اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ جو حسن عقیدت اور حسن ظن رکھتا ہے اس صورت مین اگر وہ بھی توبہ نکریگا
تو اُنسے بھی دست بردار ہو جاویگا اور حضرت مرزا صاحب کی حسن عقیدت سے دست بردار ہو کر
اپنے توبہ اور رجوع کا اشتہار بھی شایع کر دیویگا ۔ واللہ علی ما اقول شہید اور اگر آپ اس الحاد
اور زندقہ کا نشان اور پتہ ہماری کسی کتاب یا رسالہ مین آپ ندے سکے اور ثبوت سے بالکل عاجز رہے
توپھر آپ پر ضرور ہے کہ اِس تکفیر سے توبہ کرین اور پھر توبہ کرین اور اگر اسپر بھی توبہ نکروگے تو یاد
رکھو کہ مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء
بہ احدھما او کما قال اور نیز فرمایا ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا
فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ اور اگر آپ
کہین کہ ہمنے تسلیم کیا کہ تمنے احکام اوامر اور نواہی مین کوئی تاویل اور تصریف نہین کی لیکن اور بہت
جگہ تاویل بیجا اور مجاز اور استعارات سے کام لیا ہے باوجودیکہ جمہور کا یہہ مسئلہ مانا ہوا ہے کہ النصوص
تحمل علی ظواہرھا ۔ تو اُسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ سب سے پہلے اِس قسم کے مسائل مین آپ صاحبوں
نے ایسی تاویل کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تاویلات صحیحہ کے مقابلہ مین وہ محض تحریف
کلام الٰہی معلوم ہوتی ہے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ کی مصداق ہے اور قواعد عربیہ
اور محاورات قران مجید اور احادیث سے نہایت دور اور بعید ہے ۔ مثلا ایک لفظ
توفی کا ہی ہے جو بمعنی قبض روح کے آتا ہے اور تمام قران مجید اور تمام احادیث مین لفظ تَوَفِّی[1]
کے معنے موت اور قبض روح کی ہے آئی ہین لیکن آپ یہہ معنی حقیقت شرعی کتاب وسنت کے
ہرگز نہین لیتے اور اگر لیتے ہو تو نظم قرانی کو اسقدر تحریف کرتے ہو کہ وہ ہرگز جائز و درست نہین

بقیہ حاشیہ صفحہ دوم اُسکی کمیل ہونیکی طرف اشارہ ہے یعنے یہہ کتاب تمہاری تمام مصالح دینوی اور مقاصد دینی
کے تھامنے والی ہی بس ہوتی اِس کتاب کے تکو نہ کتب قوانین دینوی کی حاجت ہی اور نہ کتب عہد عتیق وجدید یعنی بیبل کی
اور نہ تمام فلسفہ جدیدہ کی کتابون کی ۔ الحاصل یہہ سبات کیطرف ایک اشارہ لطیفہ ہے کہ اُسوقت مین انواع واقسام کی ہزارون
کتابین شایع ہونگی تم کسیکی طرف ایکدفعہ بہر التفات مت کیجیو کیونکہ نہ وہ ایسی کتابین ہین کہ اُن مین کسی طرح کی کجی نہو
اور نہ وہ مقاصد دین ودنیا کے تھامنے والی ہونگے ۔ نکتہ تیسرا ۔ لفظ عبد کا جو انزل علی عبدہ مین فرمایا گیا ہے وہ اِس بات
کی طرف اشارہ ہے کہ بڑی فضیلت رسول کی یہہ ہے کہ عبدیت مین اُسکو کمال ہو نہ جسطرح پر وہ دجال حضرت عیسی رسول کی نسبت
الوہیت کا قائل ہوگا جسکے سبب حضرت عیسی سے بازپرس کی گئی کہ انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ
نکتہ چوتھا ۔ جس غرض کیواسطے یہہ کتاب غیر ذی عوج اور لا ریب فیہ نازل فرمائی گئی ہے اُس غرض اور فایدہ

[1] [illegible] یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی [illegible]

نکتہ دوسرا ۔ نکتہ پہلا ۔

کبھی کہتے ہو کہ جملہ رافعک الی - جملہ انی متوفیک پر مقدم ہے جب کہا جاتا ہو کہ مدعا تمہارا اب
بھی حاصل نہین ہوا کیونکہ اس تقدیم و تاخیر سے لازم آتا ہے کہ جب حضرت عیسی علی نبینا علیہ السلام
اللہ تعالی کیطرف رفع کیئے گئے تو اللہ تعالی کے پاس وفات ہوئی ہوگی کیونکہ بعد رفع کے اس صورت
وفات کا ہی ذکر ہے نزول علی الارض کا تو یہانپر کہین ذکر بھی نہین اسکے جواب مین ایک ور دوسرا
فقرہ نظم قران مجید مین زیادہ کرتے ہو یعنی یا عیسی انی رافعک الی ثم منزلک علی الارض
ثم متوفیک وغیرہ وغیرہ اور اگر کہو کہ ہمکو اس تاویل اور تصریف یا تحریف کی ضرورت بنا بر
توفیق بین الاحادیث وکتاب اللہ ہے اسواسطے قران مجید مین یہہ تقدیم تاخیر کرتے ہین کہ موافق
احادیث کے ہوجاوے تو بھی جواب ہماری طرفسے کیون نہین قبول کرتے باوجودیکہ ہماری تاویل
صحیحہ واجب القبول ہے اور آپ صاحبون کی یہہ تاویل بعیدہ واجب الرد والانکار ہے جس کا
بیان دلائل بینہ سے حصص سابقہ مین ہوچکا بطور نمونہ مختصرا یہہ ہے کہ تمہاری تاویل آیات بینات
اور محکمات مین ہے کہ انکو باوجود محکم ہونیکے متشابہات کیطرف پھیرتے ہو ہماری تاویل صحیحہ صرف
یہہ کہ احادیث متشابہات کو نصوص محکمات قرانیہ کیطرف صرف کرتے ہین اور اسکا حکم خود
قران مجید مین موجود ہے ھو الذی انزل علیک الکتب منہ ایات محکمات ھن ام
الکتب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء
الفتنۃ وابتغاء تاویلہ - اس آیت مین اللہ تعالی نے محکمات کو ام الکتاب اسیواسطے
فرمایا ہے کہ جسطرح بچہ بہر حال اپنی ماکیطرف رجوع کرتا ہے اسی طرحپر متشابہات کو ام الکتاب

بقیہ حاشیہ کا بیان اس طرحپر فرمایا گیا کہ مکذبین اس کتاب کو اللہ تعالی کے پاس سے عذاب شدید کی وعید
دیجاوے اور مصدقین اس کتاب کے لئے اجر نیک کی بشارت جسمین وہ ہمیشہ رہینگے اگرچہ انذار دو مفعول کیطرف متعدی
ہوتا ہے جیسا کہ انذرناکم عذابا قریبا مین ہی یہانپر ایک مفعول اولی واسطے فایدہ تعمیم کے حذف کیا گیا اور پھر بطور تخصیص
بعد تعمیم کے جو یہانپر واسطے اظہار غایت درجہ شناعت اور فظاعت قوم دجال کے فرمائی گئی ہے دوبارہ یون ارشاد ہوا کہ وینذر
الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا یہہ قول اللہ تعالی کا پہلے قول یعنی لینذر باسا شدیدا من لدنہ پر معطوف ہے اور چونکہ
معطوف علیہ مغائر ہوتا ہے معطوف سے لہذا اول قول تو عام ہے یعنی کل وہ اشخاص جو مستحق انذار اور سزا اور عذاب کے ہین
ان کے حق مین ہے اور دوسرا قول خاص ہے اس شخص کیواسطے جو اللہ تعالی کیواسطے ولد ثابت کرتا ہو چونکہ بموجب قواعد
علم بلاغت کے تخصیص بعد تعمیم مین کسی قسم کی عظمت ہونی چاہیے لہذا اس تخصیص بعد تعمیم میں یہہ اشارہ ہوا کہ قائلین اتخذ اللہ
ولدا کا کفر نہایت عظیم ہے اور انکا فتنہ بھی بہت بڑا ہے اب چونکہ اتخاذ ولد کے قائل تین گروہ ہوئے ہین اول تو [illegible]

کی طرف رجوع ہونا چاہئے نہ برعکس اسکے اب فرمائے کہ الذین فی قلوبھم زیغ کس کا نام ہوا ہمارا یا آپ کا۔ پہر تمام اہل اصول کا بھی یہی مسئلہ مسلمہ ہے کہ متشابہات کو محکمات کیطرف رد کرنا چاہئے اور تمام سلف صالح کا بھی یہی طریق رہا ہے پس جبکہ آیات متشابہات کا صرف کرنا طرف محکمات کی واجب ہی تو احادیث احاد کو تو بطریق اولے صورت تعارض مین طرف قرآن کی راجع کرنا واجب تر ہوگا انما یرد خبر الاحاد فی معارضۃ القرآن۔ حضرت عائشہ نے حدیث ان المیت یعذب ببکاء اھلہ کو تاول کر کر طرف آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری کے صرف کر دیا سلف مین صدہا نظائر اسکے موجود ہین کہ بمقابلہ محکمات قرانیہ کے احادیث احاد کو درصورت تعارض کے تاول کر کر آیات بینات کی طرف صرف کر دیا گیا ہے اور تمام علماء محققین کا بھی سلک رہا ہے کہ انما یرد خبر الواحد فی معارضۃ الکتب علامہ شوکانی نے بھی ارشاد الفحول مین اس قول کی شرح مین کہ السنۃ قاضیۃ علی الکتب لکھا ہے کہ جو سنت موافق اور مطابق کتاب کے ہے وہی مبین اور مفسر اسکی ہو سکتی ہے نہ وہ جو مخالف اور معارض ہو۔ اور ثانیاً یہہ عرض ہے کہ النصوص تحمل علے ظواھرھا سے کیا مراد ہے آیا یہہ کہ جو معنی حقیقت لغویہ ہون وہی لئے جاوینگے تو اندرینصورت دین اسلام ہے آپکے ہاتھہ سے جاتا رہے گا اور فرقہ ملاحدہ باطنیہ سے بڑھ چڑھ کر آپکا مذہب ہو جاوے گا آپ کو نہین معلوم ہے کہ صلوۃ صوم حج زکوۃ وغیرہ کے لغوی کیا معنے ہین۔ اور اگر آپ کہین کہ شرع اسلام مین جو معنے

بقیہ حاشیہ۔ عرب کہ فرشتون کو بنات اللہ کہتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیوقت مین انکا ظہور بھی تھا اور بعد آنحضرت صلعم کے کالعدم ہو گئی۔ دوسرا فرقہ یہود کا تہا کہ قالت الیھود عزیر بن اللہ لیکن یہہ فرقہ بھی قوم یہود سے بالکل نیست و نابود ہو گیا تیسرا فرقہ نصاری کا جنکا وجود تو عہد رسالتماب صلعم مین کثرت سے تھا لیکن جوش جاہلیت کے فتنہ عظیمہ کا خوف آنحضرت صلعم کو تھا اُس کا ظہور اور غلبہ اُسوقت تک نہین ہوا تہا۔ لہذا آنحضرت صلعم نے ایک نہایت لطیف اشارہ اس طرف فرمایا کہ وہ قائلین اتخاذ ولد سے دجال ہین جب اُنکا ظہور ہو تو تم اپنی کتاب مقدسے اُنکو انذار کیجیو اور اُنکی شبہات اور شکوک کو فواتح سورہ کہف کے آیات بینات سے دفع کر کر اُنکو ساکت اور ملزم کیجیو کیونکہ اُنکے فتنہ سے بچنے کیواسطے آیات فواتح سورہ کہف کی ہی کافی ہو جاوینگی۔ فانھا جوارکم من فتنۃ اور یہہ جو ہمنے تخصیص بعد تعمیم کے لحاظ سے قوم نصاری کے فتنون کو جو اس حدیث کے دجال موعود مین عظیم کہا اس کی تصریح دیگر احادیث مین بھی موجود ہے عن عمران بن حسین قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال

شرعی قرار دئے گئے ہین وہی حقیقت شرعی ظواہر ہین تو پہر بھی بڑی دقت اور دشواری
پیش آویگی کیونکہ صدہا جگہ معانی لغویہ بھی مراد لئے گئے ہین اور ہزارون جگہ معانی عرف
خاص یا عرف عام بھی مراد لئی گئی ہین اور کنایہ مجاز اور استعارات کی تو کچھہ حد ہی نہین
اور آپ صاحبون پر جو اہل علم ہین یہہ بات مخفی بھی نہوویگی مگر واسطے تنبیہ کے چند شواہد
اسکے لکھتا ہون قد قامت الصلوٰۃ کے کیا معنی ہین کیا نماز کوئی شے جسمانیات سے ہے
جو اسکی طرف قیام کی اسناد کی گئی۔ صراط مستقیم تو سیدہی سڑک کو کہتے ہین کیا اھدنا
الصراط المستقیم مین بھی سیدہی سڑکین جو بڑی صفائی اور راستی سے نکالی گئی ہین
مراد ہین ونعوذ باللہ منہ۔ یقیمون الصلوٰۃ کے کیا معنی ہین اقامت لغوی تو یہان
راست اور درست نہین ہوسکتی۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم
غشاوۃ کا بھی معانی حقیقی اور ظواہر پر کیونکر محمول ہوسکتا ہے فی قلوبھم مرض کے
کیا معنی ہین امراض قلب جو مشہور بین الاطبا اور عرف عام مین متعارف ہین ان مین سے
کونسا مرض انکے قلوب مین موجود تھا اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدی
فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین کیا اس آیت کریمہ مین یہہ بیع وشرا اور فائدہ
اور تجارت وہی ہے جو بازارون مین مروج ہے الذین ینقضون عھد اللہ من بعد
میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل۔ یہان پر الفاظ نقض قطع اور وصل کے

بقیہ حاشیہ ۔ دولہ مسلم اس صفت کا مصداق ہونا پادریان نصاری کا حضرت اقدس مرزا صاحب نے
ازالہ اوہام مین اس خوبی سے ثابت کیا ہے کہ کوئی محل شک اور تردد کا باقی نہین رہا دیکھو ازالہ اوہام نکتہ
پانچوان ۔ یہان پروردگار جل وعلا نے اتخاذ ولد کا ابطال دو طرح سے فرمایا ہے اول تو یہہ ارشاد ہوا کہ مالھم بہ
من علم ولا لابائھم مطلب یہہ ہے کہ اتخاذ ولد اللہ تعالی کا عقلاً تو بالکل ممتنع اور محال ہی ہے آگے رہی نقل
اس کی نسبت فرمایا گیا کہ نہ تو خود ان کے پاس اس کا علم ہے اور نہ انگلے اسلاف کے پاس بلکہ فقط انکی زبانی
باتین ہین اور وہ بھی تقلیدی طور پر ایک بڑا افتراء عظیم ہے اور جس مسئلہ کا ثبوت علمی نہو اس کا قائل ہونا بموجب
ولا تقف ما لیس لک بہ علم کے بڑا گناہ کبیرہ ہے جسکی نسبت فرمایا گیا کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔
بلکہ بعض ان کے خود بھی جانتے ہین کہ یہہ مسئلہ جہوٹا ہے اسیواسطے فرمایا گیا کہ ان یقولون الا کذبا کیونکہ
جہوٹ بات تو وہی ہوتی ہے کہ جو واقع کے مطابق نہو اور متکلم بھی اس کو خلاف واقع اعتقاد رکھتا ہو لہذا آنحضرت
صلعم نے جو ارشاد فرمایا کہ فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکھف اسمین یہہ اشارہ ہوا کہ اس دجال کا جو بڑا مسئلہ

جو معنی ظاہری ہین کیا وہی مراد ہین - ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا یہان پر اشترا سے کیا مراد ہے - ضربت علیھم الذلة والمسکنة مین کیا ضرب سے یہی ضرب ظاہری مراد ہے - خذوا ما اتینا کم بقوة مین کیا یہی اخذ ظاہری مراد ہے - نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتب اللہ وراء ظھورھم مین کونسی معنی ہین - صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة سے کونسا رنگ مراد ہے - زرد - سرخ - نیلا - آسمانی - دھانی - بیجنی جیسا کہ حدیث نزول عیسی بن مریم مین جو مہرودتین کے لفظ سے مراد لیا گیا ہے - ینقلب علی عقبیہ سے کیا مراد ہے فاحیا بہ الارض بعد موتہا مین آیا حیات اور موت ظاہری ہی مراد ہین - صم بکم عمی سے کیا ظاہری معنی ہی مراد ہین جیسا کہ اعور العین الیمنی و اعور العین الیسرے ہین مانے گئے ہین - کتب علیکم القصاص سے کیا مراد ہے آیا اُن کے سر ونبر کوئی حکم قلم دوات سے لکھا گیا تھا ھن لباس لکم وانتم لباس لھن سے کونسا لباس مراد ہے - چادرہ لحاف - رضائی - کرتہ - پاجامہ - ٹوپی - حتی یتبین لکم الخیط الاسود من الخیط الابیض سے کیا مراد ہے - فان خیر الزاد التقوی سے یہی ظاہری زاد مراد ہے یا کچھ اور - ولا تتبعوا خطوات الشیطن سے کیا مراد ہے کیونکہ کسی جگہ پر خطوات شیطانی محسوس نہین ہوتے - نساءکم حرث لکم سے کیا مراد ہے یہی کھیتی جو کاشتکار کیا کرتے ہین - یخرجھم من الظلمات الی النور اور یخرجونھم من النور

بقیہ حاشیہ داخل ایمانیات یعنی اتخاذ ولد ہے اُسکی یہہ کیفیت ہے کہ نہ تو وہ عقل مین آسکتا ہے اور نہ کوئی دلیل نقلی اُسکے واسطے موجود ہے اور نہ اُسکے اسلاف کو اُس کا علم تھا پھر ایسے مسئلہ کا قائل ہونا جس کا علم قطعی نہ عقلا ہو سکے اور نہ نقلا بلکہ قائل بھی اُسکا اُسکو جھوٹ اعتقاد کرتا ہو کیسی بڑی سفاہت اور بیوقوفی کی بات ہے یہی ہے اُسکا اعور العین ہونا پس جبکہ ایسی دجالی فتنون کا خروج ہو تو تم اُسپر سورہ کہف کی فواتح ایات پڑھیو فانہا جوارکم من فتنتہ کیونکہ مقابلہ ان فتن دجالیہ کے صرف ایک مطالبہ بھی کافی ہے کہ ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن -

نکتہ چھٹا - اوس دجال کے وقت مین بسیط ارض پر بڑی بڑی آرائشین اور زینتین بھی ہونگے نباتات کی زینت علیحدہ ہوگی ہزارون قسم کے بوٹیان اور صدہا قسمون کے پھول اور پھل شائع ہو کر زینت اور آرائش زمین کے سبب ہونگے لاکھون قسم کے حیوانات جدید اور حدیث جمع کر کے وہ قوم دجال چڑیا خانے بناوینگے کروڑون قسم کے معدنیات پیدا کر کے عجائب خانہ اُس کے وقت مین طیار ہو وینگے عمدہ عمدہ سڑکین بنین گی غرضکہ انواع کے موالید ثلثہ بھی

نکتہ چھٹا

الی الظلمات سے کیا مطلوب ہے آیا اس آیت مین ظلمات نور اور اخراج محمول علی الظاہری
ہین ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا مین کونسا حمل مراد ہے یہی
جو بطور باربرداری کے گدہے گہوڑو نپر لادا جاتا ہے تولج اللیل فی النہار و تولج النہار
فی اللیل مین کیا ادخال لیل کا نہار مین اور نہار کا لیل مین اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ
ظاہری ایلاج اور ادخال مین ہوا کرتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا سے کیا مراد ہے
آیا کوئی رسّی ظاہری ہے جسکو ہم حبل اللہ قرار دیوین اور پہر اُسکو ہاتھون سے مضبوط پکڑین
وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کی کیا تاویل ہے یا معنی ظاہری ہی مراد
ہین کیونکہ النصوص تحمل علی ظواہرہا مسئلہ مسلمہ ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
مین آیا اسی طرح کا خروج یا اخراج مراد ہے جیسا کہ دجال کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ وہ
ایک ٹاپو مین سے نکل کر آوے گا۔ پہر یہہ خیر الامم کونسی ٹاپو مین بند کئے گئے تہے جو وہان سے
حضرت صلعم کے وقت مین نکالے گئے جیسا کہ حضرت عیسی کے وقت مین دجال نکالا جاویگا
واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم مین کیا عض انامل
اور موت حقیقی ہی مراد ہے کیونکہ النصوص تحمل علی ظواہرہا۔ ان الذین یاکلون
اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا مین بھی کیا بھی نار ظاہری مراد ہے
کیونکہ النصوص تحمل علی ظواہرہا۔ واحضرت الانفس الشح مین بھی ظاہری معنی یعنے حاضر

بقیہ حاشیہ۔ زینت اور آرایش زمین کی اُسکو وقت مین ہو دیگی۔ مطلب یہہ ہے کہ فتن شہوات کے
اسباب بہی لاکہون اور کروڑون زمین پر پیدا ہوکر سبب اُسکی زینت کا ہو جاویگی جو اللہ تعالے کے ذکر سے بہلانے
والے ہین اور دوسری طرف عقاید باطلہ اور زائفہ کا جو (شبہات ہین) زور و شور کل بسیط الارض پر ہووے گا
اس کثرت فتن دجالیہ مین ایسا نہووے کہ تم فتن شہوات اور شہوات مین پہنسکر ذکر اللہ اور آخرت سے
غافل ہو جاؤ اللہ تعالی کو بہولجاؤ کتاب اللہ کی اس قسم کی آیات بہی پڑہتے رہیو لا تلہکم اموالکم ولا
اولادکم عن ذکر اللہ خصوصاً سورہ کہف کی فواتح آیات پڑہکر تمام فتن دجالیہ سے بچیو اور یہہ خوب سمجہ
لیجیو کہ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا۔ یعنی یہہ سب فتن شہوات اور
شبہات واسطے ابتلا اور امتحان کے ہوینگے نہ اسواسطے کہ تم اُنمین بہہ تن منہمک ہوکر فتن دجالیہ مین گرفتار ہو جاؤ
نکتہ ساتوان ان فتن دجالیہ سے باوجود کثرت اُنکی کے تہارا صرف اجتناب کرنا اور کتاب اللہ
پر غور اور تدبر کرنا خصوصاً سورہ کہف کے مضامین کو پڑہنا بالکل ایسا ہے جیسا کہ اصحاب کہف کا غار مین خلوت

نکتہ ساتوان

حسی مراد ہے۔ فقطع[۲۳] دابر القوم الذین ظلموا مین لفظ قطع اور دابر سے کیا وہی معنی مراد مین جو ظاہر ہین[۲۴] امن کان میتا فاحیناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس مین حیات اور موت کے کیا بھی معنی ظاہری مراد ہین[۲۵] من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی مین کیا بھی ظاہری اعمی مراد ہے۔ [۲۶] انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا فھی الی الاذقان فھم مقمحون وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشیناھم فھم لا یبصرون ان سب صفات ظاہری کے ساتھ آنحضرت صلعم کیوقت مین یا کسی اور وقت مین کون کون کفار موجود تھے جیسا کہ دجال کافر ان سب اوصاف ظاہریہ کے ساتھ متصف اب تک ایک ٹاپو مین بند ہے[۲۷] سنسمہ علی الخرطوم مین کیا ہاتھی کی سونڈ مراد ہے۔ النصوص تحمل علی ظواہرھا پر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین کسی کافر کا پتہ بھی لگایا ہے جسکے ناک بالکل ہاتھی کی سونڈ ہو۔ ہان خوب یاد آیا کہ مسائل متنازعہ فیہا مین اتنی خیر ہوگئی کہ دجال کافر کی ناک کیواسطے آنحضرت صلعم نے سونڈ کا لفظ بطور استعارہ کے استعمال نہین فرمایا اور نہ اُس کے گدہے کیواسطے کوئی سونڈ بطور کنایہ یا مجاز کے فرمائے۔ ورنہ حضرات مکفرین سے کیا امید تھی کہ جب تک کوئی کافر صاحب خرطوم نہوتا یا جب تک کہ کوئی گدھا سونڈ والا نہ ملتا آپ کب تسلیم کرتے ایک لفظ حمار اقمر مین ہی ہزارون مشکلات پڑی ہوئی ہین کیونکہ النصوص تحمل علی ظواھرھا۔ [۲۸] سقناہ لبلد میت مین بلد میت سے کیا مراد ہے اور سوق کے کیا معنی ہین

بقیہ حاشیہ۔ اختیار کرنا کیونکہ تم تو خیر الامم ہو اور تم کو یہہ بھی حکم ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام صرف عجائبات دجالیہ سے تمہارا اعتزال ہی غار مین خلوت اختیار کرنیکی برابر ہی پس جیسا کہ اصحاب کہف پر ہماری رحمت نازل ہوئی تھی ویسی ہی مصورت تمہارے اعتزال کے ان فتن سے سکینت اطمینان اور رحمت کا نزول ہماری طرف سے تم پر ہوویگا۔ فانہا جوارکم من فتنتہ اور اس حکم قراءت فواتح سورہ کہف مین ایک اشارہ لطیفہ اسطرف بھی ہوا کہ اُسوقت مقاتلہ اور جہاد نہووے گا صرف قرات فواتح کہف سبب کافی امن وامان کا ہوجاویگا **نکتہ آٹھوان** صرف اصحاب کہف کا قصہ ہی ہماری مخلوقات مین عجیب نہین ہے بلکہ عہد دجالیت مین ایسی ایسے عجائبات ہم پیدا کرینگے جو انکے قصے سے بھی زیادہ تر عجیب ہونگے۔ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا یعنی کیا جانا تو نے کہ تحقیق اصحاب غار اور اصحاب رقیم تھے نشانیون ہماری سے ایک تعجب کی بات **نکتہ نوان**۔ یہہ اصحاب کہف بھی قوم مسیحی سے تھے اور جو بادشاہ کافر و مشرک دقیانوس نامی اس وقت کا تھا وہ بھی اصل مین نصارا ہی تھا۔ کما فی معالم التنزیل اس مناسبت کیوجہ سے بھی آنحضرت صلعم نے فواتح

نکتہ آٹھوان

نکتہ نوان

[illegible] ... ماکان حجتھم الا ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین ۔ قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ لا ریب فیہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون

ولما سقط فی ایدیہم۔ ان مشرکین کے ہاتھون مین کونسی چیز ساقط کی گئی تھی لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ مین بھی کیا وہی ہلاک وحیات جو منجملہ ظواہر کے ہی مراد ہے یا کچھ اور ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ۔ اس آیت مین گوشت برادر مردہ کا کہانا فرمایا گیا ہے آیا یہہ محمول علے الظاہر ہی ہے اگرچہ اہل کشف کو تو یعنی حقیقی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ روایات مین آگیا ہے مگر یہان پر تو کلام بخطاب عوام و علماء اہل افکار ہے نہ بخطاب اہل مکاشفات فامشوا فی مناکبہا۔ زمین کے وہ کندہے کہان ہین جو متعارف ہین پہر معنی ظاہری عرفی کیونکر مراد ہو سکتے ہین جیسا کہ حضرت عیسی کی نسبت (جبکہ وہ آسمان کے اوپر سے دو آدمیون کے کندہون پر اپنے دونون ہاتھ ٹیکے ہوئے اترینگے) اعتقاد کیا گیا ہے۔ اور یہان پر ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے کہ کسی روایت مین تو لفظ رجلین کا آیا ہے اور کسی مین لفظ ملکین کا اگر ملکین کو محمول رجلین پر کرکر یہہ مراد لیجاوے کہ ان رجلین کو ہی باعتبار صفات روحانیت کے ملکین کہا گیا ہے تو اب ان دونو رجلین کے واسطے جب وہ حضرت عیسی کو آسمان سے اتارینگے چار رجل اور ضرور چاہئین وعلی ہذا القیاس یا دور لازم آوے گا یا تسلسل وکلاہما باطلان۔ وجعلنا سراجا وہاجا کیا یہی سراج ہے جسکو چراغ کہتے ہین جو رات مین روشن کیا کرتے ہین اور بتی اور تیل وغیرہ کی بھی اسمین ضرورت پڑتی ہے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک۔ کیا یہہ آیت بھی محمول علے الظاہر ہے

حاشیہ۔ سورہ کہف کے پڑہنے کا حکم فرمایا اسمین ایک اشارہ لطیفہ یہہ بھی ہوا کہ اسی قوم نصاری سے کچھ لوگ ایمان بھی لے آوینگے وہ تو مثل اصحاب کہف کے ہو وینگے اور جو کافر و مشرک رہینگے انہین کا فتنہ دجالی فتنہ ہووے گا کہ وہ اپنی قوم کے مومنین کو نہایت درجہ کی تکلیف پہنچا وینگے جیسا کہ دقیانوس نے پہنچائی تھی۔

نکتہ دسوان

دسوان نکتہ۔ تب اس وقت مین سب مومنین کو جو دعا فواتح سورہ کہف مین موجود ہے پڑہنا ضروری ہوگا ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا یعنے ای رب ہمارے دی ہمکو پاس اپنے سے رحمت اور طیار کر واسطے ہمارے سب کامون مین ہماری بھلائی اور راہ یابی۔ یہہ دعا طلب کرنا فتنہ دجالیہ مین اسواسطے مناسب ہوا کہ اس قوم کے خزانے اور اس کے ہزارون قسم کے اسباب و سامان و ہزارون قسم کے طلسمات اور نیرنجات کو دیکھکر مومن کا دل فریفتہ نہو جاوے کیونکہ اللہ تعالی کے پاس سارے خزانے آسمانونکے اور زمینون کے موجود ہین وللہ خزائن السموات والارض تو مومن کو یہہ دعا کرنا ان فتن دجالیہ مین اسواسطے مناسب ہوا کہ ای مالک الملک مین انکے انواع انواع کے شہوات اور شبہات سے بہاگ کر تیری رحمت کی کہف مین

ہے۔ فامہ ھاویہ کیا یہان پر اُم کے معنی وہی ہین جو ظاہری ہین۔ تبت یدا ابی لھب کیا اپنے حقیقی معنے پر ہی محمول ہے یا یہان پر کوئی مجاز بھی ہے کتب فی قلوبھم الایمان مین کیا وہی کتابت ہے جیسا دجال کیواسطے ک ف ر مکتوب مانا گیا ہے یا اور کچھ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا مین آیا وہی باربرداری مراد ہے جو ظاہر اور متعارف ہے ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا مین کونسا قرض مراد ہے آیا وہی جسکا داد وستد بطور متعارف ظاہر و باہر ہو رہا ہے ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط۔ اس آیہ مین اللہ تعالی نے کفار کو حضرت نوح اور حضرت لوط کی بی بی جیسا قرار دیدیا۔ وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأۃ فرعون۔ ایضا ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین ان آیات مین اللہ تعالے نے تمام مومنین کو فرعون کی بی بی جیسا فرمایا اور مریم صفت بھی ارشاد کیا۔ یہان پر ایک بڑی دشواری پیدا ہوئی کہ فرعون کی بی بی جیسا جو فرمایا تو اُس مین کوئی ہرج نہین ہوا مگر یہہ بڑی دقت واقع ہوئی کہ مریم صفت بھی فرمادیا ابتو تمام مومنین کاملین کی اولاد جو مومنین کاملین ہونگے ابن مریم ہوگئی۔ یہان پر صرف ایک ہی مومن نے اپنے تئین ابن مریم کہا تھا جپر فتوے تکفیر کے طیار ہوگئے تھے اب کس کس کے واسطے یہہ فتوہائے تکفیر لکھے جاوینگے۔ اور سنو کلام مجید کی سورتونکے نام جو رکھے گئے ہین

بقیہ حاشیہ ۔ داخل ہوا ہون تو اپنے پاس سے ہمکو خزانے ہدایت اور معرفت کا اور دینے جبر اور رزق کے اور کہف امن من الاعداء رحمت فرما۔ اس دعا مین لفظ من لدنک خزائن رحمت الہیہ کے عظمت کی طرف دلالت کرتا ہے کیونکہ اُنکے پاس سے جب ہمکو رحمت اور رشد ملجاوے تو پھر ہمکو اُنکے کسی سامان دینی اور اسباب دنیوی کے ضرورت نہین ہے کہ اُس کی تحصیل کیواسطے ہم اپنی تمام عمر کو اُن فنون انگریزیہ مین صرف کرین کہ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی ہمکو ملے تو بھی وہ فنون اپنی تکمیل کو نہ پہنچے سے این ہم رفت وآن ہم رفت + وپے جانان جان ہم رفت + وتلک عشرۃ کاملۃ۔ اب ہم فواتح ایات کی تفسیر کو اس دعا پر ختم کرتے ہین۔ ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا امین ثم امین۔ انہ خارج خلۃ بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یا عباد اللہ فاثبتوا۔ **ترجمہ** ۔ تحقیق وہ دجال نکلنے والا ہے اُن راستون سے جو درمیان شام اور عراق کے ہین پس فساد ڈالیگا وہ داہنی طرف بھی اور فساد ڈالیگا بائین طرف بھی اے اللہ کے بندو تم ثابت رہیو **ف** اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اُسکے خارج ہونیکی جانب اور سمت ارشاد فرمائے کہ وہ کدھر سے نکلے گا۔ مطلب یہہ ہے کہ لوگ

ہنین معلوم جو صاحب النصوص تحمل علی ظواہرہا کے ایسے قائل ہین کہ مجاز اور استعارات کو نہین ملنتے وہ ان اسما سور مین کیا کہین گے۔ سورہ بقر سورہ آل عمران۔ نسا مائدہ انعام۔ اعراف۔ انفال۔ توبہ۔ یونس۔ ہود۔ یوسف۔ حجر۔ ابراہیم۔ نحل۔ بنی اسرائیل۔ کہف۔ مریم۔ حج۔ مومنون۔ شعرا۔ نمل۔ روم۔ احزاب۔ سبا۔ صافات۔ زمر۔ شوریٰ۔ زخرف۔ دخان۔ جاثیہ۔ احقاف۔ محمد۔ حجرات۔ ذاریات۔ طور۔ قمر۔ حدید۔ حشر۔ ممتحنہ۔ صف۔ جمعہ۔ طلاق۔ قلم۔ نوح۔ تحریم۔ معارج۔ مزمل۔ مدثر۔ قریش۔ وغیرہ وغیرہ۔ قران مجید کی سورتون کے نام مین۔ النصوص تحمل علی ظواہرہا۔ کہان چلا گیا۔ ولقد جعلنا فی السماء بروجا جلالین مین لکھا ہے۔ اثنا عشر۔ الحمل۔ والثور۔ والجوزا۔ والسرطان۔ والاسد۔ والسنبلہ۔ والمیزان۔ والعقرب۔ والقوس۔ والجدی۔ والدلو۔ والحوت۔ کیا الحکم النصوص تحمل علی ظواہرہا کے یہہ بروج اثنا عشر اور اُنکے اسما اپنے معانی ظواہر پر ہی محمول ہین۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک کی تفسیر بھی کیا محمول علی الظاہر ہی ہے۔ واحلل عقدۃ من لسانی مین عقدہ کے معنی ظاہری کیا ہین ان ھذا اخی لہ تسعۃ وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیہا وعزنی فی الخطاب قال لقد ظلمک بسوال نعجتک الی نعاجہ۔ اس آیہ مین ننانوے ازواج حضرت داؤد کو دنبیان فرمایا گیا اور ایک دنبی اوریا کی بی بی کو کہا گیا۔ افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالہا۔ اس آیت مین قفل سے کیا مراد ہے

بقیہ حاشیہ - حجاز سے شمال و غرب کی جانب نکلیگا کیونکہ بابین شام و عراق کا حجاز سے سمت شمال و غرب واقع ہے اور ظاہر ہے کہ ملک یورپ بھی جزیرہ عرب سے خصوصاً حجاز سے طرف شمال کے واقع ہے۔ کما لا یخفی علی اہل الجغرافیہ اور عاث یمینا و عاث شمالا۔ تو اب بخوبی ثابت اور صادق ہے ایک سر مو اُس مین تجاوز اور تفاوت نہین رہا۔ اور یادریان یورپ نے شمال و غرب کے جانب سے جو باعتبار حجاز کے ہے خروج کر کر چہار دانگ عالم مین وہ فساد دین برپا کیا ہے کہ کسی فرقہ باطلہ نے آجتک ایسا فساد دین برپا نہین کیا تھا اور حدیث مین مراد فساد سے فساد دینی ہی ہے نہ فساد دنیاوی اور وہ قتل اور خون ناحق اور ظلم و تعدی وغیرہ کے قال اللہ تعالی۔ ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ اس فساد کو تحت مین تاکیداً فرمایا گیا کہ اے بندو اللہ کے تم ثابت رہیو حاجت تاکید کی اسواسطے ہوئی کہ اب اُسکا فساد بڑھ چلا یعنی شرقاً ہند کے اطراف مین پھیلنا شروع ہوا اور غرباً افرقہ و امرکہ مین ابتدا اُسکی ہونے لگی مگر ابھی تک انتہا درجہ کو نہین پہنچا۔

الحاصل یہہ تو چند نظائر مذکور ہوئے ہین جنمین کہین استعارہ ہے کہین معنے عرفی خاص مراد ہین کہیجگہ معنی عرفی عام کہیجگہ حقیقت شرعی اور کہیجگہ حقیقت لغوی وغیرہ وغیرہ مراد لی گئی ہے۔ اور مجاز و استعارات اور کنایات کا استعمال کلام اللہ اور کلام الرسول مین اسقدر ہے کہ جس صفحہ بلکہ جس سطر سطر قران مجید پر نظر ڈالو تو مجاز اور استعارات سے خالی نپاؤگے۔ پہر النصوص تحمل علے ظواہرہا کے مراد اگر یہی ہے جو آپکے خیال مین ہے تو ان سب نظائر مذکورہ وغیر مذکورہ کی نسبت آپ کیا جواب دینگے۔ جو قرینہ صارفہ اپنے معنے خیالی ظواہر سے آپ نظائر مذکورہ مین قائم کرین اُس سے اعلے درجہ کا قرینہ قویتر جو آپکے معنی خیالی ظواہر سے صارف ہو ہم سے لے لیوین۔ الحاصل جبکہ کلام عرب عربا مین استعارات اور کنایات نہونگے تو اُس کلام مین بلاغت کب ہو سکتی ہے وہ تو مصداق اِس مثل شعری کا ہوجاتا ہے کہ ؎

دندان تو جملہ در دہانند
چشمان تو زیر ابروانند

خصوصًا کلام اللہ مین جسکی بلاغت حد اعلی اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اگر یہہ صنائع بدائع بلاغت کی اُسمین موجود نہونگی تو پہر اعجاز کیونکر ہوگا حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اوتیت جوامع الکلم۔ ہان البتہ یہہ مسلم کہ مخالف محاورات لسان عرب مجریہ ایام جاہلیت و مستعملہ عہد مبارک بعثت و رسالت و متداولہ زمانہ خیر القرون اور نیز مخالف علم تاویل الاحادیث کے جسکا ذکر فضیلت عنقریب آتا ہے اگر کسی آیت یا حدیث سے مراد لی جاوے تو وہ خلاف ظواہر ہے ورنہ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ

بقیہ حاشیہ۔ جو ضرورت کسی مجبوری کی ہو اسیواسطے فرمایا گیا کہ یا عباد اللہ فاثبتوا۔ تنبیہ اور کچھ بعید نہین ہے کہ مابین الشام والعراق خشکی کا راستہ بہی کوئی نکالا جاوے کیونکہ شروح مشکوۃ مین لکھا ہے۔ ای طریقا واقعا بین الشام والعراق واصلہ الطریق فی الرمل وقیل الروایۃ بالحاء المہملۃ و نصب الثاء بلا تنوین وھی موضع قلنا یا رسول اللہ وما لبثہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ و سائر ایامہ کایامکم یعنی کہا ہمنے یا رسول اللہ دجال کے زمین مین ٹہرنیکی کتنی مدت ہے تو جواب مین ارشاد ہوا کہ چالیس دن ایک دن ایک برس جیسا ہوگا اور ایک دن مانند ایک مہینے کے اور ایکدن مانند ایک ہفتہ کے اور باقی ایام تمہارے جیسے دن ہونگے ف سابق ہم شروح مشکوۃ وغیرہ سے لکھ چکے ہین کہ یہہ بطور استعارہ کے فرمایا گیا ہے کہ دجال کے فتنہ کیوقت مین مومنین صادقین پر ایسے مصیبت ہوگی کہ ایک ایک دن ایک سال کے برابر معلوم ہوگا اور پہر کم ہوتے ہوتے اپنے اصلی مقدار پر معلوم ہونے لگے گا۔ اور یہہ کوئی نیا استعارہ نہین ہے ہر زبان مین لمبے دنون سے مراد تکلیف اور مصیبت کے دن ہوتے ہین اور پہر رفتہ رفتہ صبر پیدا ہوجانے سے وہی لمبے دن

مقامے وارد۔ دیکھو تفسیر تبصیر الرحمن وغیرہ هو الذی انزل علیك یا مظهر العزة والحكمة الالهیة الكتب الجامع الذی لا یاتی جمعیته مع اختصاده الا ان یجعل بعض الفاظه محتملا لوجوه كثیرة لكنه لعزته جعلها بحیث تفضی الی احتمالات توقع فی الضلال لكن جعل للتحفظ عنها الفاظا لا تحتمل الا وجها واحدا فكان منه ایات محكمات لا تحتمل الا وجها واحدا هن ام الكتب ای الاصل الذی مرجع معانیه عند الاشكال فیها الیه واخر متشابهات تحتمل وجوها بعضها من العلوم الخفیة وبعضها كفر او بدعة ویتمیزان بالرد الی المحكمات وفیه رد علی نصاری نجران اذ تعلقوا بقوله تعالی وكلمته القاها الی مریم وروح منه فدخلوا فی جملة فاما الذین فی قلوبهم زیغ ای میل الی كفر او بدعة فیتبعون ما تشابه منه ای الوجه الذی تشابه فیه الحق والباطل ابتغاء الفتنة ای طلب الایقاع فی الكفر او البدعة او ایهام التناقض وابتغاء حصر تاویله فیما یناسب رایهم الفاسد وما یعلم تاویله علی سبیل الحصر الا الله والراسخون فی العلم لما راوا الوجوه الكثیرة فی تاویله ومنها ما یودی الی الكفر والبدعة او التناقض لم یروا الحصر ولم یردوا هم الی ما یودی الی المحذور بل یقولون امنا به علی ما اراد من تلك الوجوه او غیرها ولا محذور فیها اذ كل من المحكم والمتشابه من عند ربنا العزیز الحكیم

بقیہ حاشیہ معمولی دن معلوم ہونے لگتے ہین۔ اور دوسری حدیث مین یہہ بھی آیا ہے کہ قیامت کے قریب برس مہینے کی مانند ہوجاوینگے اور مہینے ہفتوں کی مانند اور ہفتہ ایکدن کی مانند اور ایکدن ایکساعت کی مانند یعنے بسبب کثرت اسباب سامان دنیاوی کے اور اشغال کثیرہ کے دن بہت ہی چھوٹے معلوم ہونگے۔ شراح حدیث ان دونون حدیثونکے بھی تاویل لکھ چکے ہین۔ مگر اگر یہہ دونون قسم کی حدیثین اپنے ظاہر پر رکھی جاوین تو بڑا تعارض پیدا ہوتا ہے خصوصا جبکہ اسمار بنت یزید کی حدیث بھی پیش نظر ہو کہ دجال چالیس برس تک زمین مین ٹھہرے گا اور ایکسال ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک مہینا ایک ہفتہ جیسا اور ایک ہفتہ ایکدن کی مانند اور ایکدن ایسا ہوگا کہ ایک تنہ کھجور کے درخت کا آگ مین ڈالکر جلا دیوین۔ فقط۔ تو اب یہہ تعارض کیونکر رفع ہوسکتا ہے جب تک کہ ہی مسلک استعارہ کا اختیار نکیا جاوے۔ قلنا یا رسول الله فذلك الیوم الذی كسنة ایكفینا فیه صلوة یوم قال لا اقدروا له قدره یعنے کہا ہمنے یا رسول اللہ اسدن جو برس کی مانند ہوگا کیا ہمکو ایکدن کی ہی نمازین کافی ہونگی تو آپ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ یہہ بات نہین ذکو اندازہ کرو اسی ایکدن کے برابر۔ اس جملہ کے معنے شراح حدیث جو یہہ لکھتے ہین

متن حدیث

فلا يبعد ان يرد البعض الى البعض ولا يمكن رد المحكم الى المتشابه اذ لا يحتمل الا وجها
واحدا وما يذكر الوجوه الكثيرة مميزة من المحذور الا اولو الالباب اى بواطن
العلوم الى اخره - ثالثاً یہہ عرض ہے کہ آپکے پاس کیا دلیل ہے اس دعوی پر کہ تمام پیشین
گوئیون مین خصوصاً رویا اور جملہ مکاشفات نبویہ مین تمام الفاظ ان معانی ظاہریہ پر محمول ہونگے
جن کو آپ ظواہر سمجھ رہے ہین جبکہ ہم صدہا شواہد اس قسم کے پیش کر سکتے ہین جنمین معانی ظاہری
ہرگز ہرگز کسی اہل علم نے امت مین سے مراد نہین لئی یا ذکر وان شواہد کو جو ازالہ اوہام اور
حصص اعلام الناس وغیرہ مین مذکور کئے گئے ہین - اور پھر نظر ثانی کرو امثال عرب پر کہ اُسکو ایک
لغت ہی نیا پاؤگے جو علم تاویل الاحادیث کا ہی اصل الاصول قرار دیا گیا ہے منتخب الکلام
ابن سیرین مین لکھا ہے - وانہ ایضا یحتاج الی معرفة امثال الانبیاء والحکماء وانہ یحتاج
ایضا الی اعتبار اخبار رسول اللہ صلعم وامثالہ فی التاویل کقولہ خمس فواسق وذکر الغراب
والحداءة والعقرب والفارة والکلب العقور وقولہ فی النساء ایاک والقوارير وقولہ
المراة خلقت من ضلع ویحتاج العابر ایضا الی الامثال المبتذلة کقول ابراهيم لاسمعیل
غير اسكفة الباب اى طلق زوجتك وقول المسيح وقد دخل على مومسة يعظها
انما يدخل الطبيب على المريض يعنى با الطبيب العالم وبالمريض المذنب الجاهل وقول
لقمان لابنه بدل فراشك يعنى زوجتك وقول ابى هريرة حين سمع قائلاً اخرج الدجال

بقیہ حاشیہ صفحہ - کو (نہین بلکہ نماز کے وقتون کے مقدار پر اندازہ کر لیا کرنا) یہہ کئی وجہہ سے خلاف
معلوم ہوتے ہین اول اُنکہ لہ اور قدرہ مین ضمیر مذکر کی ہے اُس کا مرجع مونث یعنی صلوۃ کیونکر ہو سکتا ہے - دوسری
یہہ کہ متفق علیہ احادیث سے جو متعلق معراج کے ہین یہہ بات ثابت ہے کہ حکم پچاس نماز و نکا جو رات دن مین تھا
وہ تخفیف ہو کر صرف پانچ نمازین رہگئی ہین اور اوقات معینہ کو نماز کیواسطے مقرر فرمایا گیا ہے - کہ ان الصلوة كانت
على المومنين كتابا موقوتا - اگر وہ معنی لئے جاوین تو اوقات نماز کے بدستور سابقہ موقوت اور معین نہین رہتے
حالانکہ تمام کتاب و سنت صحیحہ سے انکا موقوت اور معین ہونا ثابت ہے اور کسی کتاب حدیث یا فقہ مین زمانہ دجال کے
نمازون کی شرح اور تفصیل بھی کسی باب مین نہین کی گئی جو زمانہ دجالیہ کی نسبت تخصیص ہالی جاوے اور جبکہ ہماری شرع
اسلام مین ایسے نصوص جنسے زمانہ دجالیہ کے اوقات صلوۃ کی زیادت پنجوقتہ سے شب و روز مین ثابت ہو موجود نہین ہین
تو اس صورت مین اجتہاد شرعی بھی اسبات کو نہین چاہتا کہ ایک دن مین مثلاً برس بھر کی نمازین (۱۸۰۰) پڑھی جاوین
اندرینصورت وہ معنی اس جملہ کے ٹھیک نہین معلوم ہوتے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب

فقال کذبہ کذبہا الصیاغون یعنی الکذابین انتہی موضع الحاجۃ - الحاصل بہت سچ فرمایا حضرت مرزا صاحب نے کہ خدا تعالی ہمیشہ استعارون سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے اور نیز بہت درست فرمایا حضرت اقدس نے کہ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے اسیوجہ خدا تعالی کی کلام نے بھی جو ابلغ الکلم ہے جسقدر استعارون کو استعمال کیا ہے اور کیسکی کلام مین یہہ طرز لطیف نہین ہے انتہی بلفظہ - ایہا الناظرین ان اقوال پر شیخ بٹالوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کی ہے جو محمول بر اغراض شتی ہے اور باقی سائر علماء قریب ۲۰۰ اسنے بغیر سمجھے بوجھے بلا ضرورت بہ تقلید مولوی صاحب اپنی اپنی مواہیر بقصدیقی اوسپر ثبت کردی ہین یہہ ایسی مثل ہوئی ہے جیساکہ اونٹونکی قطارون مین جب ایک اونٹ پیشاب کرنے لگتاہے توسب کے سب اونٹ بغیر ضرورت کے اوسکی حرص مین پیشاب کرنے لگتے ہین - افسوس ان مکفرین نے یہہ بھی نہین سمجھا کہ اگر النصوص تحمل علی ظواہرہا پیشین گوئیون اور رویا اور مکاشفات سے متعلق ہووے تو لازم آوے کہ بہت سی پیشین گوئیان اور بہت سی رویا مخبر صادق کی نعوذ باللہ جھوٹی ہوجاوینگی واللازم باطل فالملزوم مثلہ اور جبکہ یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ دجال وغیرہ کی پیشین گوئی از قسم رویا ہے تو پھر تعبیر اوسکی بجز عالم ربانی موید من اللہ یا مجدد اور امام وقت کے اور کون کرسکتا ہے کیونکہ تعبیر الرویا و تاویل الاحادیث ایک[1] فضیلت ہے جو خاص ہی ساتھ مجددین اور

بقیہ حاشیہ - قلنا یا رسول اللہ وما اسراعہ فی الارض قال کالغیث استدبرتہ الریح فیاتی علی القوم فیدعوہم فیومنون بہ فیامر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیہم سارحتہم اطول ما کانت ذری واسبغہ ضروعا وامدہ خواصر ترجمہ - یعنی عرض کیا ہمنے یا رسول دجال کا زمین پر کسقدر تیز چلنا ہوگا تو آپ نے جواب دیا کہ مانند بادل کے جسکی پیچھے ہوا ہو پس وہ ایک قوم پر آوے گا اور انکو اپنے مذہب کیطرف دعوت کریگا تو وہ اوسپر ایمان لے آوینگے تب وہ بادل کو حکم کریگا تو بادل مینہہ برساویگا اور زمین کو حکم کرے گا تو زمین گھاس اوگاویگی پس ہوجاوینگے مویشی ان کے خوب فربہ بڑے بڑے کوہان والے اور بھری ہوے پستان والے اور کھینچی ہوئی کوکھون والے - ف یہہ سب اجزا پیشین گوئی مندرجہ حدیث کے متحقق اور واقع ہین یہہ تو ظاہر ہے کہ دجال کے قدمون کے رفتار مین تو اسقدر تیزی ہو ہی نہین سکتی پس اوسکی سواری اسقدر تیز ہوگی جسقدر بادل کہ جسکے پیچھے ہوا تیز ہو جلد چلتاہے مخبر صادق علیہ السلام نے اوسکی سواری یعنی ریلوے کی تصویر کھینچکر بتلادی ریلوے کی رفتار و آواز بالکل ایسی ہی ہوتی ہے جیساکہ بادل سنسناٹے سے چلتاہے اگر کوئی کہے کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ

[1] کما سیاتی بیانہ عنقریب ۱۲ منہ

علمار اہالی کشف کے یہہ فضیلت علمار ظواہر کو کب نصیب ہو سکتی ہے پس یہہ بھی سچ فرمایا حضرت
اقدس نے صرف رسمی اور ظاہری طور پر قران شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور
احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی مین ترجمہ کرکے رواج دینا (اسکے آگے کی عبارت بغرض بطالوی صاحب
نے حذف کردی ہے وہ یہہ ہے) یا بدعات سے بھری ہوئی خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر
مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہہ امور ایسے نہین ہین جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا
جاوے بلکہ موخر الذکر طریق تو شیطانی راہ ہو نکی تجدید ہے اور دین کا رہزن قران شریف اور احادیث
صحیحہ کو دنیا مین پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور مکر اور خوض سے یہہ کام
کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قران کا مورد نہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتین
ہر ایک با علم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہین انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہین یہہ تمام امور خدا تعالے
کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اِس سے بڑھکر نہین اللہ جلشانہ فرماتا ہے لم تقولون
ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون الخ۔ ناظرین ذرہ تکلیف کرکر اُس
عبارت کو جو مولویصاحب نے فتح اسلام کے صفحہ سے نقل کی ہے اصل عبارت فتح اسلام سے مقابلہ
کرین کہ کیا کیا کتر بونت کیا ہے ؎ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد ٭ اور فضیلت علم
تعبیر الرویا کے واسطے آیات ذیل کافی ہین قال اللہ تعالی وکذلک یجتبیک ربک
ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی ال یعقوب کما اتمہا علی ابویک
من قبل ابراھیم واسحاق ان ربک علیم حکیم۔ امام ابن شاہین کتاب اشارات مین فرماتے
ہین۔ منھا قولہ تعالی وکذلک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل الاحادیث

بقیہ حاشیہ ۔ یخرج الدجال علی حمار اقمر ما بین اذنیہ سبعون باعا رواہ البیہقی ۔ **اقول**
چونکہ ہم ثابت کر آئے ہین کہ احوال دجال از قسم رویا اور مکاشفات کے ہے لہذا بطور استعارہ اور تعبیر کے مراد حمار اقمر سے مرکب
اور سواری خوبصورت ہے معہ زینت اور آرایش دنیوی کے واسطے سوار کے تعطیر الانام و منتخب الکلام مین لکھا ہے فاذا
کان الحمار کبیرا فھو رفعۃ وان کان جید المشی فھو فائدۃ الدنیا واذا کان جمیلا فھو جمال لصاحبہ
واذا کان ابیض فھو زین صاحبہ وبہاءہ۔ اور امام ابن شاہین اشارات فی العبارات مین لکھتے ہین الحمیر
البیض عز وجاہ واقبال ومرتبۃ ونعمۃ وسرور وافراح ۔ ایضاً وقال جعفر الصادق رویا الحمیر تووّل
علے عشرۃ اوجہ۔ بخت ودولۃ ونفاذ امر ورياستہ ومال وامراۃ وجاریۃ وفہم وعز واقبال ومرتبہ
اقول پس حدیث یخرج علے حمار اقمر کے یہی معنے ہین کہ دنیا کا بخت و دولت اور نفاذ امر اور ریاست اور اقبال وغیرہ

قال الواحدی ھو تاویل الرویا وقولہ تعالی لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ
قال بعض المفسرین یعنی الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ قال
الشھرزوری فی شرحہ للاربعین حدیثا وکذا زین العرب فی شرحہ للمصابیح ان
مدۃ ابتداء وحی الرسول علیہ السلام الی مفارقتہ الدنیا کانت ثلاثا وعشرین وکانت
ستہ اشھر منھا فی اول الامر یوحی الیہ مناما فھی جزء من ستہ واربعین جزء من جملۃ
ایام الوحی لانہ عاش ثلاثا وستین سنۃ علی اکثر الروایات واوحی الیہ بعد اربعین
سنۃ ومنھا قولہ علیہ الصلوۃ والسّلام من لم یومن بالرویا الصالحۃ لم یومن باللہ
والیوم الاخر ومنھا قولہ علیہ الصلوۃ والسّلام لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قال الرویا
الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ ومنھا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام اصدقکم حدیثا
اصدقکم رویا واذا اقترب الزمان لم تکد تکذب رویا المؤمن انتھی - واللہ
اعلم بالصواب وما توفیقی الا باللہ -

(۲۰) جو شخص آپکو (قادیانی صاحب کو) باین کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانیگا وہ ہلاک
ہوگا اور آگ مین ڈالا جاوے گا اور جس نے آپکو مانا وہ ناجی ہوا -

اقول - اس کے جواب مین صرف ایک آیت لکھی جاتی ہے وقال رجل مومن من آل فرعون
یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم وان یک
کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی

بقیہ حاشیہ - انکو خوب حاصل ہونگے - اور دعوت دین عیسائی کیطرف جو یہہ قوم کر رہی ہے اسکی
اثبات کی کچھہ حاجت نہین - عیان راچہ بیان - بارش کا تجربہ بھی ہندوستان مین چند جگہ ہو چکا اور مینہ بذریعہ
کلونکے چند مقام پر برسا چکے ہین - کلکتہ مدراس وغیرہ مین اسکا تجربہ ہو چکا ہے مگر یہہ سب افعال اس قوم کے بطور
نمونہ کے ہین ورنہ بارش کا ہونا کسیکے اختیار مین نہین بلکہ اُس کا علم بھی سوا اللہ تعالی کے کسیکو نہین دیا گیا -
قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث یعنی تحقیق اللہ تعالی ہی کو ہے علم قیامت کے
آنیکا اور وہی اُتارتا ہے مینہ کو - اور جو اراضی ایسی کلر اور بنجر پڑی ہوئین تھین جنکے مزروعہ ہونیکی کسیکو توقع نہین
تھی اُنکو مزروعہ اور آباد کر دیا فن فلاحت اور زراعت کی دنیا بھر مین اب ایسی ترقی ہوئی ہے کہ کبھی نہوئی ہوگی اس فن
کی تعلیم کے سررشتے اور محکمے قایم کئے گئے ہین جانور اور حیوانات یورپ کے ایسے فربہ اور موٹے تازے ہوتے ہین کہ ویسے
کسی اور ملک مین نہین ہوتے ایک گھوڑے و بیل کو ہی دیکھو کسقدر قد مین دراز اور فربہ اندام اور پر گوشت ہوتا ہے

من ھو مسرف کذاب - اور کہا ایک مرد نے یعنی حزقیل نجار ایمان والے نے لوگون فرعون کے سے کہ چھپاتا تھا ایمان اپنے کو کیا مارے ڈالتے ہو تم ایک مرد کو اسواسطے کہ کہتا ہے پروردگار میرا اللہ ہے اور تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ساتھ دلیلون ظاہر کے پروردگار تمہارے سے اور اگر ہے ہم جھوٹا پس اوپر اسکے ہے جھوٹ اُس کا اور اگر ہے سچا پہنچیگی تمکو بعض وہ چیز کہ وعدہ دیتا ہے تمکو تحقیق اللہ نہین ہدایت کرتا اُس شخص کو کہ وہ حد سے نکلنے والا ہے جھوٹا - ف یعنی اگر جھوٹا ہے تو جیسر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہیگا اور شاید سچا ہو تو اپنے فکر کرو - اے مولویصاحب مین آپ پر اتمام حجت کرچکا ہون اب بھی آپ تکفیر ایک مسلمان کامل الایمان سے باز آئیے اور اپنی توبہ کا اشتہار دیجئے اور اگر آپکی مخالفت اجتہادی ہے تو بھی اس حدیث وخبر کو پیش نظر رکھئے -

عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی وقیل العنہم یا امیر المؤمنین قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بھم العذاب رواہ احمد یعنی شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روبرو اہل شام کا ذکر ہوا اور کہا گیا کہ ای امیر المؤمنین اُنکو لعنت کرو تو آپنے فرمایا لعنت نہین جائز ہے اُنپر کیونکہ مینے سُنا ہے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ شام مین ابدال ہونگے وہ چالیس مرد ہین جسوقت اُنمین ایک مرتا ہے تو اُس کے بدل مین اللہ تعالی

بقیہ حاشیہ - کہ کسی دوسرے ملک کا گھوڑا ویسا نہین ہوتا بلکہ انبو دیگر ممالک کے حیوانات کی نسل عمدہ اور کلان اور فربہ اندام کرنیمین جو مساعی اور کوششین ہو رہی ہین وہ اُس صاحب پر پوشیدہ نہین ہونگی جو دُنیا بھر کے احوال سے ذرہ بھر بھی واقف ہے اِس فن کے بھی حکمی اور سررشتے کلکتہ اور بمبئی وغیرہ مین قائم کی گئی ہین اور یورپ کے حیوانات تو جیسا کہ مخبر صادق نبی امی فداہ ابی وامی نے خبردی ہے کہ اطول ما کانت ذرھی واسبغہ ذروعا وامدہ خواصر بعینہا اُسی مطابق ہوتے ہین ثم یاتی القوم فیدعوھم فیردون علیہ قولہ فینصرف عنھم فیصبحون ممحلین لیس بایدیھم شئ من اموالھم ویمر بالخربۃ فیقول اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا کیعاسیب النحل ترجمہ - پھر وہ دجال ایک اور قوم کے پاس آوے گا اور اپنے علوم وفنون اور مذہب کیطرف دعوت کریگا پس اُسکے قول دعوت کو وہ رد کردینگے پس وہ ہو جاوینگے مفلس اور قحط زدہ اور اُنکے ہاتون مین اُنکے اموال مین سے کوئی چیز بھی نرہیگی پھر دجال ایک ویرانہ پر گذرے گا اور اُسکو کہے گا کہ اپنے خزانون کو نکال تب خزانے اس ویرانے کے اُسکے تابع ہو جاوینگے جس طرح پر شہد کی مکھیان یعسوب کے پیچھے چلتی ہین ف حاصل یہہ ہے کہ جو قوم اُسکی دعوت

دوسرا مرد کھڑا کر دیتا ہے انہین کے سبب سے مینھ برسایا جاتا ہے اور انہین کے سبب دشمنو پر نصرت حاصل ہوتی ہے اور اہل شام سے انہین کے سبب عذاب پھیرا جاتا ہے اور ملا علی قاری فایدہ مین لکھتے ہین۔ **فائدہ** اخرج ابن عساکر عن عبد اللہ بن مسعود مرفوعا ان للہ تعالی ثلثمأۃ نفس علے قلب آدم وله اربعون قلوبهم على قلب موسى وله سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم وله خمسة قلوبهم على قلب جبرائيل وله ثلث قلوبهم على ميكائيل وله واحد قلبه على قلب اسرافيل كلمامات الواحد ابدل الله مكانه من الثلثة وكلمامات واحد من الثلثة ابدل الله مكانه من الخمسة وكلمامات من الخمسة واحد ابدل الله مكانه من السبعة وكلمامات واحد من السبعة ابدل الله مكانه من الاربعين وكلمامات واحد من الاربعين ابدل الله مكانه من الثلثمأة وكلمامات واحد من ثلثمأة ابدل الله مكانه من العامة بهم يدفع البلاء عن هذه الامة مرقاة یعنے روایت کیا ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرفوعا بہ تحقیق واسطے اللہ تعالی کے تین سو نفس ایسے ہین جنکے دل حضرت آدم کے دل پر ہین اور اُس اللہ تعالی کیواسطے چالیس نفس ایسے ہین جنکے دل حضرت موسیٰ کے دل پر ہین اور واسطے اُسکے سات نفس ایسے ہین جنکے دل حضرت ابراہیم کے دل پر ہین اور پانچ ایسے ہین جنکے دل حضرت جبرائیل کے دل پر ہین اور واسطے اُس کے تین نفس ایسے ہین جنکے دل میکائیل کے دل پر ہین اور ایک ایسا ہے جسکا دل حضرت اسرافیل کے دل پر ہے۔

بقیہ حاشیہ - کو قبول نکرینگے وہ طرح طرحکے افلاس و مصیبتون مین مبتلا ہونگی یہہ سب امر اب مشاہد ہو رہے ہین جن لوگون نے اُسکی دعوت کو قبول کر کر فنون انگریزی مین کمال پیدا کر لیا ہے اُن کے لئے سب کچھ موجود ہے اور جس قوم نے اُسکی دعوت کو قبول نہین کیا وہ طرح طرح کی خرابیون مین پھنسے ہوئے ہین۔ حکومت اِس قوم کی روپیہ اِس قوم کا تمام اجناس غلجات وغیرہ اِس قوم کا سواری اِس قوم کی زر اِس قوم کا ایک سوئی تک بھی نہین چھوڑی جسکے تجارت نکی ہو۔ وہ اہل سلام جنھون نے انکے فنون کی طرف توجہ نہین کی وہ سب مصداق لیس بایدیہم شی من اموالہم کے ہو رہے ہین اِس حدیث مین یہانتک تو اِس قوم کے فتنے حالت ابتدای اور حالت وسطی کے بیان فرمائے گئے جنمین بعد مسیح ابن مریم کے نزول کی ضرورت نہین تھی اور صرف انہین تاکیدات پر اکتفا فرمایا گیا کہ فامرأ حجیج نفسہ - واللہ خلیفتی علی کل مسلم فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکہف - فانہا جوادکم من فتنتہ یا عباد اللہ فاثبتوا - یوم کسنۃ وغیرہ اب آگے اُسکے فتن انتہائیہ کا بیان کیا جاتا ہے ثم یدعو رجلا ممتلیا شبابا فیضربہ بالسیف فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض ثم یدعوہ فیقبل ویتہلل وجہہ یضحک - یعنے پھر دجال اُس آدمی کو بلاویگا اور دعوت

جبکہ ایک نفس فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی بجائے اُسکے اُن تین نفسون مین سے ایک کو عوض
کر دیتا ہے اور جبکہ تین مین سے ایک فوت ہوتا ہے تو اُسکی جگہ اللہ تعالی اُن پانچ مین سے ایک
کو بدل کھڑا کر دیتا ہے اور ہر گاہ کہ اُن پانچ مین سے ایک فوت ہوتا ہے تو اُسکی جگہ اُن سات
مین سے ایک کو بدلے اُسکے قائم کر دیتا ہے اور جبکہ اُن سات مین سے کوئی ایک فوت ہوجاتا ہی
تو اُن چالیس مین سے ایک کو اُسکے قائم مقام کر دیتا ہے اور جسوقت اُن چالیس مین سے ایک فوت
ہوتا ہے تو اُن تین سو مین سے اللہ تعالے ایکو اُسکی جگہ اُسکے قائم کر دیتا ہی اور جبکہ اُن تین سو مین سے ایک فوت ہوجاتا ہی تو
اُسکی جگہ عام لوگون مین سے ایک کو قائممقام کر دیتا ہی انتہی - اور پھر اس عبارت پر بھی غور فرمایا جاوے جسکو آپنے ترک کر دیا ہی اس مدعا
کیواسطے وہ عبارت بمنزلہ دلیل کے تھی وہو ہذا مجھ مین کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو
چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہی اور شیطان کی غلامی
سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالی کا ایک بندہ مطیع بنجاتا ہی - ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ مین ہے
اور مین اُسمین ہون آخر عبارت تک - کیا آپ کی نزدیک بدی کے اختیار کرنے اور نیکی کے چھوڑنے
وغیرہ سے نجات حاصل ہوتی ہے بفرض محال تسلیم کیا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہہ وعظ
ہے وعظ ہے اور قول و فعل مین مطابقت نہین تو یہہ قول موجب کفر کیونکر ہوگیا صدہا واعظ اور ہزارہا
علما اس شعر کے مصداق ہین ؎

چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند	واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند

بقیہ حاشیہ - اپنے فنون مذہبی کیطرف ایسے کو کریگا جو اپنی جوانی مین بھرا ہوا ہوگا اور اُسکو تلوار سے
قتل کر دیگا دو ٹکڑے کر کر تیر کے مار پر پھینک دیگا پھر اُسکی لاش کو بلاویگا تب وہ شخص چمکتے ہوئی چہرہ کے
ساتھ اُسکے سامنے آجاویگا در انحالیکہ ہنستا ہوگا - **ف** سابق ہم کتاب و سنت صحیحہ سے ثابت کر چکے ہین
کہ حقیقتاً مرا ہوا انسان پھر دوبارہ زندہ نہین ہوسکتا اور یہہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ دجال ایک گروہ کذاب ہی اور وحدت
اُسکی وحدت شخصی نہین وحدت صنفی ہے پس علی ہذا القیاس بیان رجل سے بھی مراد کوئی خاص جزئی شخص
نہین ہے بلکہ جنس رجل مراد ہے قلیل ہو یا کثیر اور چونکہ احوال دجال از قسم رویا ہے لہذا وہ قابل تعبیر بھی ہے سو واضح
خاطر عاطر ناظرین ہو کہ غرض آنحضرت صلعم کی اس واقعہ جزئیہ کے بیان سے یہہ ہے کہ جب افعال دجال بطور استدراج
کے از قسم طلسمات سحر فنون شعبدہ بازی مسمریزم تاثیر الانظار اور نظر بندی وغیرہ کے دجال سے صادر ہونگی اور
وہ انتہائی نقطہ کمال کو پہنچ جاوینگے اور رجال مومنین قوی الایمان اُنکو دیکھکر اپنے ایمان اور مراتب احسان پر قائم رہنگی
ان دونون حالات کی تصویر کھینچدی جاوے اور دجال کے طرق اضلال کا ایک خاکہ جزئیہ اور مومنین مخلصین کے اُسکے

رہا کو یہ صاحب اللہ کے واسطے آپ اس تعصب اور نفسانیت اور بدظنی کو ترک کیجئے اور آپ کو اگر حسن عقیدت نہین ہے تو اتنا تو ضرور آپ پر واجب العمل ہے ؎

گفت عالم بگوش جان بشنو — در نماند بگفتنش کردار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش — در نوشت است پند بر دیوار

اور آپ تو پہلے حضرت اقدس کو مجدد مان چکے ہین اور ظاہر ہے کہ مجدد مبعوث من اللہ ہوتا ہے ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ پھر جو شخص مبعوث من اللہ ہووے وہ اگر ایسا کچھ کہے تو کیا بعید ہے من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب حدیث صحیح ہے اُسکو یاد کیجئے مین یہہ مقام لکھ رہا تھا کہ ایک اشتہار حضرت اقدس کیطرف سے اس مضمون کا واسطے اتمام حجت کے آیا جسکا خلاصہ مضمون ذیل مین درج کیا جاتا ہے کہ ایک مختصر جلسہ ہو اور منصفان اس جلسہ کے چند سورتین قرآن کریم کی جنکی عبارت اسی آیہ سے کم نہو تفسیر کے لئے منتخب کرکے پیش کرین اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورہ انمین سے نکالکر اسکی تفسیر معیار امتحان ٹھرائی جاوے اور اس تفسیر کے لئے یہہ امر لازمی ہوکہ بلیغ فصیح زبان عربی اور مقفا عبارت مین قلمبند ہو اور دس جزو سے کم نہو اور جسقدر اسمین حقایق اور معارف لکھے جاوین وہ نقل عبارت کے طرح نہو بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہو جو کسی دوسری کتاب مین نہ پائی جائین اور باین ہمہ اصل تعلیم قرآنی کے مخالف نہو بلکہ انکی قوت اور شوکت ظاہر کرنیوالے ہون اور کتاب کی

بقیہ حاشیہ ۔ ثبات اور صبر اور استقلال کا ایک نقشہ شخصیہ اہل بصیرت اور عبرت کے سامنے رکھدیا جاوے تاکہ ایسے وقت مصائب مین استقلال اور صبر اور ثبات کو کوئی رجل مومن صادق اپنے ہاتھ سے نہ دیوے اور یہاں پر یہہ مطلب نہین ہے کہ جملہ قیود اور خصوصیات مندرجہ فقرات حدیث کا علی الظواہر ہا وبعینہا واقع ہونا ضروری سمجھا جاوے اگرچہ اس قوم کے سحر وطلسمات کے تماشون مین اس قسم کے واقعات جزئیہ بھی ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہین ناٹک اور تھیٹر وغیرہ کے تماشون مین جو شخص حاضر ہوا ہوگا اُسکو ایسا واقعہ جزئیہ بھی شاہد ہوچکا ہوگا دہلی کے دربار قیصری مین جو تماشا ہوا تھا اُسمین بھی اس قسم کا واقعہ ہو ہو از روی سحر وطلسم دکھلایا گیا تھا مگر ہمکو موجب حکم قواعد علم تفسیر کے کچھ ضرورت نہین ہے کہ بالقیود اور خصوصیات مندرجہ فقرات حدیث کا واقع ہونا ضروری سمجھین کیونکہ اکثر امور کلیہ کو بطور صور جزئیہ کے واسطے زیادت توضیح اور تشریح کے بیان کرنا محاورہ کتاب وسنت کا ہے اسمین کچھ بھی استبعاد نہین کسی جگہ پر ایک امر جزئی کو بطور کلی کے بیان کیا جاتا ہے جسکی نسبت اہل علم اصول کہا کرتے ہین کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اور کسی مقام پر امر کلی کو بطور جزئی خاص کے واسطے زیادت ایضاح

آخر مین سو شعر لطیف بلیغ اور فصیح عربی مین نعت اور مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بطور قصیدہ درج ہون اور جس بحر مین وہ شعر ہونے چاہئین وہ بحر بھی بطور قرعہ اندازی کے اسی جلسہ مین تجویز کیا جاوے اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن تک مہلت دیجاوے۔ اور شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میان شیخ الکل اور دوسرے تمام شکبر ملاؤنکو ساتھ ملالے انتہی ملخصا۔ مولوی بٹالوی صاحب اتنے چالیس ہی دنمین سب فیصلہ ہوتا ہے وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین اگر باوجود دعوے ہمہ دانی علوم عربیہ کے جو آپکو ہے اور باوجود دعوے اس بات کے کہ حضرت اقدس بالکل جاہل و ناآشنا از علوم عربیہ ہین۔ اس امر مین آپ اس امام مجدد مسیح الزمان مہدی وقت کا مقابلہ نکر سکے تو پھر وہ دعوے حضرت اقدس کا کیسا صحیح اور راست اور واجب الاذعان نہین ہے کہ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچاوے گا مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُسکو موت درپیش ہے اور اُسکی لاش بھی سلامت نہین رہیگی انتہی اسکے مصداق آپ اگر توبہ نکرینگے تو عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ ہوا چاہتی ہین فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

بقیہ حاشیہ۔ وتشریح کے بیان کیا جاتا ہے تا کہ اُس کا نقشہ جزئی اور صورت اصلی قطع نظر از نواہم وخشوہر اعلیٰ وادنیٰ کے عقل مین ذہن نشین ہوجاوے سے ولنعم ما قیل ہر سخن وقتے وہر نکتہ مقامی دارد جو شخص اسالیب کلام اللہ وکلام الرسول صلعم سے واقف اور ماہر ہے اُسپر یہ بات پوشیدہ نہین اُسکے چند مثالین بطور شواہد قران مجید سے بیان کیجاتے ہین۔ اُس کی نسبت جو فوز الکبیر مین لکھا ہے اُسکو ہم انشاءاللہ مفصل بیان کرینگے وہو ہذا وعلی ہذا الاسلوب بسیار ست کہ در قران عظیم دو صورت مبین شود یکے صورت سعید ودر انجا بعض اوصاف سعادت بیان کردہ شود ودیگر صورت شقی ودر آنجا بعض اوصاف شقاوت اظہار نمودہ آید وغرض ازین بیان احکام آن اوصاف واعمال باشد نہ تعریض شخصے معین چنانکہ فرمودہ ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین اولئک الذین نتقبل عنھم احسن ما عملوا ونتجاوز

تمثیلات علمی مرزا صاحب

قوله صفحه ۱۳۶ (۱) آپ نے احادیث متضمنہ ذکر دجال موعود کو غیر صحیح و موضوع بنانیکی غرض سے آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمین اُسکے (یعنی ابن صیاد کے) حال مین ابھی تک اشتباہ ہے۔ **اقول جواب** اُسکا مفصلاً احقر کیطرف سے گذر چکا ہے یہانپر وہ جواب شافی و کافی جو حضرت اقدس نے پرچہ نمبر ۵ مباحثہ لدہیانہ کے جواب مین تحریر فرمایا ہے اور نقل کیئے دیتا ہون تاکہ ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ بٹالوی صاحب آنحضرت اقدس کے جواب کا جواب بالکل نہین دے سکے و ہو ہذا۔ **اقول** اگر یہی بات ہے تو آنحضرت صلعم کے فعلی امر کا نام کیون حدیث رکھ لیتے ہین؟ اور کیون بخاری نے کہا کہ مینے تین لاکھہ حدیث رسول اللہ صلعم کی تقریر کی؟ ظاہر ہے کہ حدیث بات اور قول کو کہتے ہین مگر احادیث مین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی باتین نہین افعال بھی تو ہین آپ نے اُن افعال کا نام اقوال کیون رکھا کیا یہہ افترا ہے یا نہین اگر کہو کہ بطور مسامحت یہہ اصطلاح فن حدیث مین جاری ہو گئے تو اسیطرح آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ بہت سی باتین بطور مسامحت کے انسان کہتا ہے اور اُن کو افترا نہین کہا جاتا اگر کوئی شخص فقط ہاتھہ کے اشارہ سے کسیکو کہے کہ بیٹھ جا تو ناقل اِس امر کا بسا اوقات کہہ سکتا ہے کہ اُسنے مجھ سے بیٹھنے کے لئے کہا ایک شخص کسیکو

بقیہ حاشیہ عن سیئاتھم فی اصحاب الجنة وعد الصدق الذی کانوا یوعدون یعنی حکم کیا ہمنے آدمی کو ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اوٹھاتی ہے اُسکو ماں اُسکی تکلیف سے اور جنتی ہے تکلیف سے اور حمل اُس کا اور دودھ چھوڑانا اُس کا تیس مہینے یہانتک کہ جب پہنچا جوانی اپنی کو اور پہنچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے توفیق دے مجھکو یہہ کہ شکر کرون مین نعمت تیری کا وہ جو انعام کی تھی تو نے اُپر میرے اور اُپر ماں باپ میرے کے اور یہہ کہ عمل کرون مین نیک جو پسند کرے تو اُسکو اور اصلاح کر واسطے میرے بیچ اولاد میری کے تحقیق مینے توبہ کی طرف تیری اور تحقیق مین مسلمانون سے ہون آخر تک۔ شاہ عبد القادر صاحب فائدہ مین لکھتے ہین لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینے مین دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے حمل کے یہہ آیت کسی کے حال کا بیان نہین حضرت نے ماں باپ کے حق مین دعا نہین کی صدیق اکبر چالیس برس کی عمر مین مسلمان ہوئے اور اُن کے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے۔ یہہ بات اور کسی صحابی کو نہین میسر ہوئی لیکن باپ اُس وقت نہین مسلمان ہوا تو یہہ احوال فرضی ہے یعنی سعادت مند لوگ ایسے ہی ہوتے ہین ۱۲- ایضاً قال اللہ تعالی - والذی قال لوالدیہ

لکھتا ہی کہ تو شیر ہے اُس پر کوئی اعتراض نہین کر سکتا کہ تو نے افترا کیا اگر یہہ شیر ہے تو کہان شیر
کی طرح اوس کی کہال ہے اور شیر کیطرح پنجے کہان ہین دم کہان ہے ایسا ہی اپنے اجتہاد کے اتباع کا ہر ایکو اختیار ہے
جو شخص اجتہاد کے رو سے ایک ظنی امر کو یقینی سمجھ لیتا ہے خواہ اُسکی نسبت کچھ کہا جاوے
مگر اُسکو مفتری تو نہین کہا جاتا حدیث کے راویون کی احتیاطین صرف اس غرض سے تھین
کہ اُنکا قول حدیث شمار کیا جاتا تھا مگر میرا قول تو حدیث نہین مین تو صاف کہتا ہون کہ یہہ
میرا اجتہاد ہے اور مین اجتہادی طور پر کہتا ہون کہ ضرور آنحضرت نے ابن صیاد کے دجال ہونے
پر خوف ظاہر کیا اور مینے قرائن موجودہ سے استنباط کیا ہے کہ اس خوف کا اظہار ضرور کلام
کے ذریعہ سے ہوگا چنانچہ اصول فقہ کے رو سے سکوت بھی کلام کا حکم رکھتا ہے اور آنحضرت کی
صریح کلام ہے بھی جو مسلم مین موجود ہے مترشح ہو رہا ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونکی
نسبت ضرور اندیشہ مین تھے۔ مسلم کی دوسری حدیثین دیکھو تا آپ پر حق کی روشنی پڑے انتہی
اقول شیخ بٹالوی صاحب کو ابھی تک اصطلاحات حدیث کی بھی خبر نہین ہے حالانکہ اصطلاح
حدیث اول کتب شروح مین لکھی جاتی ہین اور ہر ادنے طالب علم بھی اُس سے واقف ہو جاتا ہی
امام نووی مقدمہ مین لکھتے ہین وان اضافہ فقال کنا نفعل فی حیاۃ رسول اللہ صلعم
اوفی زمنہ او وھو فینا او بین اظہرنا او نحو ذلک فھو مرفوع وھذا ھو المذہب
الصحیح الظاہر فانہ اذا فعل فی زمنہ صلعم فالظاہر اطلاعہ علیہ وتقریرہ ایاہ

بقیہ حاشیہ ۔ اف لکما اتعداننی ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی وھما
یستغیثان اللہ ویلک امن ان وعد اللہ حق فیقول ما ھذا الا اساطیر الاولین اولٰئک الذین
حق علیھم القول فی امم قد خلت من قبلھم من الجن والانس انھم کانوا خسرین ۔ اور وہ شخص کہ کہا اوسنے
واسطے ماں باپ اپنے کے بیزار ہوں مین تم سے کیا تم وعدہ دیتے ہو مجھکو یہہ کہ نکالا جاؤنگا مین اور تحقیق گذر گئے ہین بہت
قرن پہلے مجھسے اور وہ فریاد کرتے ہین خدا سے اور کہتے ہین اُسکو وائے ہے تجھکو ایمان لا تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے
پس کہتا ہی نہین یہہ مگر کہانیان ہین پہلونکی آخر تک **ف** یہہ اسکا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے
ہین ایمان کی بات نہین سمجھتا ۔ اندونون آیتونکی ذیل مین مولانا شاہ ولی اللہ لکھتے ہین مترجم گوید این تصویرات
حال سعید و شقی را پس سعید حق خدا تعالی و حق ابوین بجا آرد و با نواع نعم محظوظ می شود و در جمیع امور بحق رجوع میکند
و شقی جمیع میکند میان کفر و عقوق والدین و انکار معاد و صورت سعید منطبق است بر حضرت ابوبکر صدیق رضہ و بر غیر ایشان
نیز واللہ اعلم انتہی ۔ ایضاً قال اللہ تعالی واذا قیل لھم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین الی قولہ تعالی

صلعم وذالک مرفوع وقال آخرون انکان ذلک لفعل مما لا یخفی غالبا کان مرفوعا والا کان موقوفا وبهذا قطع الشیخ ابو اسحاق الشیرازی الشافعی واللہ اعلم۔

اس اصطلاح کے بموجب تو صحابی کے فعل کو جو زمانہ مبارک آنحضرت صلعم مین کیا گیا ہے اُسکو بھی حدیث مرفوع کہا گیا ہے اور جبکہ خود فعل آنحضرت صلعم کا ہو تو وہ تو حدیث مرفوع بطریق اولے ہووے گا۔

قولہ (۲) - اس حدیث کو موضوع ٹھرانیکی غرض سے آپ نے ایک حدیث کو وضع کیا اور اسمین صحابہ پر افترا کیا اور طرفہ یہہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم مین موجود بتایا۔ چنانچہ مباحثہ لدہیانہ کی تحریر نمبر (۴) مین آپنے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم مین ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے **اقول** اہل الناظرین نقل عبارت مباحثہ لدہیانہ مین بٹالوی صاحبنے بڑی تحریف کی ہے لہذا وہ عبارت صحیح صحیح نقل کرتا ہون تاکہ جواب افترا مولویصاحب کا خود بخود اُس سے نکل آوے وہو ہذا۔ پھر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تھا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے بیان کی ہے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ مجھے دجال معہود کہتے ہین۔ یہہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صحابہ کی کوئی

بقیہ حاشیہ - قد مکر الذین من قبلهم فاتی اللہ بنیانهم من القواعد فخر علیهم السقف من فوقهم واتهم العذاب من حیث لا یشعرون تفسیر کبیر مین لکھا ہے فیه قولان (الاول) ان هذا محض التمثیل والمعنی انهم رتبوا منصوبات لیمکروا بها انبیاء اللہ تعالی فجعل اللہ تعالی حالهم فی تلک المنصوبات مثل حال قوم بنوا بنیانا وعمدوه بالاساطین فانهدم ذلک البناء وضعفت تلک الاساطین فسقط السقف علیهم ونظیر قولهم من حفر بیرا لاخیه اوقعه اللہ فیه - جامع البیان مین بھی اس صورت جزئی کو علے سبیل التمثیل لکھا ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فائدہ ترجمہ مین لکھتے ہین مترجم گوید خدای تعالی این دو صورت را برای بیان قال وحال وبال اہل سعادت واہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ایضا قال اللہ تعالی وضرب اللہ مثلا قریة کانت امنة مطمئنة یاتیها رزقها رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقها اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون تفسیر کبیر مین لکھا ہے المسئلة الثانیة المثل قد یضرب بشیٔ موصوف بصفة معینة سواء کان ذلک الشیٔ موجودا او لم یکن وقد یضرب بشیٔ موجود معین

ایسی بڑی جماعت صحابہ تھی جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ اُن کا اجماع بباعث وحدت مجموعی اُن کی کے بہت جلد معلوم ہوجاتا تھا پھر تمین صحابیونکا قسم کھانا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہی صاف اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اونکے مخالف منقول نہین انتہی۔ اور جو جرح اس اجماع پر آپنے کیا ہے اُسکی نسبت یہہ گذارش ہی کہ ہم خود اجماع ہی پر جرح کرتے ہین کیونکہ تمام کتب اصول مین لکھا ہی کہ قال بعضہم ان الاجماع لیس بشئ ولا یتحقق بجمیع شرائط جبکہ اجماع کا یہہ حال ہی کہ کوئی چیز بھی نہین اور کوئی اجماع ایسی جمیع شرائط سے متحقق نہین ہوسکتا تو جو اجماع سکوتی حضرت مرزا صاحب نے بیان کیا ہے اُس پر آپ جب جرح کرین کہ اُن اجماعونکا ثبوت بجمیع شرائط کردیوین اور ابوسعید نے ابن صیاد کے دجال ہونے سے کہان انکار کیا ہے اور نہ تمیم داری کا انکار ثابت ہے امام نووی ابن صیاد کی نسبت لکھتے ہین کہ ولاشک فی انہ دجال من الدجاجلۃ اور جبکہ آنحضرت صلعم نے انکار نہین کیا تو پھر اور کون انکار کرسکتا تھا نووی مسلم مین موجود ہے وقد روی مسلم فی ھذہ الاحادیث ان جابر بن عبداللہ حلف باللہ تعالی ان ابن صیاد ھو الدجال وانہ سمع عمر رضی اللہ عنہ یحلف علی ذلک عند النبی صلعم فلم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی ابوداود باسناد صحیح عن ابن عمر انہ کان یقول واللہ ما اشک ان ابن صیاد ھو المسیح الدجال (۳) **قولہ** صحیح مسلم کی اِس

بقیہ حاشیہ فھذہ القریۃ التی ضرب اللہ لھا ھذا المثل یحتمل ان یکون شیئا مفروضا ویحتمل ان تکون قریۃ معینۃ وعلی التقدیر الثانی فتلک القریۃ یحتمل ان یکون مکۃ او غیرھا و الاکثرون من المفسرین علی انھا مکۃ والاقرب انھا غیر مکۃ لانھا ضربت مثلاً لمکۃ ومثل مکۃ یکون غیر مکۃ۔ **ایضاً قال اللہ تعالی** ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا فلما تغشھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ فلما اثقلت دعوا اللہ ربھما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین فلما اتھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتھما فتعالی اللہ عما یشرکون۔ **ترجمہ** وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو جان ایک سے اور کیا اُس سے جوڑا اُس کا تو کہ آرام پکڑے طرف اُسکی پس جب ڈھانکا اُسنے اوسکو یعنے حاملہ ہوگئی اوٹھالیا اُسنے بوجھ ہلکا پس چلی گئی ساتھ اُسکے پس جب بوجھل ہوئی دعا مانگی دونون نے اللہ پروردگار اپنے سے اگر دیگا ہمکو تندرست البتہ ہونگے ہم شکر کرنیوالون سے پس جب دیا اُنکو تندرست کیا واسطے اُسکے شریک بیچ اُس چیز کے کہ دیا تھا اُنکو پس بلند ہے اللہ اُس چیز سے کہ شریک لاتے ہین۔ مولانا شاہ ولی صاحب

حدیث کو (جسمین حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض
سے آپ نے ایک افترا بعض علماء اُمت پر کیا اور ازالہ کے صفحہ ۱۲۱ مین لکھا ہے کہ بعض علما کہتے
ہین کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُترے گا اور نہ دمشق مین بلکہ وہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین
اتریگا جہان حضرت مہدی ہونگے آخر تک۔ **اقول** جو علماء اسلام موجب بیان کرنے حافظ
ابن کثیر کے ان روایات مختلفہ یعنے (بیت المقدس اردن معسکر مسلمین) کے راوی ہین وہی اسکے
قائل ہین اور خود حافظ ابن کثیر متردد ہی کیونکہ کوئی توفیق اس اختلاف کی اُسنے نہین کی
اختلاف روایات کو بیان کر کے آخر مین فاللہ اعلم کہدیا کیونکہ حقیقت پیشین گوئی کی جسمین
اسقدر اختلاف ہو بجز اللہ تعالی کے کون جان سکتا ہے اور پھر محشی ابن ماجہ نے جو توفیق کی
ہے اُس طرح کی توفیق تو وہ بھی ہوسکتی ہے جو حضرت اقدس نے ازالۃ الاوہام مین کی ہے
یا جو اس عاجز نے اعلام الناس حصہ اول مین تطبیق اُس کی لکھی ہے وہ بھی ہوسکتی ہے
مطلب تو حضرت مرزا صاحب کا اسجگہ یہہ ہے کہ محل نزول عیسی بن مریم حسب روایات حدیث
کے مختلف وارد ہوا ہے یہہ کون کہتا ہے کہ کسی محشی یا شارح نے اُس اختلاف کی توفیق نہین
کی کیونکہ وجوہ توفیق تو جولانگاہ اجتہاد اہل انظار کے ہین جسکا فیصلہ قطعی بر وقت وقوع
پیشین گوئی کے اہل مکاشفات با علام الٰہی کیا کرتے ہین۔ اور یہہ جو آپ کی حدیث منقولہ
مین مقولہ مندرج ہے فان لم یکن فی بیت المقدس الان منارة بیضاء فلا بد ان تحدث

بقیہ حاشیہ — فائدہ مین لکھتے ہین مترجم گوید منطبق بر حال حوا چنانکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ چون حوا
حاملہ شد شیطان بدلش وسواس انداخت چون فرزند متولد شد نام او عبد الحارث مقرر کرد چون وجود جمیع
قیود در امثال اینمواضع ضرور نیست آدم از لوث شرک مبرا باشد و این آیت عصمت او را مصادمت نکند کذا فہمت خلما
تغشیہا کلام علیحدہ ست یعنی خدا تعالی آدم و حوا پیدا کرد و از ایشان نسل بسیار پیدا آمد بعد ازان تفصیل انتشار
نسل میفرماید - این تصویر ست حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند و چون فرزند بوجود
آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل
زمان ما غلام فلان و عبد فلان نام می نہند ۱۲ واللہ اعلم - تفسیر کبیر مین لکھا ہے التاویل الاول ماذکرہ
القفال انہ تعالی ذکر ہذہ القصة علی تمثیل ضرب المثل وبیان ان ہذہ الحالة صورة حالة
ہؤلاء المشرکین فی جہلہم وقولہم بالشرک وتقریر ہذا الکلام کانہ تعالی یقول ہو الذی خلق
کل واحد منکم من نفس واحدة وجعل من جنسہا زوجہا انسانا یساویہ فی الانسانیة فلما تغشی

قبل نزوله - اِس سے یہہ فایدہ حاصل ہوا کہ منارہ بیضا کا قدیم ہونا کچھ ضرورت نہین بلکہ صرف اِستعداد کافی ہے کہ قبل اسکے بعثت کے پیدا اور حادث ہونا ضروری ہے۔ قولہ (۴) صفحہ ۱۳۵ اِس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف و تاویل کرنیکی غرض سے ایک افترا آپنے آنحضرت صلعم پر یہہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث کی نسبت جسمین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اُسمین دُ اسکو ابن قطن کے ساتھ مشابہہ کیا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ یہہ میرا مکاشفہ یا ایک خواب ہے۔ الخ - **اقول** - ای بٹالوی صاحب کیا اس حدیث متفق علیہ مین آنحضرت صلعم کا یہہ مقولہ رأیتنی اللیلة عند الکعبة موجود نہین اور کیا تمام شراح اسبات پر متفق نہین ہین کہ یہہ واقعہ حالت رویا کا ہے پھر اسکو تحریف کوئی شخص (جسکو دین سے تعلق ہو اور کذب سے احتراز) کیونکر کہہ سکتا ہے مگر وہی شخص کہے گا جو محض مفتری اور کذاب بے دین ہو قولہ (۵) صفحہ ۱۳۵ اِن احادیث نزول مسیح مین تحریف و تاویل کی غرض سے آپنے اُس حدیث کے ترجمہ مین جسمین یہہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہو کر نزول کرینگے آنحضرت صلعم پر ایک سوال و جواب کا افترا کیا الی آخرہ - **اقول** - ای بٹالوی صاحب کچھ تو خوف اللہ تعالی کا کرو کیا حدیث مندرجہ صفحہ ۲۰۱ - ازالہ اوہام مین کیف انتم اذا نزل ابن مریم جو بطور نص کے سوال و استفہام کے واسطے آیا ہے موجود نہین پس جبکہ خود حدیث مین لفظ استفہام کا موجود ہے پھر حضرت مرزا صاحب نے اِس حدیث کی شرح اور حاصل ترجمہ مین کیا تحریف کی ہے

بقیہ حاشیہ - الزوج زوجته وظهر الحمل دعا الزوج والزوجة ربهما لئن اٰتیتنا ولدًا صالحًا سویا لنکونن من الشاکرین لآلائك ونعمائك فلما اٰتاهما الله ولدًا صالحًا سویا جعل الزوج والزوجة لله شرکاء فیما اٰتاهما لانهم تارة ینسبون ذلك الولد الی الطبائع کما هو قول الطبائعیین وتارة الی الکواکب کما هو قول المنجمین وتارة الی الاصنام والاوثان - کما هو قول عبدة الاصنام ثم - ایضا قال الله تعالی کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبة - جامع البیان مین لکھا ہے وهذا تمثیل لا یجب وجوده تفسیر کبیر مین لکھا ہے فهل رأیت سنبلة فیها مأة حبة حتی یضرب المثل بها قلنا الجواب عنه من وجوه الاول ان المقصود من الایة انه لو علم انسان یطلب الزیادة والربح انه اذا بذر حبة واحدة اخرجت له سبعمأة حبة ما کان ینبغی له ترك ذلك ولا التقصیر فیه فکذلك ینبغی لمن طلب الاجر فی الاخرة عند الله ان لا یترکه اذا علم انه یحصل له علی الواحدة عشرة ومأة وسبعمأة واذا کان هذا المعنی معقولا سواء وجد فی الدنیا سنبلة بهذه الصفة او لم یوجد کان المعنی حاصلا

وہ بتائی جاوے مگر آپ فرمائے حدیث فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا کا جو ترجمہ کرتے ہو امیر سے امام محمد مہدی مراد لیتے ہو کیا امیر کے معنی امام محمد مہدی کو آتے ہین اگر یہہ معنی آپ کے صحیح ہین تو پھر لازم آتا ہی کہ اس امت محمدیہ مین لاکھون امام مہدی ہو چکے پھر اسکی کیا وجہ کہ امام مہدی تو اس امت مین لاکھون گذر گئے اور مسیح بن مریم ایک بھی نہوا یہہ آپ کے معنی تو آپکی خیالی دعوونکی جڑ کاٹ رہے ہین کیونکہ اس وقت مین بھی ایسے امام محمد مہدی جنپر صرف لفظ امیر کا صادق آوے بہتیرے موجود ہین تو حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا اب نہایت ہی ضروری ہوا عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم رواہ ابو داود ترجمہ یعنی حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سفر مین تین آدمی ہووین تو ضرور چاہئے کہ اُن مین سے ایک کو امیر کر لیوین روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نے۔ عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم اثنان فما فوقہما جماعۃ رواہ ابن ماجہ یعنی حضرت ابو موسی اشعری سے روایت ہی کہ دو آدمی اور پھر اُن سے زیادہ کا نام جماعت ہے عن مالک ابن الحویرث عن النبی صلعم قال اذا حضرت الصلوۃ فاذنا واقیما ثم لیؤمکما اکبرکما رواہ البخاری یعنی مالک ابن الحویرث سے روایت ہے کہ وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب نماز حاضر ہو جاوے تو دو آدمیون کو چاہئے کہ اذان و اقامت

بقیہ حاشیہ - مستقیما وھذا قول القفال رحمہ اللہ وھو حسن جدا والجواب الثانی انہ شوھد ذلک فی سنبلۃ الجاورس وھذا الجواب فی غایۃ الرکاکۃ - اس قسم کے شواہد قرآن مجید مین بہت کثرت سے پائے جاتے ہین جن سے ہمارا دعوی یعنی (امور کلیہ کو بطور صور جزئیہ کے واسطے زیادت توضیح کے بیان کرنا) ثابت ہوتا ہے بالفعل انہین شواہد پر اکتفا کر کے ہم کہتے ہین کہ یہہ پارہ حدیث بھی اسی قسم سے ہے اور مضمون مندرجہ اس وقت دجالیہ مین واقع ہو رہا ہے خصوصاً جبکہ ہم یہہ لحاظ بھی کرین کہ احوال و افعال دجال از قسم رویا ہین تو پھر اس مضمون مین کسیطرحکا استبعاد بھی نہین ہے مطلب صرف اتنا ہی کہ دجال اپنی شمشیر قوۃ بیانی اور سحر اللسانی اور فلسفہ جدیدہ سے مومنین کامل الایمان پر غالب و متسلط ہو جاویگا لیکن وہ مومن کامل جو دجال کا بڑا دشمن ہے اپنے ایمان مین اُسکی سحر البیانی سے وقت مغلوب ہونیکے بھی آور ترقی ایمانی کرے گا اور اپنے ایمانی سرور اور عرفانی امور مین بڑھتا جاوے گا دیکھو کتب تعبیر الرویا کو تعطیر الانام وغیرہ مین لکھا ہی ومن رای انہ ضرب انسانا بسیفہ تسلط علیہ بلسانہ وثلمۃ فی السیف عجز فی الکلام (شاب) ھو فی المنام عدو الدجال

نہین اور اُن دونون مین جو بڑا ہو وہ امام ہو جاوے - تو بٹالوی صاحب آپکو اور آپ کے ہم مسلکون کو اس حدیث پر بہت بڑا ناز تھا کہ ہوتے اس حدیث کے حضرت مرزا صاحب مسیح بن مریم نہین ہو سکتے ہین کیونکہ اسمین لفظ امیر کا موجود ہے جسکے لئے لاکھون آدمیون کی فوج درکار ہے لیکن آنحضرت صلعم نے یہہ فیصلہ فرما دیا کہ اسلام مین دو آدمیون مین بھی ایک امیر ہونا ضروری ہے حضرت مرزا صاحب کی جماعت تو اب قریب ایکلاکھ کے پہنچگئی ہے پھر اُنمین تو بہت سے امیر ہو سکتے ہین اور آخر حدیث مین جو یہہ الفاظ ہین ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامه جن سے آپ کو یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسیح اس اُمت مین سے نہین ہوگا بلکہ وہی رسول بنی اسرائیل ہوگا تو اُسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ آپکا یہہ بھی تو اعتقاد ہے کہ عیسی بن مریم جو آویگا تو وہ اُمتی ہو کر آویگا پھر جبکہ وہ بحیثیت نبوت و رسالت نہ آیا بلکہ اُمتی ہو کر آیا تو پھر وہی نقص وارد ہوا آپ اُس کا کیا جواب دیوینگے کہ وہ بسبب تکرمہ اس اُمت کے امامت نماز نکرادیگا - یہہ مضمون تو بالکل غلط ہو گیا کیونکہ وہ بھی تو اسی اُمت مین داخل ہے اور اگر وہ بحیثیت رسالت و نبوت کے آیا اور اُمت مین داخل نہین تو پھر آنحضرت صلعم خاتم النبیین نہین رہتے ان نقصون کا جو آپ جواب دیوین وہی ہماری طرف سے تصور کرین اور ہمارے نزدیک اگر امیر سے مراد کوئی مجدد صاحب جلال بھی ہو جو اب یا کسی وقت مین اُس کا وقوع مانا جاوے تو حسب تفصیل ذیل اسکا جواب ہے - چونکہ آنحضرت صلعم مظہر صفات جلالی و جمالی اللہ تعالی کے تھے فلہذا اسی طرح پر آپ کے خلفاء اور نواب بھی جو متبعین کاملین ہو

بقیہ حاشیہ - (ضحک) ہو فی المنام دال علی الفرح والسرور - اب بشارت ہے اُن مومنین صادقین متبعین مسیح موعود کو کہ باوجودیکہ بہت سے لوگ نیچری اُسکے فلسفہ جدیدہ سے مغلوب ہو کر متاثر ہو گئے اور اُسکی ہان مین ہان ملانے لگے لیکن اس فرقہ متبع مثیل مسیح نے اپنے روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ سے دجال کا کیسا ناک مین دم کر دیا ہے چونکہ اس زمانہ مین اس دجال کے فتنون کا انتہا درجہ کمال تھا بلکہ انتہا ہو گئے تھے - لہذا حکمت الہی مقتضی ہوئی کہ واسطے تائید کے ایک مجدد جو مسیح موعود بھی نازل ہووے کیونکہ اب بسبب بے شمار شائع ہو جانے فتن دجالیہ کے ہر ایک مومن کی محبت مین اثر غالب نہین ہو سکتا تھا لہذا نبی علیہ السلام فرماتے ہین فبینما هو کذالک اذ بعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاطاء راسه قطر واذا رفعه تحدر منه مثل جمان کاللؤلؤ ولا یحل لکافر یجد من ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتہی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله - ترجمہ سو دجال اسی قسم کے ضلال و گمراہ کرنیکی کوششون مین مصروف ہوگا ناگاہ مسیح بن مریم مجدد جو امام تمہارا تم سے ہی اُتریگا

[illegible]

گذرے ہین یا قبل قیامت تک آوینگے اور اتباع مین فنا فی الاسلام کا مرتبہ حاصل رکھتے ہونگے اُنمین سے
کوئی تو ظلی طور پر مثیل آنحضرت صلعم کا مظہر صفات جلال ہوا اور ہوگا اور کوئی مظہر صفات جمال
کا اور اِن دونون قسم کے خلفا کی بعثت کی خبر مخبر صادق نے بطور عموم اور شمول کے حدیث ذیل
مین اسطرح پر دی ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد
لھا دینھا جس مجدد مین صفات جلال کا غلبہ ہوتا ہے اُس کا نام عالم ملکوت مین محمد مہدی
یعنی مثیل محمد صلعم رکھا گیا ہے جسکی طرف بالفاظ ھو مِنی و من اھل بیتی و یواطی اسمہ
اسمی وغیرہ من الصفات بسبب زیادت مماثلت کے فرمائے گئے اور اُس کا نام ملکوت مین محمد رکھا
گیا کہ جملہ یواطی اسمہ اسمی اسبات کو بندا بلند کہہ رہا ہے پس ایسے مجدد کا نزول گویا کہ ظلاً
محمد صلعم کا آنا ہی اسکا یہہ مطلب نہین کہ محمد صلعم بجسدہ العنصری خود تشریف لی آوینگے اور نہ
یہہ ضرور ہے کہ یہہ نام اُسکو والدین کا رکھا ہوا ہو الا لسماء تتنزل من السماء اِسیکی طرف
اشارہ ہی پس اسی طرح جس مجدد مین صفات جمال کا غلبہ ہو اس کا نام عالم ملکوت مین مسیح
ابن مریم ہی جسکی نسبت بسبب مماثلت تامہ کے تقتل الخنزیر و یکسر الصلیب و یضع الحرب
و امامکم منکم فرمایا گیا اور فامکم بکتاب ربکم و سنت نبیکم وغیرہ من الصفات اکابر
محدثین متقدمین نے اُسکی شرح بیان فرمائی ولنعم ما قیل ؎

اکہ بہر دور مسیحا نفسے می آید		این مددہاست در اسلام چو خورشید عیان

بقیہ حاشیہ - نزدیک منارہ سفید کے دمشق کے شرقی طرف دو پوشاکین زرد پہری ہوئی اور
دونون ہتھیلیان اپنی دو فرشتونکے بازوؤن پر رکھی ہوئی جب اپنے سر کو جہکا دیگا قطرات مترشح ہونگی اور جب سر
کو اوٹھا دیگا تو موتیون کے دانے جیسے قطرے نیچے گرینگے اور کسی کافر کو ممکن نہین ہوگا کہ اُسکی دم کی ہوا پاکر
جیتا رہے اور اُس کا دم اُس کی حد نظر تک پہنچے گا - پس مسیح ابن مریم دجال کو ڈہونڈے گا حتی کہ اوسکو دروازہ
لد پر پالیگا - پس اُسکو قتل کرے گا ف مطلب یہہ ہی کہ دجال اپنی طرق اضلال یعنے (تقریر تحریر مباحثہ
تالیف کتب تقسیم کتب طبع کتب مکر حیلہ اقامت مدارس مشن فریب ہی وغیرہ وغیرہ) مین مصروف اور
مشغول ہوگا کہ مجدد مسیح ابن مریم آوے گا لفظ بعثت کا وہی ہی جو حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس
کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا مین ہے اِس لفظ سے وہ خیال باطل ہوا کہ مسیح آسمان سے بوجود عنصری اُترینگا
کیونکہ اگر بعثت کے معنی یہی ہوتے تو جتنے مجدد اِس اُمت مین آئے وہ بھی اسی طرح آسمان پر سے بوجود عنصری
اُترے ہوتے لیکن اسبات کا تو کوئی بھی قائل نہین پس اسکی کیا وجہ ہی کہ حدیث دمشقی مین تو بعثت کے معنی یہہ ہون

اور ہمین وجہ بنا بر رفع تعارض الفاظ حدیث (ایک طرف تو مثل یضع الحرب اور دوسری طرف یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب وغیرہ کے) شراح حدیث نے ان فقرات طرف دوم کی شرح یون لکھی ہے کہ یبطل دین النصرانیۃ یعنی بالبراھین والحجج - یہ دونون قسم کے مجدد جو بنام محمد مہدی صلی اللہ علیہ وسلم و بنام مسیح بن مریم ہمیشہ اس خیر الامم مین ہوتے رہے ہین اور آیندہ کو بھی قبل قیامت تک ہوتے رہین گے۔ انہین کیطرف اللہ تعالی نے آیت استخلاف مین بھی بطور اشارۃ النص فرمایا ہے وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الایہ اور نیز بطور نص کے ارشاد فرمایا ہے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین ایضاً فرمایا و اخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم چنانچہ اس قسم کے دعاوی حسب شانہائے جلالی وجمالی اولیاء اللہ ماسبق سے بھی منقول ہین۔ اور تواریخ معتبرہ پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو اُس سے بھی یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مجدد مظہر صفات جمالیہ کا تھا اُسنے نماز مین اُس مجدد کو امام گردانا ہے جو مظہر صفات جلال کا ہوا اور اسی قاعدہ کی رو سے اس امت مین نماز کے امام امرا ہی ہوا کئے اگرچہ وہ مجدد نہ تھے علی ہذا القیاس مجدد مسیح ابن مریم جو امام ہے معارف و اسرار کتاب و سنت کا اور حکم ہے اندونونکا یعنی مظہر ہے صفات جمالیہ کا وہ بھی اگر اُسی امیر کے خلف نماز پڑھے جو مظہر ہو صفات جلال کا تو نہایت مناسب ہے کیونکہ غلبہ صفات جلال کا مشعر ہے غلبہ شان محمدیت کو اور غلبہ صفات جمال کا ناظر ہے غلبہ شان عیسویت کیطرف لہذا امامت معارف کتاب و سنت کی مناسب ہے ساتھ شان عیسویت کے اور امامت فی الصلوۃ مناسب ہے ساتھ شان محمدیت کے صلی اللہ علیہ وسلم اور غلبہ کا لفظ اسواسطے اختیار کیا گیا کہ بغیر لحاظ غلبہ کے اگر غور کیجاوے تو دونون

بقیہ حاشیہ ۔ کہ بوجود عنصری آسمان پر سے مسیح اُتریگا اور دیگر مجددونکے لئے یہہ معنے نہ لئے جاوین حالانکہ وہان پر بھی وہی لفظ بعث کا موجود ہے تو ملک اذا قسمۃ ضیزی۔ اور جن حدیثون مین لفظ نزول کا ہے اُسکو بھی یا تو یہی معنے ہین جو معنی بعث کے ہر حدیث مسلم مین ہین یا یہ معنی ہون کہ بطور مسافرت کے عند المنارہ مسافرانہ طرف شرقی دمشق کے اُتریگا۔ واضح ہو کہ محل نزول مسیح بن مریم مین اختلاف مع اختلاف ہے بعض روایات مین بیت المقدس اور بعض مین اُردن اور بعض مین معسکر المسلمین ہے۔ اور جس منارہ کا ذکر اس حدیث مین ہے اُسکی نسبت بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہین اب موجود ہے شہر دمشق کے شرقی طرف بعض کہتے ہین اُس کے نزول تک طیار ہوجاویگا۔ بہرحال محل نزول مین اسقدر اختلاف ہی کہ سے شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا - کا مصداق ہوگیا ہے لہذا تاویل صحیح اُسکی وہی ہے کہ منارہ بمعنی جگہ نور کے ہے کوئی مقام ہو دمشق کے شرقی جانب ہونا چاہئے یہہ معنی تو ظاہری اور لغوی ہوئے جسکے رو سے قادیان کا مصداق ہونا ظاہر ہے کیونکہ قادیان از روے تحقیقات جغرافیہ دمشق کے شرقی جانب واقع ہوا ہے اور اگر یہہ لحاظ کیا جاوے کہ حضرت مسیح الزمان کو

قسم کے مجددون مین دونون شانین پائے جاتے ہین کیونکہ اصل الاصول یعنی حضرت رسول
مقبول صلعم دونون قسمون صفات کے مظہر تام ہین ۔ حسنِ یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ❊
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ❊ اور مجددین امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلال ہین اسیواسطے
آنحضرت صلعم کے دو نام پاک یعنی احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتب سابقہ اور قران مجید مین بہ نسبت
اکثر اسماء پاک کے زیادہ تر مذکور ہوئے ہین کیونکہ نام پاک محمد مین اشارہ ہے طرف مظہر صفات جلال
ہونے کے اور نام مبارک احمد مین اشارہ ہے طرف مظہر صفات جمال ہونے کے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ ۔ اور یہ سب تقریر اسکا بیان کی گئی ہے کہ ایک وقت مین دو مجددون کا
وجود بھی ممکن الوقوع ہے اُسیطرح جیسا کہ ایک زمانہ مین انبیاء بنی اسرائیل بھی دو یا زیادہ ہوئے
ہین اور نیز یہہ تقریر صرف حسب مذاق علماء مخالفین کے لکھی گئی ہے ورنہ میرے نزدیک تو حضرت
اقدس مرزا صاحب مین دونون شانین موجود ہین ۔ عیسیٰ وقت و مہدی دوران ❊ ہر دو را
شہسواری مینم ❊ علاوہ اسکے یہہ کہ محمد مہدی اور عیسیٰ بن مریم کا زمانہ ایک ہونا مخالف ہے اس حدیث
کے عَنِ النَّبِیِّ صلعم کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالْمَھْدِیُّ وَسْطُھَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُھَا وَلٰکِنْ بَیْنَ
ذٰلِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْھُمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ **قولہ** صفحہ ۱۴ سطر ۸ بتق
اول علماء ربانی نصوص کتاب و سنت و اقوال سلف امت اہل قرون ثلثہ انکی تائید مین نقل کرین ۔ الخ
اقول ہمنے بحولہ و قوتہ تمام شکوک اور شبہات بٹالوی کو بدلائل کتاب و سنت و اقوال سلف امت
رفع دفع کرکے ثابت کر دیا کہ یہ سب اقوال حضرت اقدس مرزا صاحب کی یا تو عین عقائد اسلام مین یا مستنبط

بقیہ حاشیہ ۔ مدت سے یہہ الہام ہوا ہے جو براہین مین بھی درج ہو چکا ہے ۔ بنجرام کہ وقت تو نزدیک
رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد تو مراد اس سے بطور مجاز کے قوت اور رفعت اور علو ہو سکتا ہے
کیونکہ عالم کشف و رویا مین اکثر معانی متجسد ہو کر دکھلائے جاتے ہین ۔ منارہ کی نسبت تعطیر الانام مین لکھا ہے (منارۃ)
ھی فی المنام رجل یؤلف بین الناس و یدعوھم الی صلاح دین مھدی فی اللہ ۔ ایضاً لکھا ہے ومن
رای انہ صعد منارۃ عظیمۃ من خشب و اذن فیھا فانہ یصیب لاٰیۃ وقوۃ و رفعۃ فی الافاق ومن رای
انہ قایم علی منارۃ یسبح اللہ تعالیٰ و یھللہ فانہ ینال صیتا و رفعۃ فی الدنیا و تسبیحہ و تحمیدہ یفرجہ اللہ
عنہ منتخب الکلام مین امام ابن سیرین لکھتے ہین ومن رای مھندس کانہ ادتقی منارۃ عظیمۃ من خشب
و اذن فتصعد یاہ علی معابر فقال تصیب لاٰیۃ وقوۃ و رفعۃ فی الافاق فی بلد اسد دمشق کی نسبت
تعطیر الانام مین لکھا ہے ومن رای انہ بدمشق الشام فان اللہ تعالیٰ یونۃ خیرا کثیرا و نعمۃ

از نقلین ہین اور بٹالوی کے اعتراضات و شکوک محض افترا اور اکا فریب اور بعض جگہ ہین ردّ احادیث صحیحہ ہین اور بعض بسبب تحریف معنوی نصوص کتاب و سنت کے ناشی ہوئے لہذا بالضرور بٹالوی منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کے خارج ہونے کی مخبر صادق نے خبر دی ہے ایک دجال ہے اور اُس کے ایسے عقائد و خیالات و طریق عملی مین جو لوگ پیرو اور ہم مشرب ہین یا جنہون نے بغیر غور اور امعان نظر کے انداہا دہند اپنی مہر اہپر تصدیق تکفیر مومنین پر ثبت کر دی ہین ۔ اگر وہ توبہ نہ کرین تو ضرور انکو بھی ذریات دجال کہہ سکتے ہین اور ایسے لوگون سے درصورت نہ کرنے توبہ کے کوئی شخص شرعاً و عقلاً ولی و ملہم و محدث و مجدد نہین ہو سکتا ۔ فذلک الرام یہہ ہے کہ شیخ بٹالوی آجکی تاریخ سے کہ سطرح سے اُسپر اتمام حجت کر دیا گیا باوجود ہونے ایسے عقائد اور مقالات اور طریق عملی کے پابندی اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ یہ عقائد و مقالات و طریق عملی اسلامی و سنی نہین ہے ۔ بلکہ از انجملہ بعض عقائد و مقالات بالکل یہود یونکے سے ہین اور بعض ہندوان پیروان بید کے سے بعض بالکل نصاریٰ کے بعض اہل بدعت و ضلالت کے اور اُسکا طریق عملی ملحدین وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے اور اپنی طرف سے ایک شرع جدید کا ایجاد کرتا ہے وَشَرَعُوا مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ پس اُس کے اس دعوے نبوت یعنے تشریع من تلقاء نفسہٖ اور اشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے اُسکو اُن تیس دجالون سے جنکی خبر حدیث صحیح مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین کما مر فی المقدمہ اور اُس کے پیروون اور ہم مشربونکو اگر وہ توبہ نہ کرین تو ذریات دجال کہہ سکتے ہین کیونکہ اگر ایسے لوگ دجال نہ ہون تو پھر احادیث نبویہ کا مصداق جنمین تیس یا زیادہ دجالون کذابونکی خبر دیگئی ہے ۔ کون ہوگا اور ایسے اعتقاد و عمل کے ساتھہ کوئی شخص شرعاً و عقلاً ولی و ملہم و محدث بلکہ محدث بھی نہین ہو سکتا اس جہل اور افساد کا شخص اگر عالم ربانی ہو تو

حاشیہ ۔ اشارات فی العبارات مین لکھا ہے وقیل ہی الارض المقدسۃ او البیت المقدس او کل علو ای بقعۃ او جہ برکۃ و مغفرۃ و قناعۃ و راحۃ ۔ اور قادیان کا معسکر المسلمین ہونا ظاہر ہے کیونکہ اولاً تو سابق مین نام بھی اسکا اسلام پور تھا یعنے اسلام کا پور اور محل اسلام سے بھرا ہوا اور معمور جس سے مراد یہی ہے کہ مسلمانون کا مقام یا مسلمانون سے بھرا ہوا اور آباد تھا ۔ ثانیاً سابق مین اس قصبہ کے گرد اگرد ایک فصیل بھی تھی جسکی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اسقدر تھا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر چل سکتے تھے ۔ چار بڑے بڑے برج تھے جنمین قریب ایکہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تھی اور چونکہ اس کے اطراف مین اقوام کفار نہایت درجہ کی متعصب تھی تو اس مناسبت تقاضا کی وجہ سے اسکا نام اسلام پور رکھا گیا اور حادیثہ مین معسکر المسلمین اُسکو فرمایا گیا کیونکہ حضرت مرزا گل محمد مرحوم کے وقت میں یہ علاقہ اور مقام ایک مستقل ریاست اسلام کی تھا اور انہون نے دشمنون کے حملہ روکنے کے لیے کافی فوج اپنے پاس رکھی تھی

یا اب ہو سکے تو پہر تمام امت مرحومہ کے علماء ربانیین کا علم و عرفان بے اعتبار ہو جاوے اس اجمال کی تفصیل یعنے بعض دجل بٹالوی کے بطور تمثیل کے ذیل مین معروض ہین۔

دجل اوّل

الدجل الاوّل

قولہ صفحہ ۱۴۷ اقادیانی کا کواکب و سیارات و افلاک کے لئے نفوس و ارواح تجویز کرنا یونان کے فلاسفہ اشراقیین و ہندوان پیروان بید کا مذہب ہے الی آخرہ۔ **اقول** یہ دجل بٹالوی کا سابق مین ہم مفصل لکھہ چکے ہین کہ حضرت مرزا صاحب ملائکہ کے بارہ مین جو قران مجید تسلیم کرتا ہے وہی اعتقاد رکھتے ہین۔ ہان بنابر ثبوت وجود ملائکہ کے اقوال فلاسفہ و ہندوان بہی الزاماً نقل کئے ہین جیساکہ تفسیر کبیر مین بہی سب اقوال و مذاہب اس بارہ مین نقل کئے گئے کما نقلہ المکفر من التفسیر الکبیر کسیکا مذہب بنابر رد و انکار یا بنابر الزام منکرین نقل کرنے سے ناقل کا وہ مذہب نہین ہو سکتا نقل کفر کفر نباشد مقولہ مشہورہ ہے۔ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا مناظرہ مشرکین مین ہذا ربی وغیرہ کہنا خود قران مجید مین مذکور ہے۔

دجل بر دجل

دجل ثانی

الدجل الثانی

قولہ صفحہ ۱۴۹ صحیحین مین آنحضرت صلعم سے ابوہریرہ نے روایت کیا ہے الی آخرہ۔ **اقول** اس بارہ مین بہی دجل حضرت بٹالوی کا ہم سابق لکھہ چکے ہین کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف یہہ اعتقاد منسوب کرنا (کہ نجوم اور فلکیات موثر حقیقی ہین) محض افترا اور بہتان ہے۔ حضرت مرزا صاحب بہی اعتقاد رکھتے ہین جیساکہ اہل اسلام خدا تعالی کو فاعل با اختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہین بلکہ وہ تو یہہ اعتقاد بطور عرفانی اور شہودی کے رکہتے ہین کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہورہے ہین وہ محض اللہ تعالی کی ہی تاثیر سے ہین ۔ این سببہا در نظرہا پردہاست ۔ در حقیقت فاعل ہر شے

دجل بر دجل

بقیہ حاشیہ ۔ اور تمام زندگی انکی ایسی حالت مین گذری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہین تہی اور نہ کسی کے خراج گذار بلکہ اپنی ریاست مین خود مختار حاکم تہے اور قریب ایکہزار کے سوار و پیادہ انکی فوج تہی اور تین توپین بہی تہین اور قریب چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندون اور علماء و متقین سے انکی مصاحب بنے ہوئے اور پانسو کے قریب قران شریف کے حافظ وظیفہ خوار تہے جو ہمیشہ قادیان مین رہا کرتے تہے اور تمام مسلمانونکو سخت تقید سے صوم و صلوۃ کی پابندی اور دین اسلام کے احکام پر چلنے کی تاکید تہی اور منکرات شرعی کو اپنے حدود مین رائج ہونے نہین دیتے تہے اور اگر کوئی مسلمان ہوکر خلاف شعار اسلام کوئی لباس یا وضع رکھتا تہا تو وہ سخت مورد عتاب ہوتا تہا اور سقیم الحال اور غربا اور مساکین کی خبر گیری اور پرورش کے لئے ایک خاص سرمایہ نقد اور جنس کا جمع رہتا تہا جو وقتاً فوقتاً انکو تقسیم ہوتا تہا ۔ غرضکہ حضرت مرزا گل محمد صاحب مرحوم ایک مرد اولوالعزم اور متقی اور غایت درجہ کے بیدار مغز اور اوّل درجہ کے

غداست تنبیہہ بطالویصاحب نے صفحہ ۱۴۹ مین جو عبارت حجۃ اللہ سے نقل کی ہے اُسمین عجب طرحکا کتربونت کیاہے اصل عبارت سابق مین ہم لکھ چکے ہین فلیرجع الی اصل الکتاب لیظہر الصدق والصواب

الدجل الثالث

قولہ صفحہ ۱۵۲ - اور قادیانی کا حضرت جبرئیل و ملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بہی اسی فلسفیون اور نیچریونکے اصول پر مبنی ہے جسکا کفر ہونا ابہی بیان ہواہے الخ **اقول** اس دجل بطالوی کو ہم مفصل بیان کر چکے ہین فلیرجع الیہ لیظہر الحق و مالہ و ماعلیہ۔

الدجل الرابع

قولہ صفحہ ۱۵۱ شرح عقائد نسفی بصفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے الی آخرہ۔ **اقول** یہانپر بطالویصاحب نے شرح عقائد کی عبارت جو مفید ہے اُسکو برعکس مضر قرار دیکر حضرت اقدس مرزا صاحب کو ملاحدہ باطنیہ مین داخل کرنا چاہا ہے جو محض تلبیس او ر دجل ہے بیان اُسکا مفصل ہم لکھ چکے ہین یہانپر صرف اسقدر اور گذارش کئے دیتے ہین کہ جبکہ شرح عقائد مین جملہ مَا لَمْ يُصْرَفْ عَنْهَا دَلِيْلٌ قَطْعِيٌّ موجود ہے تو اب ہم کہتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے جس جگہہ پر کسی حدیث کو محمول علی الظاہر نہین رکہا تو وہان پر دلیل قطعی صرف عن الظاہر کی اُنکے پاس موجود ہے دیکھو ازالہ اوہام اور اعلام الناس وغیرہ کو نظر انصاف سے ہان البتہ جس جگہ پر دلیل قطعی موجود نہین وہان پر معنے

بقیہ حاشیہ - بہا تہوا اور اپنی ذاتی شجاعت مین الیسے مشہور رہتے تہے کہ اُس وقت کی شہادتون سے یہ بداہت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین انکا کوئی نظیر نہ تہا اور حضرت مرزا صاحب مرحوم کے حالات عجیبہ مین سے ایک یہ ہو کہ مخالفین مذہب بہی اُنکی نسبت ولایت کا گمان رکہتے تہے اور اُنکے بعض خارق عادت امور عام طور پر دلونمین نقش ہو گئے تہے یہ بات شاذ و نادر ہوتی ہے کہ کوئی مذہبی مخالف اپنے دشمن کی کرامات کا قائل ہو لیکن اس راقم (یعنے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے) مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے بعض خوارق عادت اُن سکہون کے موہنہ سے سنے ہین جن کے باپ دادا مخالف گروہ مین شامل ہو کر لڑتے تہے - اکثر آدمیونکا بیان ہے کہ بسا اوقات حضرت مرزا صاحب مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمی کے مقابل پر میدان جنگ مین نکلکر اُنپر فتح پالیتے تہے اور کسیکی مجال نہین ہوتی تہی کہ اُنکے نزدیک آسکے اور ہرچند جان توڑکر دشمن کا لشکر کوشش کرتا تہا کہ توپون یا بندوقون کی گولیون کو اُنپر مارین مگر کوئی گولی یا گولا اُنپر کارگر نہین ہوتا تہا یہ کرامت اُنکی صدہا مسلمانون اور مخالفین بلکہ سکہونکی موہنہ سے سُنی گئی ہے جنہون نے اپنے لڑنے والے باپ دادون سے سند آبیان کی تہی اسمین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ مرزا صاحب مرحوم دن کے وقت ایک پرہیبت بہادر اور رات کے وقت ایک باکمال عابد تہے اور معمور الاوقات اور متشرع تہے اُس زمانہ مین قادیان مین وہ نور اسلام چمک رہا تہا کہ اردگرد کے مسلمان اس قصبہ کو مکہ کہتے تہے انتہی ملخصا و

ظاہری کا انکار بھی نہیں کیا اور معہذا جو معانی متعلق بطن ہیں اُسکو بیان فرما دیا ہے جیسا کہ لیلۃ القدر وغیرہ کی تفسیر ہے یہہ امر تو بموجب تمہارے اقرار کے کمال ایمان اور محض عرفان ہے پھر اسمین کیا نقصان ہے تمنے خود لکھا ہے وَاَمَّا مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ مِنْ اَنَّ النُّصُوْصَ مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى ظَوَاهِرِهَا وَمَعَ ذٰلِكَ فِيْهَا اِشَارَاتٌ خَفِيَّةٌ اِلٰى دَقَائِقَ تَنْكَشِفُ عَلٰى اَرْبَابِ السُّلُوْكِ يُمْكِنُ التَّطْبِيْقُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الظَّوَاهِرِ الْمُرَادَةِ فَهُوَ مِنْ كَمَالِ الْاِيْمَانِ وَمَحْضِ الْعِرْفَانِ **تنبیہ** بٹالوی صاحب نے جو شرح عقائد کی عبارت کے ترجمہ مین تحریف و تبدیل اور کتر بونت کیا ہے ناظرین اُسکو ملاحظہ فرماوین تاکہ دجل بٹالوی صاحب کا بخوبی واضح ہو جاوے کہ جو امر مقتضاے کمال ایمان کا اور منشا محض عرفان کا ہے اُسکو بٹالوی صاحب محض کفر قرار دیتے ہین یہہ کسقدر دجل عظیم ہے۔

دجل عظیم

الدجل الخامس

قولہ صفحہ ۱۵۵ امام نووی شرح مسلم مین بصفحہ ۳۰۴ جلد ثانی مین فرماتے ہین الخ **اقول** امام نووی صاحب نے جو لکھا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو کچھہ مضر نہین کیونکہ امام نواوی کا یہ کہنا کہ لَيْسَ الْمُرَادُ بِنُزُوْلِ عِيْسٰى اَنَّهٗ يَنْزِلُ نَبِيًّا بِشَرْعٍ يَنْسَخُ شَرْعَنَا الخ یہ ایک امتی پر بھی صادق آسکتا ہے جو مصداق اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کا ہووے غایت الامر یہہ ہے کہ امام نوادی صاحب کا یہہ خیال ہے کہ حضرت نبی بنی اسرئیل ہے بذات خود تشریف لاوین گے مگر یہہ اُنکا خیال یا اجتہاد کوئی حجت شرعی نہین ہے بلکہ پیشین گوئی مین تو خود ملہم کو بھی اجتہاد مین خطاء اجتہادی واقع ہو سکتی ہے یاد کرو تم اُن خفیات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و مجتہدین کو جو اول اشاعۃ السنہ مین لکھہ چکے ہو یہی تو آپ کا دجل ہے کہ ایک مقام پر ایک امر کا اثبات بڑی زور و شور سے کر گئے ہو اور دوسری جگہ اُسی امر کا انکار بڑے شد و مد سے کرتے ہو

دجل بر دجل

بقیہ حاشیہ مشرح من انہ لا الہ الا ھو صا۔ اب ناظرین ان سب امور مین غور فرما کر داد انصاف دیوین کہ ان اوصاف سے بڑھ کر عسکر المسلمین مین اور کیا وصف ہونا چاہئے۔ اور اُردو تن مین نزول مسیح سے بھی اُنکی قوت اور شوکت اور رفعت مراد ہے کتب لغات مین لکھا ہے کہ نشاۃ ردینیۃ و رسخ ردینیا باوجود صدق ان معنو لغوی کے دیکھو کتب الرویا کو تعلیم للاصناف فان لا الانصاف احسن الاوصاف **تنبیہہ** جو لفظ بعث کا بہا بنر مسیح کے واسطے استعمال کیا گیا ہے وہی لفظ اس حدیث مین یاجوج ماجوج کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے اور وہی لفظ اس حدیث مین ہود کے لئے بولا گیا ہے پس بناء علی ہذا جو معنے بعث کے مخالفین کے خیال مین ہین یعنے نزول من السماء بجسدہ العنصری) وہ اس حدیث کو رد ہوگئی۔ زرد کپڑونکی تفسیر سابق گذر چکی فتذکرہ ولا تکن من الساھین والغافلین۔ اور متفق علیہ حدیث مین لفظ رجلین کا آیا ہے جسکو ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو دو آدمیون کے کندہو پر ہاتھ

ف عسکر المسلمین دیان بموجب حدیث کے ۱۲

اور یہ کسقدر تمہارا دجل عظیم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو جو ان سب احادیث مبحوث عنہا کو تسلیم کر کر اپنے اپنے محل پر توفیق و تطبیق بتاویل صحیحہ حسب قواعد عربیہ و اصول ادبیہ کرتے ہین ساتھ معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کے ایک پلہ مین رکھہ کر برابر کر دیا ہے۔

دجل ششم
دربارہ وضع الجزیہ

الدجل السادس

قولہ صفحہ ۱۵۶۔ اور اسکی جلد اول مین بصفحہ ۷ ۸ لکھا ہے الخ۔ اقول واضح خاطر ناظرین ہو کہ یضع الجزیہ کی شرح مین شراح حدیث کا اختلاف ہے جو کچھہ امام نواوی صاحب نے لکھا ہے اُس کا ماحصل یہہ ہے کہ قاضی عیاض کا تو یہہ قول ہے کہ مراد اُس سے یہہ ہے کہ جملہ کفار پر جزیہ رکھا جاویگا اور بسبب کثرت مال کے جمیع کفرہ اپنی اوپر جزیہ قبول کر لیوینگے اور قتال نہین کرینگے بلکہ منقاد ہو کر رہینگے الحاصل وضع الجزیہ کے معنی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضربہا علی جمیع الکفرۃ ہوئی۔ اور ابوسلیمان خطابی وغیرہ علما کے نزدیک معنی اُس کے یہہ ہین کہ لا یقبل الا الاسلام جو مختار امام نووی کے ہین ان معنے کا ماحصل یہ ہے کہ جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا بلکہ یہ حکم جزیلی نافذ ہوگا کہ یا تو جملہ کفار اسلام مین داخل ہون یا قتل کیے جاوین۔ ان معنی پر چند اعتراض وارد ہوتے ہین اول تو یہہ کہ هٰذَا خِلَافُ مَا حُکْمُ الشَّرْعِ الْیَوْمَ فَاِنَّ الْکِتَابِیَّ اِذَا بَذَلَ الْجِزْیَۃَ وَجَبَ قُبُوْلُهَا وَلَمْ یَجُزْ قَتْلُہٗ وَلَا اِکْرَاہُہٗ عَلَی الْاِسْلَامِ اور جبکہ اہل اسلام کا یہہ اعتقاد بھی ہے کہ ان عیسیٰ یحکم بشرعنا تو پھر حضرت عیسے ایسے بڑے حکم منصوصہ قرانی کو کیونکر منسوخ کر سکتے ہین اسکا جواب امام نووی نے یہہ دیا ہے۔ وَجَوَابُہٗ اَنَّ هٰذَا الْحُکْمَ لَیْسَ مُسْتَمِرًّا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ بَلْ هُوَ مُقَیَّدٌ بِمَا قَبْلَ نُزُوْلِ عِیْسٰی الخ ظاہر ہے کہ یہہ جواب نہایت درجہ ضعیف ہے اس جواب سے اعتراض مذکور ہرگز رفع نہین ہو سکتا کیونکہ اسطرح

بقیہ حاشیہ ✕۔ رکھے ہوئے طواف کرتے دیکھا اس صورت مین حسب اصول مسلمہ اہل حدیث روایت مکین کو بھی اسی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ وہ حدیث متفق علیہ ہے اور انکے کندھون پر ہاتھہ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ دو رجل ابن مریم کے مددگار اور انصار ہونگے اور تائید غیبی اُن دونون رجلون کی بھی شامل حال ہووے گی اسی لحاظ سے انکو مکین کہا گیا ہے سو اُن دو رجلون مین سے ایک رجل تو بلاشک عالم متبحر حکیم حکمت قرانی و طبیب روحانی مولانا نور الدین صاحب شرح اللہ صدرہ بنور الیقین ہین اور یہ عاجز بھی دعا کرتا ہے کہ ثانی اثنین انکا ہو جاوے آمین ثم آمین۔ اسجگہ پر ایک ہدایت نامہ موسومہ احقر حضرت اقدس کا بلفظہ اس بارہ مین نقل کیا جاتا ہے و اما بنعمۃ ربک فحدث سے شکر نعمت نعمت افزون کند کفر نعمت نعمت بیرون کند۔ و ہو ہذا بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی مخدومی مکرمی اخویم مولوی محمد احسن صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ پہنچکر بدریافت خیر و عافیت خرمی ہوئی خدا تعالے آپ کو خوش و خرم رکھے اور اپنی محبت مین دن بدن ترقی بخشے رسالہ الحق چھپ کر آگیا ہے تاہم جسقدر اس عاجز کی تائید مین لکھا ہے خدا تعالی

تو ہمارے رسول مقبول نبی آخرالزمان صلعم بھی کسی حکم شرع موسوی یا عیسوی کے ناسخ نہین ہوسکتے۔ کیونکہ خود حضرت موسے اور حضرت عیسے نے آنحضرت صلعم کی پیشین گوئیوں مین سب کچھ بیان فرما دیا ہے پس جو احکام موسوی یا عیسوی آنحضرت صلعم نے منسوخ فرمائے مین اُس کے مبین بھی حضرت موسی یا حضرت عیسی ہی رہے اور شرع اسلام بھی وہی شرع موسوی عیسوی ہی رہے اور اسطرح یہ کہہ سکتے ہین کہ اَنَّ الْحُکْمَ الْفُلَانِیَّ لَیْسَ مُسْتَمِرًّا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ بَلْ ھُوَ مُقَیَّدٌ بِمَا قَبْلَ نُزُوْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخْبَرَ مُوْسٰی اَوْ عِیْسٰی فِی الْاِخْبَارِ بِنَسْخِہٖ وَلَیْسَ مُحَمَّدٌ ھُوَ النَّاسِخُ بَلْ مُوْسٰی علیہ السلام اَوْ عِیْسٰی علیہ السلام ھُوَ الْمُبَیِّنُ لِلنَّسْخِ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُکْمُہٗ بِشَرْعِہٖ اِلٰی اٰخِرِ الْاَبَدِ علاوہ برین جبکہ بضع فعل کی اسناد حضرت عیسی کیطرف ہے وحقیقتًا فاعل آپکی حضرت عیسی ہی ہو گئے تو بلا دلیل قطعی کے حقیقت سے طرف مجاز کی کیونکر صرف کیا جاویگا۔ دوسری یہ کہ تمام کفار کا اسلام مین داخل ہونا کسیوقت مین کیون نہو آیات بینات اور محکمات قرآنی کے بالکل مخالف ہے کلمر سوم یہ کہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی وغیرہ آیات منصوصہ کے مخالفت لازم آتی ہے حالانکہ مفسر صاحب نے اسی آیت کی تفسیر مین بارہ مسائل رفع جہاد ایک رسالہ طویلہ تحریر فرمایا ہے۔ پھر یہ جواب امام نوادی صاحب کا کیونکر مقبول ہوسکتا ہے اسواسطے حضرت مرزا صاحب نے بضع الجزیہ کے یہ معنے صحیح بیان فرمائے ہین کہ آئندہ نوبتین خود بخود دل سچائی اور حق کی طرف کھنچی جاویگی کسی لڑائی کی حاجت نہین ہوگی خود بخود ایسی ہوا چلے گی کہ جوق درجوق اور فوج درفوج لوگ دین اسلام مین داخل ہوتے جاوینگے۔ پھر جب دین اسلام مین داخل ہونیکا دروازہ کھلجائے گا اور ایک عالم کا عالم اس دین کو قبول کرلے گا تو پھر جزیہ کس سے لیا جاوے گا مگر یہ سب کچھ ایکدفعہ واقع نہین ہوگا۔ ہان ابھی سے اسکی بنا ڈالی جائے گی انتہی یہ معنے ایسے درست

(بقیہ) حاشیہ ۔ بنہایت درجہ سرور و فرحت و انشراح خاطر حاصل ہوا جزاکم اللہ خیرا اسے ای دقت تو خوش کو وقت ناخوش کردی۔ آپکی تالیفات پر نظر ڈالنے سے بالطبع ہماری جماعت کے لوگونکو آپ سے محبت پیدا ہوگئی ہے جابجا آپ کا تذکرہ محبت اور اخلاص سے ہوتا ہے اور بلاشبہہ خدا تعالے نے آپکو اعلاء کلمہ حق کے لئے چن لیا ہے۔ مجھے کئی دفعہ یہہ خیال دل مین گذرا ہے کہ وہ حدیث جسمین لکھا ہے کہ مسیح موعود کو دیکھا گیا کہ دو آدمیون کے کاندھے پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہے وہ دو آدمی آپ ہی ہین جو اپنے پورے جوش کے ساتھ اس راہ مین اپنے تئین فدا کر رہے ہین آخر خط تک محررہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۲ء **قولہ** اذا طاطا راسہ قطر مراد اس سے تعب فی الدین ہے کہ بسبب تعب شدید اٹھانے کے پسینے کے قطرات بوقت سر جھکانے اور سر اٹھانے کو ترشح ہورہے گے تعطیر الانام مین لکھا ہے وقد یکون العرق تعبا یصیب من راہ اور ان قطرات کو موتی چاندی کے بطور استعارہ کے کہا گیا ہے واسطے اظہار حسن اور خوبی ان قطرات کے۔ جیسا کہ حدیث متفق علیہ مین بوئی دہن روزہ دار کو فرمایا گیا ہے **وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ قولہ** صلعم فلا یحل لکافر الخ مراد اس سے یہ ہے کہ آپکی تحریر و تقریر کے مقابلہ مین کوئی مخالف ٹھہر نہ سکیگا اور جو مخالف اس کے انفاس یعنے کلام کا مقابلہ کریگا

اور صواب معلوم ہوتے ہین کہ کوئی اعتراض انپر وارد نہین ہو سکتا ہے اور جو تعارض بین الادلہ تھا
وہ بھی رفع ہو گیا ایسے توفیق و تطبیق کو الحاد و زندقہ قرار دینا کسقدر دجل عظیم ہے تمام اکابر علماء ایسی
حالت مین اپنے اپنے اجتہاد کے موافق توفیق و تطبیق کیا ہی کرتے ہین پھر جبکہ یہ مسئلہ مختلف
فیہا ٹہرا اور اجتہاد کو اُسمین دخل ہوا تو ایسے مسائل اجتہادیہ مین تکفیر کرنا کسقدر دجل عظیم ہے و قد
قال العلماء قاطبۃ الحنابلۃ و غیرہم لا انکار فی مسائل الاجتہاد۔

دجل ہفتم

الدجل السابع

قولہ صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ ازالہ اوہام کی جلد دوم صفحہ ۳۹۹ مین فرمایا ہے الخ اقول اس سے پہلے دجل مین
تو قول قاضی عیاض کو ناصواب و غیر صحیح قرار دیا گیا ہے اور اسجگہ پر قول قاضی عیاض کو ایسی دلیل
اور حجت شرعی گردانا گیا کہ اُس کے مخالف کی تکفیر کی گئی اور قاضی صاحب کو مفترض الطاعتہ مانا
گیا حالانکہ تمام اکابر علماء محققین نے خلاف قاضی عیاض کے لکھا ہے اور تصریح کی ہے کہ جملہ افعال
دجال بطور تخییل و تمویہ کے ہونگے نہ حقیقتاً کیونکہ خود اُس کا نام دجال ہی بندا ء بلند اس بات کو کہہ
رہا ہے اور چونکہ احوال دجال از قسم رویا اور منام کے ہین لہذا قابل تعبیر مناسب کے ہین و غیر ذلک من الوجوہ
الکثیرۃ الباعثۃ علی التاویل الصحیح والتعبیر الرجیح پھر قاضی صاحب کو امور پیشین گوئی مین خصوصاً اون
پیشین گوئیون مین جو از قسم رویا و منام ہین) اُنکی محمول علی الظاہر رکھنے مین مفترض الطاعۃ قرار دینا
کیسا دجل عظیم ہے۔ ایہا الناظرین قاضی عیاض صاحب کے فتوے سے احیاء العلوم کے نسخے بھی
جلائے گئے ہین اُنکا فہم اور اجتہاد اگر حجت شرعی ہے تو صرف مکفر صاحب پر ہوگا حضرت مرزا صاحب
پر نہین ہے حالانکہ مکفر صاحب تو فہم صحابہ کو بھی حجت شرعی نہین گردانتے کما فی اشاعۃ السنہ پھر
اسجگہ پر فہم قاضی عیاض کو ضروریات ایمان سے قرار دینا اور اُس کے خلاف کو کفر کہنا دجل نہین تو

بقیہ حاشیہ - تو اُسکو موت آجاویگی اور اُسکے کلمات طیبہ اور انفاس متبرکہ اُس حد تک پہونچینگی
جہانتک اُسکی نظر کشفی پہونچیگی یعنے تمام دنیا کے اطراف مین پہونچکر تمام مخالفین کو ساکت اور خاموش کر دیوینگے
انفاس سے کلام کا مراد ہونا ظاہر ہے قال الشاعر ؎ اہل الحدیث ہم اصحاب النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا
اور لُد کے دروازہ پر دجال کا پکڑنا اور قتل کرنا کنایہ ہے اس سے کہ دجاجلہ مخالفین کا شر و فساد اگرچہ انتہائی درجہ پر
ہوگا تاہم مسیح موعود کو اُنپر ظفر اور فتح حاصل ہوگی تعطیر الانام مین لکھا ہے و من رای انہ دخل علی قوم مین باب
فانہ یظفر علی اعدائہ و تدحض حجۃ خصمائہ - اور سورہ مریم مین اللہ تعالی فرماتا ہے فانما یسرناہ بلسانک لتبشر
بہ المتقین و تنذر بہ قوما لدا یعنے ہمنے قرآن تیری زبان مین اس لئے آسان کیا کہ اُس سے پرہیزگارون کو تو خوشخبری دے کر

اور کیا ہے۔

دجل ہشتم

الدجل الثامن

دجل بر دجل

قولہ صفحہ ۱۶۰ حضرت امام الائمہ امام اعظم علیہ الرحمتہ نے فقہ اکبر مین اور ملا علی قاری نے اُسکی شرح مین فرمایا ہے الخ۔ اقول خروج دجال و یاجوج ماجوج اور طلوع شمس من مغربہا اور نزول عیسے کا منکر کون ہے جس کے خطاب و مقابلہ مین آپ یہہ عبارات طویلہ نقل فرمارہے ہین یہہ سب پیشینگوئیان مخبر صادق کی حضرت مرزا صاحب کے نزدیک حق اور ثابت ہین جن تاویلات صحیحہ سے ٹھیک ٹھیک ہوجاوین کما مر مفصلاً مگر جو خیال آپکا ان ہو سکی نسبت ہے اُسکا ثبوت دلائل قطعیہ فقہ اکبر یا شرح فقہ اکبر مین کیا گیا ہے۔ بینوا توجروا۔ مگر آپ کی اس عناد و مخالفت سے اتنا فائدہ حاصل ہوا کہ آپ امام ابوحنیفہ صاحب کے امام الائمہ اور اعظم الائمہ ہونے کی قائل ہوگئے۔ ایہا الناظرین پہلے جبکہ مکفر صاحب اوائل نمبر اشاعۃ السنہ کے لکھ رہے تھے امام صاحب کو صرف ۱۷ احدیثین آتی تھین اور علم مین مکفر صاحب سے امام اعظم صاحب نہایت درجہ کمتر تھی۔ اب غنیمت سمجھو کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مین امام ابو حنیفہ صاحب امام الائمہ اور اعظم الائمہ تو ہو گئے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ سے مکفر صاحب گاہے چنین گاہے چنان عوام کو ایسے دہوکون سے فریب دینا اسکا نام دجل نہین ہے تو اور کیا ہے سہ بہر رنگے کہ می آئی شناسم۔

دجل نہم

الدجل التاسع

دجل بر دجل

قولہ صفحہ ۱۶۲۔ اور شرح عقائد نسفی مین ہے۔ اقول شرح عقائد نسفی وغیرہ مین جو کچھہ اولہ صحیحہ سے لکھا ہے اُسکا انکار کس نے کیا ہے گفتگو تو اسمین ہے کہ ان پیشینگوئیوں کی تمام اجزا انہین معنی پر محمول ہین جو آپکے خیالات مین جسکی وجہ سے طرح طرح کے تعارض اور مفاسد لازم

بقیہ حاشیہ ۔ اور جھگڑالو قوم کو ڈراوے۔ اور اگر یہ بات ثابت ہوجاوے کہ لد کوئی شہر بھی ایسا موجود ہے کہ اُسکی شہر پناہ اور دروازہ بھی ہے تو ممکن ہے کہ کسیوقت مین مسیح موعود یا دریان کو جو دجال اکبر ہین اُس شہر کے دروازہ پر بھی حجت اور برہان سے ایسا مغلوب کرے کہ اُنکو بالکل موت آجاوے یا کسی قوم دجال کے مکان مین جاکر اُس کے دروازہ پر حجت اور برہان سے اُنکو ساکت اور مبہوت اور ہلاک کرے یا در صورت اصرار کرنے اُس فریق ضال دجال کے عناد اور جھگڑے بے سود پر اپنی توجہ اور دعا سے اُنکو ہلاک کرے ثم یاتی عیسی قوم قد عصمہم اللہ منہ فیمسح عن وجوہہم ویحدثہم بدرجاتہم فی الجنتہ یعنے پہر آویگی ایک قوم عیسی کے پاس کہ اُنکو شر دجال سے اللہ تعالے نے محفوظ رکھا ہوگا سو حضرت مسیح مہربانی کرکر اُنکے چہرہ سے مصیبت کی گرد جہاڑینگے اور اُنکو جنت کے

متن حدیث

آتے ہین یا اُنکے ایسے معنے صحیح بہی مراد ہین جنسے تمام تعارض اور مفاسد دفع ہوجاوین اور توفیق وتطبیق بین الاحادیث المتعارضہ حاصل ہوجاوے۔ بطالوی صاحب یہہ اقوال علماء سلف اور آثار اور احادیث کو ایسے پیرایہ سے نقل و بیان کرتے ہین جس سے ناظرین کو یہہ خیال پیدا ہو کہ حضرت مرزا صاحب ان سب احادیث اور ان جملہ امور کے منکر ہین یہ دجل نہین تو اور کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے ایسے ایسے تارہائے عنکبوت سے بیت عنکبوت تکفیر کا طیار کیا جاتا ہے بطالوی پر لازم تہا کہ جو تعارض اور فساد اُنکے خیالی معنے پر لازم آتا ہے اولاً اُسکو رفع کرتے بعد اُسکے حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتے **قولہ** صفحہ ۱۶۴ - اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی مین جس آنیوالے مسیح کا ذکر ہے اُس کے نام کے ساتھ جابجا لفظ نبی اللہ کا وارد ہے الی آخرہ۔ **اقول** یہہ اعتراض آپ کے مسلک کے بموجب بہی وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر حضرت عیسے بحیثیت نبوت نازل ہوئے تو ہمارے رسول مقبول نبی آخر الزمان کا خاتم النبیین ہونا منقوض ہوا جاتا ہے اور اگر نبوت سے معزول ہوکر اور اُمتی ہوکر آئے تو قطع نظر دیگر مفاسد کے پہر اُنکو بوصف نبی اللہ کیون موصوف کیا گیا اگر آپ کہین کہ باعتبار سابق کے اُنکو نبی اللہ کہا گیا تو یہ مجاز ہوا جاتا ہے اسیطرح ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ ایک محدث ملہم و مخبر عن اللہ کو جو انا لکم منکم کا مصداق ہو اُسکو بہی مجازاً نبی کہہ سکتے ہین مگر بفضلہ سبحانہ تعالیٰ جو کچہہ کہ آپ اس تعارض کے رفع مین جہہ توفیق و تطبیق بیان کرین وہی ہماری طرف سے منظور فرماوین کیونکہ ہم بہی یہی کہتے ہین کہ اس مجدد و مسیح بن مریم مین دو حیثیتین ہین ایک اُمتی ہونا اس اعتبار سے اُنکو امامکم منکم فرمایا گیا اور دوسرے محدث ہونا جسکی تعریف مین ہم پہلے اولہ سے ثابت کر چکے کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہونا اُس کا وصف لازمی ہے پس اس لحاظ سے اُسکو مجازاً نبی کہا گیا اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہہ پیشین گوئیان منجملہ مکاشفات اور رویا کے ہین اور مکفر کو بہی اس امر کا اقرار ہے انکار نہین چنانچہ بصفحہ ۱۶۷ صحیح بخاری سے یہہ حدیث نقل کی ہے ارانی اللیل عند الکعبۃ فی المنام الحدیث اسپر کوئی جرح نہین کیا اور کیونکر کوئی اس حدیث پر جرح قدح کر سکتے

بقیہ حاشیہ ۔ ۔ ۔ در جونکی بشارت دیوین گے ف یعنی مسیح بن مریم اُس قوم سے جو دجال کے شر ور دفتن سے محفوظ رہی ہے زیادہ تر محبت اور پیار سے پیش آوینگے اور اُنکی پریشانی کو دفع کرین گی اور جنت کے درجات کی خوشخبری سناوینگے فبین ما ہو کذالک اذ اوحی اللہ الی عیسی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالہم فحرز عبادی الی الطور یعنے مسیح بن مریم اسی حالت مین ہونگے کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ طرف حضرت عیسیٰ کی وحی بہیجیگا کہ مین نے کچہہ اپنے بندے نکالے ہین کہ اُنسے لڑنیکی کسیکو طاقت نہین ہے سو میرے بندونکو طور کیطرف پناہ مین کرلو ف یہان پر وحی سے مراد وحی ولایت ہے نہ وحی رسالت اور وحی ولایت قران مجید سے ثابت ہے قال اللہ تعالی اذ اوحینا الی امک ما یوحی وغیر ذلک من الایات - اس وحی ولایت کا بیان ہمنے حصہ دوم اعلام مین بغصل طور پر کیا ہے فلیرجع الیہ طور سے مراد یہان پر یا تو مقام مسیح ہے کیونکہ وہی نور کی جگہ ہے جسکو دوسری جگہ منارہ فرمایا گیا ہم

متن حدیث

ہین صحیح بخاری مین متعدد مقامات سے ان احوال و اوصاف مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا رویا اور منام مین ہونا بطور نص کے ثابت ہے لہذا ایسے مجدد و مثیل مسیح کو جو محدث ہو بمعنے مخبر عن اللہ نبی کہہ دینا کوئی استبعاد نہین کہتا جسکو بہ سبب مماثلت تامہ کے وہ اتحاد حاصل ہے جسکا اقرار تم وقصہ ابن حزم مین سابق کرچکے ہو اگر اب منکر ہوتے ہو تو دیکھو تعطیر الانام مین لکھا ہے۔ وَمَنْ رَأٰی اَنَّہٗ صَارَ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ یَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُصِیْبُہٗ شَدَائِدُ الدُّنْیَا وَغُمُوْمُھَا بِقَدْرِ حَالَۃِ ذٰلِکَ النَّبِیِّ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ثُمَّ یَنْجُوْ بِلُطْفِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکَرَامَتِہٖ وَلَا یُخْذَلُ۔ امام ابن شاہین اشارات فی العبارات مین لکھتے ہین وَمَنْ رَأٰی اَنَّہٗ صَارَ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ یَمُوْتُ شَہِیْدًا اَوْ رُزِقَ الصَّبْرَ وَالْعِبَادَۃَ وَالْاِحْتِسَابَ عَلَی الْمَصَائِبِ امام ابن سیرین منتخب الکلام مین وَمَنْ رَأٰی کَاَنَّہٗ تَحَوَّلَ نَبِیًّا مُعَیَّنًا فَاِنَّ الشَّدَائِدَ بِقَدْرِ مَرْتَبَۃِ ذٰلِکَ النَّبِیِّ فِی الْبَلَاءِ وَیَکُوْنُ اٰخِرُ اَمْرِہٖ الظَّفْرَ وَالنَّصْرَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی الحاصل جن اعتبارات سے اس مجدد کا نام عالم ملکوت مین مسیح ہے ابن مریم ہے عیسیٰ ہے انہین اعتبارات سے نبی اللہ بہی کہا گیا ہے اور درصورتیکہ استعمال لفظ رسول کا قرآن مجید اور محاورات عرب مین غیر نبی پر بکثرت موجود ہے تو اگر لفظ نبی کا بھی غیر نبی پر بولا جاوے تو کیا محذور شرعی لازم آیا خصوصاً جبکہ وہ غیر نبی محدث بہی ہو وعلی الخصوص جبکہ یہہ لحاظ بہی کیا جاوے کہ معنے لغوی نبی اللہ کے مخبر عن اللہ کے ہین۔ **قولہ** صفحہ ۱۶۶۔ اگر اس نبی سے محدث مراد ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی نفی نہ کرتے اور نہ فرماتے کہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی نہین کیونکہ محدث تو آنحضرت صلعم اور آنے والے مسیح کے درمیان بہت ہو چکے ہین الی اخرہ۔ **اقول** ایسے محدثون پر لفظ رسول کا بہی بولا گیا ہے اور پھر یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ لفظ نبی سے محدث ہی مراد ہو اُسکا مدعی کون ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ اس حدیث یعنے لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ مین مراد نبی سے

بقیہ ٭ حاشیہ ٭ - یا قلب مسیح سے مراد ہے جو تجلی گاہ معارف و اسرار قرآنیہ کا ہے اس قسم کے استعارات بہت مستعمل اور مروج ہین جیسا کہ بیت اللہ اور عرش سے بہی مراد بعض جگہ قلب مومن کامل کا لیا گیا ہے۔ تعطیر الانام مین لکہا ہے ومن رائی انہ صعد الی جبل طور سینا فانہ یناظر مع انسان فی امر صواب ویحصل لہ بواسطۃ ذلک خیر و منفعۃ ومن رائی انہ صعد جبل الجودی فانہ استولی فی امورہ وسلامۃ وعز لحق لہ تعالی واستوی علی الجودی۔ ومن رائی انہ بجبل عرفات فانہ یدل علی حصول توبتہ وخیر ومن رائی انہ صعد علی جبل لبنان فانہ یصاحب العلماء۔ یہہ فقرہ یعنی فحرس عبادی الی الطور اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود بہت سے اللہ کے بندگان خاص کو اپنے مقام مین جو تجلی گاہ انوار معارف قرآنیہ کا ہے طلب کریگا چنانچہ اس پیشین گوئی کا صدق اب

نبی تام ہے نہ محدث پہر ہم کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ اگر بذات خود آوین تو دو حال سے خالی نہین یا تو مع وصف نبوۃ کے (جو بالفعل اُنمین ہو اور اُس کے آثار و نتائج جو تشریع احکام شرع ہی پائے جاوین) آوین گے یا مسلوب النبوۃ ہو کر آوین گے۔ در صورت اول لازم آتا ہے کہ ہمارے رسول مقبول صلعم خاتم النبیین نہ رہے حالانکہ یہہ لازم باتفاق اہل اسلام و نصوص قطعیہ کے باطل ہے۔ اور اگر مسلوب النبوۃ ہو کر آئے اسطرح پر کہ آثار و نتائج نبوۃ مین سے کوئی نتیجہ اور اثر اُنسے ظاہر نہ ہو جیسا کہ کسی بادشاہ کی بادشاہت اور سلطنت جاتی رہتی ہے اور مفلس ہو جاتا ہے۔ تو اب ہم دریافت کرتے ہین کہ ہم مین اور اُنمین کیا فرق رہا۔ اور کونسا مابہ الامتیاز ہم مین اور اُنمین موجود ہوگا بجز اس کے کہ ہم پہلے استون سے افضل اشرف ہین اور امم سابقہ ہمسے مفضول قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

الدلیل العاشر قولہ صفحہ ۱۶۲۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح و خروج دجال یاجوج و ماجوج مین قادیانی اور اُس کے اتباع کی تاویل ملحدانہ تحریف ہے الخ اقول ناظرین پر ثابت ہو چکا کہ یہہ تمام تاویلات عین مراد خدا و رسول اور تاویلات صحیحہ اور تعبیرات حقہ ہین اور دیگر واضح ہو کہ امارات قیامت کی دو قسمین ہین اول امارات صغریٰ دوم امارات کبریٰ اور یہہ دونون قسمین تمام شراح حدیث اپنی کتابون مین لکھتے چلے آتے ہین حضرت اقدس مرزا صاحب نے امارات صغرا مین کہین تاویل نہین کی الا ما شاء اللہ و النادر کالمعدوم کیونکہ امارات صغریٰ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہین۔ آگے رہین امارات کبریٰ اُنکی نسبت یہہ عرض ہے کہ علم ساعت کا مع ما لہا و علیہا کے کسیکو نہین دیا گیا اور امارات کبریٰ چونکہ عین مقدمات ساعۃ ہین پس اُنکا علم بھی پورا پورا کسیکو قبل و قوع کے نہین دیا گیا۔ دیکھو ایک حدیث جبرائیل ہی کو جو متفق علیہ ہے اور اول الابواب مشکوۃ شریف مین مذکور ہے اُس حدیث مین علم ساعۃ کو حوالہ بخدا کیا گیا ہے اور آنحضرت صلعم امارات صغرا کو بیان کر کر امارات کبرا کا ذکر تک بھی زبان پر نہین لائے اسمین بھی حکمت تھی اور صاف اشارہ

لقیہ حاشیہ ✕ شروع ہو چلا ہے بعض بندگان خاص الہی اُنکی متعبہ مین مع اہل و عیال کے اپنے وطنون سے ہجرت کر کر اُس کے قریہ خاص قادیان مین جا بسے مین و یبعث اللہ یاجوج و ماجوج و ہم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلہم علی بحیرۃ طبریۃ فیشربون ما فیہا و یمر اخرہم فیقول لقد کان بہذہ مرۃ ماء ثم یسیرون حتی ینتہوا الی جبل الخمر و ہو جبل بیت المقدس فیقولون لقد قتلنا من فی الارض ہلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابہم الی السماء فیرد اللہ علیہم نشابہم مخضوبۃ دما۔ اور خدا بھیجیگا یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر ایک بلندی پر سے نکل پڑینگی پس گذرینگی اول اُنکے دریاء طبریہ پر تو جو کچھ اسمین ہوگا وہ پی جاوینگی جب دوسرا فرقہ وہان آویگا تو وہ کہیگا اسمین تو پہلے کبھی پانی تھا پھر چلین گے اور اُس پہاڑ تک پہنچینگی جسکا نام

حاشیہ: جبل ہر — دجال پر دلیل

متن حدیث

اسیطرف تہا کہ امارات صغریٰ اپنی ظاہری صورت پر ظہور پذیر ہونگی اور امارات کبریٰ اپنی ظاہری صورت پر ظہور
پذیر نہیں ہونگی یعنے جسطرح قیامت اور اُسکی تعیین مدت کا کسیکو حال معلوم نہیں اسیطرح آیات کبریٰ کا حال
بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کس صورت میں واقع ہونگی بلکہ وہ امارات بھی مانند قیامت کے لیس المسئول عنہا باعلم من السائل میں داخل
ہیں ہاں البتہ وقت وقوع امارات کبریٰ کی اُنکا علم بواسطہ تعلیم روحانی رسول مقبول صلعم کے دیا جاتا تو وقتاً فوقتاً امت کو بذریعہ مجددین کے مخبر صادق
کے اخبار اور پیشین گوئیوں پر ایمان لایا جائے اور اُنکی تصدیق کیجائے۔ اور چونکہ نہ تو ہر فرد بشر
افراد امت میں سے یہہ استعداد اور قابلیت رکھتا ہے کہ یہ علوم روحانی طور پر رسول مقبول صلعم
سے اخذ کرے اور نہ کبھی سنت اللہ اسطرح جاری ہوئی ہے کہ ہر فرد بشر کو الہام اور وحی کے ذریعہ
سے علوم الٰہیہ حاصل ہوں لہذا حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ ایک فرد کامل جو مجدد صدی چہاردہم کا ہے
جسکا نام عالم ملکوت میں مسیح بن مریم ہے اور اس صدی میں کتاب و سنت کی امامت اُسیکو دی گئی
ہے کہ احکم بکتاب اللہ بکم تبارک و تعالیٰ و سنت نبیکم کا مصداق ہے اور وہ خود بھی امارات کبریٰ قیامت
کا اول الامارات ہے اور اُس کے وقت میں دیگر امارات کبریٰ کا آغاز بھی ہو چلا ہے وہ ان علوم
کو حضرت رسول امین خاتم النبیین صلعم سے روحانی طور پر اخذ کرے اور بقیہ افراد اُمت کو وہ علوم
اپنے اپنے وقت پر اُسکی وساطت اور ذریعہ سے حاصل ہوں یہہ ہی اشد ضرورت اس مجدد مسیح ابن
مریم کے وجود کی اس صدی چہاردہم میں اور یہی حکمت ہے اُس مجدد کو نبی اللہ کہنے کی جو بعض احادیث
میں اُسکو نبی اللہ کہا گیا یعنے وہ مخبر عن اللہ ہے کیونکہ یہہ علوم امارات کبریٰ کے کسیکو نہیں دیے گئے
تھے جو وہ اُنسے اخذ کرتا صرف بواسطے حضرت رسول مقبول صلعم کے اللہ تعالیٰ نے اُسکو یہہ علوم عطا
فرمائے ہیں۔ دوبارہ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر امارات کبرے اپنی ظاہر پر محمول ہوتیں تو پھر یہہ مسئلہ
مسلمہ منقوض ہو جاتا کہ علم ساعت مع ماقبلہا و ماعلیہا کسیکو نہیں دیا گیا۔ یہی حکمت ہے احادیث متضمنہ
امارات کبریٰ کے محمول علی الظاہر نہ ہونے میں اور بہمیں وجہ اشد ضرورت واقع ہے ایسے مجدد مسیح

بقیہ حاشیہ ۔ جبل خمر ہے اور وہ پہاڑ بیت المقدس کا ہے تب وہ کہیں گے۔ البتہ تحقیق قتل کر چکے
ہم زمین والوں کو اب آؤ آسمان والوں کو بھی ماریں تو وہ اپنے تیر طرف آسمان پر ماریں گے سو اللہ تعالیٰ اُنکے تیروں کو
خون آلودہ پھیر دیگا۔ ف یاجوج ماجوج کی تحقیق سابق گذر چکی اور مراد بحیرہ طبریہ کے پیجانے سے بادشاہت تمام
دنیا کی ہے تعطیر الانام میں لکھا ہے (بحر) فی المنام یدل علی ملک قوی ھائل مھاب عادل یتفیق
یحتاج الیہ الخلائق و البحر للتاجر متاعہ للہ جیر استادہ ومن رای البحر اصاب شیئاً کان یرجوہ
ومن رای انہ خاضہ فانہ یدخل علی الملک الذی ھذہ صنعتہ الوثوق لہ فان شرب ماءہ کلہ و لا یراہ
الاملاح عظیم فانہ یملک الدنیا و یطول عمرہ او یصیبہ مثل مال الملک او مثل سلطانہ او یکون

بن مریم کے وجود کے اور اگر تمام امارات کبریٰ محمول علی الظاہر بھی ہوتین تو پھر اس کے کیا معنے کہ
علم ساعۃ کسیکو نہین دیا گیا۔ کیونکہ جس وقت کسی بادشاہ کے لشکر کا مقدمۃ الجیش کسی فرودگاہ پر
نازل ہوتا ہے سب کو اسکو علم حاصل ہو جاتا ہے کہ بادشاہ اب فلان وقت آتا ہے۔ علاوہ یہ کہ تصریحات
اور تنصیصات احادیث صحیحین سے اکثر احادیث امارات کبرے کا از قسم رویا و منام ہونا ہمنے سابق مین ثابت
کر دیا ہے اور ماہر علم حدیث پر یہہ بات مخفی نہین کہ سواء احکام فرائض و واجبات اور محرمات کے
باقی جملہ امور اسلامیہ از قسم رویاء رسول مقبول صلعم یا صحابہ کرام کے ہین جو واجب التعبیر ہین بلکہ
بعض احکام اسلامیہ بھی اسی قسم سے ہین دیکھو اذان کو جو ترمذی مین مذکور ہے وہ بھی رویاء صحابی
سے ہی ثابت ہوئی ہے دیکھو مقدمہ تعطیر الانام کو اسمین جو لکھا ہے اُس کا ملخص ترجمہ یہانپر بطور
شرح کے نقل کیا جاتا ہے۔ تعطیر کا مقدمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا
وفی الاخرۃ بعض مفسرین نے بشرے کے تفسیر رویاء صالحہ کے ساتھ کی ہے اور اسیواسطے حدیث مین
موجود ہے من لم یؤمن بالرؤیا الصالحۃ لم یؤمن باللہ ولا بالیوم الاخر یعنے جو شخص رویاءٔ
صالحہ پر ایمان نہ لایا وہ اللہ پر اور دن آخرت پر بھی ایمان نہ لایا۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ دار مدار اکثر امور
آخرت کا رویاءٔ انبیاء علیہم السلام پر ہی ہے) وقالت عائشۃ اوّل ما بدأ بہ رسول اللہ صلعم من الوحی
الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح یعنے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ
آنحضرت صلعم کو جب وحی ہونا شروع ہوا تو آغاز اُس کا رویاءٔ صالحہ ہی تہا اسیواسطے رویاء صالحہ شرع
اسلام مین نبوۃ کا جزو گردانا گیا ہے) اور جو رویا آپ دیکھتے اُسکی تعبیر ایسی واقع ہوتی تہی جیسے روشنی
صبح کی ظاہر ہو جاتی ہے۔ وروی عنہ علیہ السلام انہ قال لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
یا ابا بکر رأیت کانی انا وانت نرقی فی درجۃ فسبقتک بمرقاتین فقال یا رسول اللہ یقبضک اللہ
تعالیٰ الیٰ رحمتہ واعیش بعدک سنتین ونصفا یعنے حضرت نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر سے

بقیہ حاشیہ۔ نظیرہ فی ملکہ فان شربہ حتی روی منہ فانہ ینال من الملک ما لا یتمول بہ مع
طول حیاۃ وقوۃ۔ ایضاً قال ومن شرب من ماء البحر تعلم من الادب بقدر ما شرب منہ۔ اور
دوسرے فرقے سے مراد روس منحوس ہے جو طرح طرح سے تقصد کر رہا ہے اور حسرت سے کہہ رہا ہے کہ لقد کان
ھذا مرۃ ما۔ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض۔
اور جبل بیت المقدس سے بھی مراد سلطنت اور قوۃ اور غلبہ ہے بیت المقدس ہے کامل التعبیر مین لکھا ہے کہ اگر بیند
کہ بالائے کوہ ہمی شد دلیل کہ بزرگی وجاہ یابد۔ ایضاً لکھا ہے مغربی رحمۃ اللہ علیہ گوید بالائے کوہ و کوشک رفتن در خواب
دلیل بر مقصود یکہ دارد بیابد بجز اسی مین لکھا ہے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماید دیدن کوہ در خواب بر پنج وجہ

کہاکہ دیکھامین نے گویامین اور تو دونون ایک زینہ پر چڑھ رہے ہین پس مین تجھسے دو سیڑہیان
آگے چڑھ گیا ہون تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکو اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ کیطرف
قبض کریگا اور مین ڈھائی برس تک بعد آپ کے زندہ رہونگا۔ اور نیز روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق کو کہ دیکھا مین نے گویا کہ میرے پیچھے تابع ہو گئی ہین بھیڑ بکریان سیاہ
اور اُن کے پیچھے تابع ہو گئین ہین سفید بھیڑ بکریان تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ اولاً
کالے لوگ عرب آپکی تابع ہونگے اور پھر عرب کے پیچھے گورے لوگ عجم کے تابع ہونیگے۔ (اس
پیشین گوئی کا مصداق اگرچہ مدت سے واقع ہو رہا ہے۔ مگر اس صدی چہاردہم مین بعہد اس الہام
زمان کے پورے طور پر صدق شروع ہو گیا ہے والحمد للہ) اور حضرت یوسف ع بطور شکریہ کے
جناب باری مین عرض کرتے ہین رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث تاویل الحدیث ہی علم تاویل الرویا ہے دیکھو
اس آیت مین علم تاویل الاحادیث کو نعمت ملک وسلطنت پر معطوف کیا گیا کیونکہ وہ سلطنت آسمانی اور روحانی تھی اس سے کسقدر عظمت شان اس
علم کی معلوم ہوئی چونکہ اس مجدد مین صفات جمال کا غلبہ ہے اور مظہر صفات احمدیت کا ہے برعایت
اس حکمت کے نعمت سلطنت جسمانی وارضی اُسکو نہین دیگئی اور اُسکی شق ثانی یعنے علم تاویل الاحادیث
کو (جو سلطنت روحانی ہے) عطا کیا گیا۔ کیونکہ اس صدی چہاردہم مین اُسکی ضرورت اشد واقع
تھی) اور ابتداے عالم سے سب سے اول یہی علم الہی دنیا مین آیا اور تمام انبیا اور رسل اس علم کو اخذ کرتے
رہے ہین اور ایسی مضبوطی سے اُس پر عامل رہے کہ بیٹے کے ذبح کرنے مین بھی ایک ذرہ بھر
دریغ نہ کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے (کہ اُنکی اکثر نبوتین اور وحیان رویا ہی تھین اور
قبل آنحضرت صلعم کے تمام انبیا کے وقت مین رویا صالحہ سے زیادہ کوئی علم شریف تر اور افضل
نہین تھا (اور آنحضرت صلعم نے تو خود صدہا فضائل اس علم کے بیان فرمادئے) یہ ملخص ترجمہ
بطور شرح اُس مضمون کا ہے جسکو امام کامل شیخ عبد الغنی نابلسی نے اپنی کتاب تعطیر الانام

بقیہ حاشیہ۔ بودیکے پادشاہی دوم وبیرے۔ سوم ظفر۔ چہارم بلندی۔ پنجم رئیسی یافتن۔ باقی
حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تمام دنیا مین قبضہ اور تصرف اُنکا ہو جاویگا تو وے اپنے اقبال اور سلطنت
کے گھمنڈ مین تقدیر الہی کو کچھ بھی نگاہ عزت سے نہ دیکھین گے اور تقدیر کے منکر ہو جاوین گے اور صرف تدبیرات کو
موثر حقیقی اور فاعل مستقل اعتقاد کرینگے یہی آسمان مین تیر مارنا اور اللہ تعالے بھی بطور استدراج کے اُنکی تدبیر کو
موافق اُنکے مقاصد کے کریگا اور تقدیر کو موافق اُنکی تدبیر کے گردانیگا۔ وکان وعد اللہ مفعولا ویحصر نبی اللہ
عیسی واصحابہ حتی تکون راس الثور لاحدھم خیرا من مائۃ دینار لاحدکم الیوم فیرغب
نبی اللہ عیسی واصحابہ فیرسل اللہ علیہم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ

متن حدیث کا

مین بطور مقدمہ کے لکھا ہے پس ان سب مقدمات مسلمہ سے لازم آیا کہ جسقدر احادیث متضمن
آثار کبری ساعت کی ہین وہ بالضرور اپنے ظاہر پر محمول نہین الا ماشاء اللہ ورنہ پہر اُس کا علم ہونا
کیا معنے رکہتا ہے وہ تو نہایت مفصل طور پر احادیث مین مذکور ہی ہین - پس اُنکا علم نہ ہونا یہی
معنے رکہتا ہے کہ وہ محمول علی الظاہر نہین ہین الا نادر او النادر کالمعدوم - اور اپنے اپنے وقت
پر اُنکا علم بواسطہ رسول مقبول صلعم روحانی طور پر اس مجدد مسیح ابن مریم یا اُس کے خلفا کو دیا جاتا ہے
اور دیا جاوے گا - اور مخالف معاند محروم رہین گے کیونکہ یہہ علوم پہلے سے کسیکو نہین دیگئی
تہی - اِلّا ماشاء اللہ یاد کرو اُنہین مقدمات مسلمہ کو اور اس امر کی اس آیۃ مین اچہی طرح پر توضیح
و تشریح موجود ہے جسکو ہم سرلوح اعلام الناس حصہ دوم مین بطور تفسیر کے پہلے لکھ چکے ہین
وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ اس آیت مین جواب اُن معترضین کا بہی ہے جو اعتراض کرتے ہین
کہ پہلے علما کو یہہ علوم کیون نہ دئے گئے اور حضرت مرزا صاحب ہی ان علوم تاویل الاحادیث کی
ساتہ کیون مخصوص ہوئے گویا کہ اس کے جواب مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ عزیز ہے جسکو چاہے اس
عزت علوم سے معزز و ممتاز کرے حکیم ہے جب اُسکی حکمت نے اقتضا کیا تب یہہ علوم ایک مجدد
صدی چہاردہم کو جسکا نام عالم ملکوت مین مسیح ابن مریم ہی عطا فرمائے گئے - اور یہہ علوم اللہ تعالے
کا فضل ہین اور وہ اپنے فضل کے ساتہ جسکو چاہتا ہے مخصوص فرماتا ہے کسی کے باپ دادا
کا اجارہ نہین کہ وہ اُس کے افضال اور عطیات کو روک سکے - اب چونکہ واسطہ ان علوم کا
یہی مجدد مسیح ابن مریم ہے پس جو اُس کا اتباع کرے گا اُسکو نجات ملے گی اور ہلاکت سے محفوظ رہیگا
اور جو شخص کہ مخالفت اور عناد کرے گا وہ ہلاک ہوگا صدق رسول الکریم کیف تہلک اُمۃ انا

بقیہ حاشیہ - ثم یہبط نبی اللہ عیسٰی و اصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض
موضع شبر الا ملاہ زہمہم و نتنہم - یعنے اور عیسی نبی اللہ اور اُس کے اصحاب متعین گہر کے
رہین گے یہانتک کہ ایک بیل کا سر اُس زمانہ کی نسبت افضل ہوگا اُنکے نزدیک سو اشرفی سے بہ نسبت زمانہ
صحابہ رسول اللہ صلعم کے ف مطلب یہہ ہے کہ اُس زمانہ مین ہر ایک شئے گران ہوگی اور حضرت عیسی
پر ایسی تنگی ہوگی کہ گویا ایک ہی بیل کی سو سو اشرفی اور دینار سے بہتر ہوگی - یعنے ذرہ ذرہ بہر چیز
کی بڑی قدر ہوگی - یہانپر جو عیسی موعود کو نبی اللہ کہا گیا تو مراد نبوۃ سے وہی محدثیت یعنے نبوت
جزئی غیر تامہ ہی ہم چند مرتبہ لکھ چکے ہین کہ صحیح بخاری مین بروایت حضرت ابن عباس یہہ قراءۃ

اولیہا والمسیح اخرہا اوکما قال والسلام علی من اتبع الہدیٰ **قولہ صفحہ ۱۶۸** اگر یہ نہ سوچا
کہ یہ لفظی اختلاف یون رفع ہو سکتا ہے۔ الخ **اقول** یہہ کون کہتا ہے کہ علماء متقدمین نے
ان دونون حلیونکی اختلاف کو رفع نہین کیا اور توفیق امکانی ہی نہین کی گفتگو تو اسمین ہے کہ
جب ادلہ شرعیہ سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ مسیح بن مریم دو ہین ایک نبی نبی اسرائیلی اور دوم اس امت
کے ایک مجدد اور امام کا بھی نام ہے تو پھر ہمکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ایسی تاویلات بعیدہ کو اختیار
کرین جنکی ضعف اور وہن کی نسبت خود شارحین حدیث بطور امکان کے یون لکھتے ہین کہ یمکن
ان یجمع بینہما الخ یعنے امکانی طور پر ان دونون مختلف حلیون مین یون جمع کیجا سکتی ہے کیونکہ ہوتے
ہوئے معنے متبادر کے ایک بعید تاویل امکانی کو اختیار کرنا جائز نہین ہے۔ **قولہ صفحہ ۱۶۹**
اس اختلاف سے کوئی یہہ نہین نکالتا کہ حضرت موسیٰ دو تھے ایک جسیم دوسرے نحیف **اقول**
باعتبار اختلاف زمانہ کے ایک آدمی جسیم بھی ہو سکتا ہے کہ فربہ اندام ہو جاوے اور خفیف الجسم بھی ہونا
اسکا ممکن ہے کہ دبلا ہو جاوے۔ یہ تاویل صحیح اور درست ہو سکتی ہے مگر یہہ کیا ضرور ہے کہ جو کوئی
تاویل جائز حضرت موسیٰ کی نسبت مانی جاوے تو پھر تاویل بعید غیر جائز باوجود موجود ہونے
ایک معنی حقیقی کے مسیح بن مریم کے حق مین بھی واجب التسلیم ہو۔ **قولہ صفحہ ۱۶۹**۔ اسکی دوسری
نظیر خود آنحضرت صلعم کے نعت و حلیہ مین یہہ اختلاف لفظی ہے الخ **اقول** مکفر صاحب
کا یہہ تاویل اور فریب ہے جبکہ خود احادیث مین موجود ہے کہ آپ کی موئے مبارک
بَیْنَ السبط وَالْجُعُوْدَۃِ تھی تو پھر اختلاف اور تعارض کہان رہا اور نسبت لون مبارک کے بھی
یہ الفاظ موجود ہین کہ لیس بالابیض الامہق وَلَا بالادم بس ایسے رنگ کو جو شدید السمرۃ بھی
نہ ہو اور شدید البیاض بھی نہ ہو بلکہ بین بین ہو تو اسکو بعض بیچ گندمی اور اسمر بھی کہہ سکتے ہین۔
کیونکہ وہ تو بین بین ہوا قیاس کرنا اس اختلاف کا اوپر اختلاف حلیتین مسیح بن مریم کے ایک

بقیہ حاشیہ۔ موجود ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول وَلَا نبی وَلَا محدث الا اذا
تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ اس آیت مین محدث اور
نبی کو رسول ہی کی تحت مین داخل فرمایا ہے اور جبکہ محدثون کا وجود آنحضرت صلعم کی امت مین بکثرت
پایا گیا جو مکالمات الٰہیہ سے سرفراز ہوتے ہین تو پھر مسیح موعود اس شرف کے ساتھ کیون کر
ممتاز نہ ہوتا الحاصل کتاب اللہ مین محدث اور نبی اور رسول کو ایک ہی جگہ بیان فرمایا ہے ہمین وجہ محدث نبی
کا ایسا ماتحت ہے کہ اُس کا ہم پہلو ہے اور ولی سے مافوق ہے گویا کہ وہ برزخ ہے درمیان ولایت اور
نبوت کے اور عالم کشف مین نبی کے ساتھ متحد سا معلوم ہوتا ہے اسیواسطے اسکو اس حدیث مین چند جگہ

قیاس مع الفارق ہے جو جائز نہیں **قولہ** صفحہ ۱۷۰ قادیانی نے بڑا غضب ڈھایا ہے الخ
اقول ہرگز نہیں بلکہ بٹالویصاحب نے ہی بڑا غضب ڈھایا ہے کہ باوجود مختلف ہونے
دو حلیوں کے اختلاف بین کے ساتھ یعنے ایک تو سُرخ رنگ اور بال گھونگروالے اور دوسرے
رنگ گندم گون اور سیدھے بال اُنکو ایک ہی شخص قرار دیتا ہے یہ دو مختلف حلیے ایک شخص
مین کیونکر جمع ہوسکتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۷۱- اور قادیانی کی تجویز پاک تثلیث نصف عیسائیت ہے
اقول خدا کی محبت اور بندہ محبوب کی محبت اور ان دونون سے جو ثمرہ اور نتیجہ حاصل ہو یعنے
تائید روح القدس یہہ تو کمال اسلام و ایمان ہے نہ عیسائیت کما مر مفصلاً- **قولہ** صفحہ ۱۷۱ قادیانی
کا بطور استعارہ ابن اللہ کہلانے کی تجویز کرنا پوری عیسائیت ہے الخ **اقول** ہرگز نہیں
بلکہ جو ایک جم غفیر نصاریٰ کی غلطی تہی اور اپنی کج فہمی سے جس غلط بات کے وہ قائل ہوگئے تہے
حضرت اقدس نے اُسکو بالکل غلط اور باطل اور ناپاک ثابت کرکر جو اُسکی اصلی حقیقت تھی وہ کشف
کردی ہی جو فرض منصب اس مجدد و مصلح قوم نصاریٰ کا ہے **قولہ** صفحہ ۱۷۱- اور قادیانی کا محدث
ہونیکا دعوے کرنا اور اس ذریعہ سے ایک قسم کا نبی کہلانا الخ **اقول** اسکا جواب اعتراض نمبر ۵
کے جواب مین مفصل گذر چکا ہے حاجت اعادہ کی نہیں ہے- **قولہ** صفحہ ۱۷۸ اور دوسرے عذر کا
جواب یہہ ہے الخ- **اقول** ہم کتاب اللہ اور احادیث صحاح سے تخصیص ثابت کرچکے
ہین ہان تم اُسکو نبی جزدی مت کہو محدث ہے کہو کیونکہ یہہ تو ایک نزاع لفظی ٹھیرا مگر
یہہ بات محقق ہے اور ثابت شدہ صداقت ہے کہ وجود محدثین کا آنحضرت صلعم کی اُمت
مین بکثرت پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کما مر مفصلاً اسکا انکار کسی سے نہیں ہوسکتا-
قولہ صفحہ ۱۸۰- اسمین بہی کسیکو اشتباہ رہے تو اُسکی فہمائش کے لئے صحیح مسلم کی دوسری
حدیث اُس کے دجال ہونے کے لئے کافی دلیل ہے- **اقول**- اگر کوئی شخص نیم ملا اور دو

بقیہ حاشیہ- بہی فرمایا گیا ہے مثل مشہور ہے کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی اُمتہ فرمایا حضرت صلعم
نے وان العلماء ورثۃ الانبیاء ایضاً فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم- وعن الحسن
مرسلا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام
فبینہ وبین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی جب کہ ایسے طالب علم کی فضیلت اسقدر
ہے تو پہر وہ اُستاد و شیخ و امام مجدد و محدث جسکی عمر احیاء اسلام مین گذر جاوے کتنی فضیلت رکہتا ہوگا
بقیہ ترجمہ- پھر عیسے نبی اللہ اور اُس کے اصحاب رغبت کرین گے یعنے اللہ کی طرف اور دعا کرین گے
واسطے ہلاک یاجوج ماجوج کے پس بہیجیگا اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر نغف یعنی ایک قسم کے کیڑے کی بیماری کو

بہی متقشف مغز زہد خشک فقیہ و فریسی ہے جسکے باپ دادون نے کبھی علم حدیث و تفسیر نہیں
پڑہا جیساکہ جناب مین وہ کسی تحدیث محدث ملہم من اللہ کی نسبت بہی کہی جو حدیث صحیح مسلم
کے بموجب لاتقربوا الصلوۃ کے طور پر یہانپر لکہا گیا ہے تو اُس کا یہی جواب ہے کہ تو خود
لایعقل اور بیخبر ہے اگر تو نے اور تیرے باپ دادون نے یہ حدیث و آیت نہیں سُنی
تو کتاب اللہ موجود ہے اور صحیح بخاری صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث موجود ہین اقوال سلف
موجود ہین جنکا بیان مفصلاً ہم سابق مین کر چکے ہین اُنکو کسی عالم سے پڑہوا لے تاکہ تجہکو حقیقت الحال
معلوم ہووے آگے رہا سلف و خلف کا کسی پیشین گوئی یا کسی امر غیر واقع کی کماہی حقیقت سے ناواقف
ہونا اور آخرین مین سے کسیکو اُسکا علم حاصل ہو جانا سو یہ ہر قرن مین ہوتا رہا ہے اور کم ترک الاول
للآخر مقولہ مشہورہ ہو گیا ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ قال اللہ
تعالی وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم **قولہ** صفحہ ۱۸۱ قادیانی
نے اپنی بے علمی اور نافہمی سے اس بات کو نہین سمجہا الخ **اقول** یہانپر بٹالویصاحب کے علم منطق
کی بہی بالکل پردہ دری ہو گئی کیونکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ اجزائے عقلیہ کا حمل باہمی
اور ایک جزو کا حمل دوسرے جزو پر اور کل پر اور برعکس سب ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر
محدثیت کو جزو نبوت کا کہا جاوے گا تو اُس سے مراد جزو عقلی ہی ہوگی نہ جزو خارجی کما مر مفصلاً
قولہ صفحہ ۱۸۱۔ ریاست بہوپال کا ملازم محمد احسن امروہی الخ **اقول** یہ عاجز تو ایک مدت
تک ریاست عالیہ بہوپال کا نمک خوار بہی رہا اور اپنی ملازمت اور نمک خواری کے وقت مین
آپ کو اور آپ کی شیخ الکل کو اور صدہا آپ جیسونکو نفع بہی باذن اللہ پہنچا دیا اور بعہد حضرت
نواب صاحب بہادر فردوس آشیان مجمع علما اور زمرہ فضلا مین شامل و داخل رہا لیکن آپنے اپنا
شمولہ ہر چند چاہا مگر حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم نے آپ کو ایک اجلد اشاعۃ الشبہ

بقیہ حاشیہ۔ جو انکی گردنون مین ہوگی۔ پس وہ سب مر جاوینگے جیسا کہ ایک نفس مر جاتا ہے۔
ف مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور اُنکے اصحاب قوم یاجوج ماجوج پر دلائل بینہ اور دعاؤن سے حملہ آور
ہونگے جس سے یاجوج ماجوج مات کہا جاوینگے اور مر جاوینگے۔ علم تعبیر الرویا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
گردن پر بیماری کا ہونا ذلیل ناکامی کی ہے اور دین مین خلل واقع ہونیکی علامت ہے اب مطلب یہ ہے کہ
بمقابل حجتوں بینہ و قویہ مسیح موعود اور اُس کے اصحاب کے اُنکا حال ایسا ہو جاویگا جیسے کسیکی گردن مین
بیماری نغف کی ہوتی ہے اور اُس کے سبب کلام کرنا دشوار ہو جاتا ہے بسبب ورم اور درد گردن کے
قال الشاعر ؎ کہ برہان قوی باید و معنوی نہ رگہائے گردن بحجت قوی۔ بقیہ ترجمہ پھر عیسیٰ نبی اللہ

کا ایڈیٹر سمجھہ کر دخل نہین کیا اور حضرت نواب صاحب اس عاجز کا اسقدر اعزاز اور اکرام
کرتے تہے کہ مین اُس کا شکریہ ادا نہین کر سکتا ہمیشہ رقیجات موسومہ احقر مین جناب مولوی
سید محمد احسن صاحب سلمہ اللہ تعالی تحریر فرمایا کرتے تہے لیکن آپ کو اُس مجدد علوم
ظاہری کے وقت مین باریابی بہی اُس دربار دُربار مین حاصل نہین ہوئی - ہان البتہ بعد وفات حضرت
نواب صاحب بہادر مرحوم کی اس عاجز کی سعی اور کوشش سے کچھہ دراہم معدودہ جسکو آپ نے
غنیمت کبریٰ سمجہا تہا آپ کو ملگئی تہی آپ ہمیشہ کیواسطے اُس دربار سے غنیمت بطور وظیفہ کے
لینا چاہتی تہی - مگر ناکام رہی - اور یہ عاجز تو اب تک بہی باوجود برطرف ہوجانے کے ظل حمایت
سرکار عالیہ دام اقبالہا مین اپنی بسر اوقات بخوبی کرتا ہے - اور چونکہ آپ نے ایسے دریائے
زخار سے پانی لینا شروع کیا ہے کہ جسکا کنارہ ہی پیدا نہین اسیواسطے انشاء اللہ تعالی مین ہمیشہ
سرسبز شاداب اور سیراب رہونگا ؎ خم کہ از دریا درو راہی بود * پیش او جیحون ہا زانو زند
اور چونکہ آپ اُس دریا ناپیدا کنار سے دور از دور جا پڑے ہین اور بالکل مہجور و مطرود ہوگئے
ہین اور مضمون مثل مشہورہ دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور کا مصداق ہوگئے ہین
لہذا تمام سرسبزی اور شادابی سابقہ آپ کی جاتی رہی اور خوب یاد رکہو کہ در صورت عدم رجوع
کے بالکل خشک ہو کر مثل ایندہن کے آتشہائے غموم و ہموم مین جلتے رہو گے - دور کیون جانے
ہو دیکہو ملک پنجاب مین ہنی میری سرسبزی اور شادابی کو اور نظر ثانی ڈالو اپنی شادابی
سابقہ کو اور یبوست اور خشکی حال کو اب بہی عبرت پکڑو ورنہ بجز دہنت پیٹنے اور انگلیان
کاٹنے کے اور کچھہ نہ ہوگا - انشاء اللہ تعالے بر رسولان بلاغ باشد و بس * **قولہ** صفحہ ۱۸۱ -
اور قادیانی کا حضرت عیسے مسیح کا سولی چڑہایا جانا تجویز کرنا نص قران وما قتلوہ وما صلبوہ سے
انکار ہے - **اقول** آپ اول لغات اور محاورات عرب سے یہ ثابت کیجئے کہ معنے حقیقی

بقیہ حاشیہ - اور اُس کے اصحاب ایک خلص زمین کیطرف ہو بیٹھ کرینگے تو ایک بالشت کی قدر بہی
ایسی جگہ نہ ملے گی کہ اُنکی سرانڈہ اور بدبو تمام پر بہری اور پہیلی ہوئی نہ ہو - ف تاویل حدیث اس کی یہ ہے
کہ یاجوج ماجوج کے عقائد باطلہ کا گند سب جگہ منتشر ہوگا اور انکی بدبو تمام دنیا مین پہیل جاوے گی اور
مسیح موعود اور اُس کے اصحاب کو اُنکی بدبو محسوس ہوگی اور انکی عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ برے معلوم
ہونگے - فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و صحابہ الی اللہ فیرسل اللہ طیرا کاعناق البخت فتحملہم فتطرحہم
حیث شاء اللہ وفی روایۃ تطرحہم بالنہبل ویستوقدون المسلمون من قسیہم
ونشابہم وجعابہم سبع سنین ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر

متن حدیث ۱۱

صلب کے صرف سولی پر چڑہا دینا ہی ہین اور بعض کے طور پر مصلوبہ سے مراد ہے کہ سولی پر چڑہایا ہی نہین - بعد اُس کے یہہ اعتراض کیجئے مثل مشہور ہے کہ ثبت العرش ثم النقش - ورنہ صرف اس کہنے سے کہ یہ معنے تفسیر نیچری مین لکھے ہین عوام کو دہوکا دینا نہین تو اَور کیا ہے - **قولہ** صفحہ ۱۸۳ سنن دارمی کے صفحہ ۷۶ مین باب السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ عقد کیا ہے - **اقول** جب کہ تمکو خود اقرار ہے کہ حدیث قران مجید کے مختلف وجوہات کا فیصلہ کرنیوالی ہے تو پہر سمجہہ مرزا صاحب پر کیا اعتراض ہے حضرت مرزا صاحب نے کس جگہ پر مختلف وجوہات قرانیہ کا فیصلہ حدیث سے نہین کیا یا کس جگہ پر کہا ہے کہ مختلف وجوہات قرآنیہ کا فیصلہ حدیث سے کرنا نہین چاہئے وہ تو قران مجید کی تفسیر کا معیار اولاً قران مجید کو قرار دیتے ہین اور ثانیاً حدیث کو ہان البتہ جو حدیث کہ محکمات قران مجید کے معارض اور مخالف ہو اسکی نسبت مرزا صاحب فرماتے ہین کہ قرآن مجید کو اخذ کیا جاوے گا اور حدیث کو ماول کرکر مطابق قران گردانا جاوے گا اور تمنے جو دارمی کے صفحہ ۷۶ سے حدیث پیش کی ہے وہ بہی یہی کہہ رہی ہے کہ متشابہات قران کا فیصلہ یعنے ذوالوجوہ کا فیصلہ سنن سے کرنا چاہئے نہ محکمات قران کا - **قولہ** صفحہ ۱۸۳ - اور قادیانی کا اپنے اتباع کو مدار نجات ٹہیرانا اور اُس سے انکار کو موجب ہلاکت کہنا سخت گمراہی ہے الخ **اقول** اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تفسیر کو دیکہو منعم علیہم جو چار گروہ ہین اُنہین کے صراط مستقیم کی ہدایت مطلوب الہی ہے اور نظر ثانی ڈالو اوپر تفسیر آیت وماذا بعد الحق الا الضلال کے اور پہر نظر ثالث سے دیکہو شرح حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار کو تب تمکو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کا فرمانا عین ہدایت ہے اور تم سخت گمراہی مین پہنسے ہوئے ہو - **قولہ** صفحہ ۱۸۴ شرح عقائد کے

بقیہ حاشیہ - فیغسل الارض حتی یترکہا کالزلفۃ - ثم یقال للارض انبتی ثمرتک وردی برکتک فیومئذ تاکل العصابۃ من الرمانۃ ویستظلون بقحفہا یعنے پہر عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام اور اُنکے اصحاب اللہ تعالے کیطرف رغبت کرینگے تب اللہ تعالی بڑے بڑے جانور بہیجیگا خراسانی اونٹونکی گردنونکی مانند سو وہ پرندے اُنکو اٹہا کر جہان خدا تعالی کو منظور ہوگا وہان پر پہینکدینگے اور ایک روایت مین ہے کہ مقام نہبل مین پہینکدینگے اور اُنکی کمانون اور تیرون اور ترکشونکو مسلمان سات برس تک ایندہن کیطرح جلاوینگے - پس اللہ تعالی یاجوج ماجوج پر ایسے پرندے بہیجیگا جیسے گردنین بڑے اونٹونکی سو وے اُنکو اٹہا لیجاوینگے اور اُنکو پہینکدیوینگے جہان خدا کو منظور

صفحہ ۲۳۲ مین ہے خدا کے مواخذہ سے بیخوف ہو جانا کفر ہے الخ **اقول** خدا کے فضل و رحمت سے
بھی نا اُمید ہو جانا کفر ہے فرمایا اللہ تعالی نے و لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من
روح اللہ الا القوم الکافرون یعنے اور مت نا اُمید ہو اللہ کی رحمت سے بیشک نا امید نہین
ہوتے مین اللہ کی رحمت سے مگر قوم کافر۔ پھر ہمارا یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس جگہ
پر کس وقت مین اپنے مریدین کو بطور خصوص شخصیت کے مامون اور مبشر بالجنۃ فرما دیا ہے اور
قطعی جنتی کس خاص شخص کو کہہ دیا ہے۔ ہان البتہ بطور عموم کے نہ بطور خصوص کے جملہ مجددین دین
اور خلفاء راشدین حضرت خاتم المرسلین کا فرض منصبی یہی ہے کہ اپنے اتباع کیطرف جو عین اتباع
کتاب و سنت ہے دعوت کرین اور متبعین کو عام طور پر مژدہ نجات دیوین اور مخالفین کو انذار
ہلاکت کرین کیونکہ یہ لوگ تو حضرت خاتم المرسلین صلعم کے خلفا اور نواب ہین جنکی نسبت ارشاد
فرمایا گیا ہے علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین المہدیین خود اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر اگر صیغہ تبشیر و انذار کا آنحضرت صلعم کی حیات
جسمانی ہی تک منحصر رہتا اور بعد کو منقطع ہو جاتا تو پھر دین اسلام اقطار الارض مین کیونکہ پھیلتا
اور اب تک کسطرح جریدہ باقی رہتا اس صورت مین تو مثل قانون مختص الزمان کے منسوخ اور
متروک ہو کر فنا ہو جاتا اسی مصلحت اور حکمت پر اطاعت اولی الامر اور امام کی تاکید اور اسکی
ترک بیعت مین اشد درجہ کی وعید وارد ہوئی ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے عن عبد اللہ بن
عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من خلع یدا من طاعۃ (ای ترک طاعۃ الامام شرح
مشکوۃ ۱۲) لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ (ای لا عذر لہ ۱۲) ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ (ای
للامام ۱۲) مات میتۃ جاہلیۃ رواہ مسلم ماحصل حدیث کا یہ ہے جس شخص نے امام کی فرمانبرداری کو
ترک کیا تو وہ دن قیامت کے اللہ تعالی سے اُس حالت مین ملاقات کریگا کہ اُس کے پاس

بقیہ حاشیہ ـ ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ مقام نہبل مین پھینکدینگے اور اُنکی کمانون
اور تیرون اور ترکشون سے مسلمان سات برس تک آگ جلادینگے اور اللہ تعالے ایسی بارش بھیجیگا
کہ کوئی گھر مٹی کا اور اُونکا اُس پانی سے باقی نہ رہیگا سو خدا زمین کو دھو ڈالیگا یہانتک کہ زمین کو مثل
حوض یا باغ یا پاکیزہ عورت کیطرح کردیگا۔ پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے تو
اُس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا دیگا اور اُس کے چھلکے سے سائبان بنا دینگے یہ استعارہ ہے
کثرت ثمار اور برکت نباتات سے ۔ **ف** مراد یہ کہ مسیح موعود اور اُس کے اصحاب کی مجاہدات اور
دعاؤن کو جو واسطے نابود کرنے اُنکے عقائد باطلہ و اقوال کاسدہ مشتہرہ فی الدنیا کے ہونگے اللہ تعالی قبول

کوئی حجت اور برہان اور دلیل نہ ہوگی اور کوئی عذر اُس کے لئے نہ ہویگا اور جو شخص ایسی حالت مین مر جاوے کہ اسکو امام وقت سے بیعت نہ ہو تو اُس کی موت زمانہ جاہلیت کی سی موت ہوویگی۔ اے بطالویصاحب اندیشہ خواتیم اعمال کا شئے دیگر ہے اور متبعین سنت خلفاء راشدین کے لئے مژدہ نجات دینا امر دیگر ہے ذرہ سوچو اور سمجھو بلاوجہ ایسی نکتہ چینیان مت کرو۔ اور علاوہ اس کے یہ عرض ہے کہ اگر کسی شخص ملہم محدث مجدد امام زمان کو اللہ تعالی کی رحمت اور فضل کے تقاضے سے یہہ بات بطور الہام قطعی کے معلوم بھی ہو جاوے کہ فلان شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوویگا اور وہ جنتی ہے تو اس کا علم ہو جانا کونسے نص قطعی کے مخالف یا معارض ہے اور یونتو خود حضرت خاتم المرسلین اوّل المسلمین ارشاد فرماتے ہین کہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم او کما قال غرض کہ الایمان بین الخوف والرجا کا کون انکار کرتا ہے جو آپ ایسے افترا اور بہتان من تلقاء نفس اختراع کرتے ہین۔ **قولہ صفحہ ۱۸۵** - اور قادیانی کا یہہ کہنا کہ اعتقاد حیات مسیح علیہ السلام شرک کا ستون ہے الخ **اقول** واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسی حیات مسیح ابن مریم کو شرک کا ستون فرمایا ہے جو مصداق ہو الا ان کما کان کا اور کسیطرح کا تغیر اُس پر نہ آوے۔ باوجودیکہ حضرت مسیح بن مریم العالم متغیر کی تحت مین داخل ہین یہ ہے اگر یہ شرک کا ستون نہین تو اور کیا ہے۔ آگے رہا آپ کا یہ مغالطہ کہ یہ قول تو اُن تمام صحابہ اور تابعین وغیرہم کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ سمجھتے ہین اور قیامت سے پہلے اُن کے نزول کے معتقد ہین مشرک بناتا ہے الخ۔ یہہ عوام کو آپ کا فریب دینا ہے اور جہلا کے واسطے ایک بڑا مغالطہ ہے بچند وجوہ اولاً آنکہ حضرت مرزا صاحب نے اس سرسری اعتقاد حیات مسیح کو نفس شرک نہین فرمایا بلکہ شرک کا ستون فرمایا ہے یعنی یہ اعتقاد ایسا ہے کہ شرک کی عمارت اسپر قائم ہو سکتی ہے اور یہ اعتقاد ذریعہ شرک کا بن سکتا ہے چنانچہ اسی اعتقاد کیوجہ سے قوم نصارے مشرک ہو گئی

بقیہ حاشیہ - کریگا اور انکی علوم جدیدہ فاسدہ اور فلسفہ کاسدہ کو اللہ تعالی مٹا دیگا کہ کہین اُس کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور پرندون سے اسجگہہ مراد ملائکہ ہین چنانچہ امام ابن سیرین اپنی کتاب تعبیر الرویا مین لکھتے ہین و اما طیور بلق یعنے جو غیر معروف ہین اور وہ پہچانے نہین جاتے تو وہ تاویل مین ملائکہ ہین اور رویت انکی انہین امور پر دلالت کرتی ہے جو رویت ملائکہ مین سابق بیان ہو چکی۔ اور لفظ سجیل مین اختلاف ہے کہ ھو بالنون موضع من بیت المقدس وقیل مطلع الشمس وقیل ھو کصیحۃ الصواب بالیم یعنی سجیل کے معنے یہ ہوئے کہ مقام عدم مین پہونچا دیوین گے۔ اور تیر و کمان و ترکش یاجوج ماجوج کے ساٹھ برس تک مسلمانون کا ایندھن جلانا یہ ایک استعارہ ہے کہ

اور اُنہون نے اپنے شرک کی عمارت کو اس ستون پر قائم کیا اگر یہ ستون گر جاوے تو پہر وہ عمارت شرک
کی بہی گر جاوے ؎ الہی خانہ انگریز گرجا ٭ یہ گرجا گہر یہہ گرجا گہر یہ گرجا ٭ آمین ثم آمین۔
اب گذارش یہہ ہے کہ جن اہل اسلام کا یہ اعتقاد حیات مسیح کا ایک سرسری طور پر تہا اور نیز اُنہون
نے اس اعتقاد پر کوئی عمارت شرک کی بہی قائم نہین کی تہی تو وہ مشرک کیونکر ہوگئے۔ دوم
آنکہ بعض امور ایسے ہوتے ہین کہ اگر سرسری طور پر اُنکو تسلیم کر لیا جاوے یا اُنکا ارتکاب یا انکار
کیا جاوے تو اُنسے کوئی محذور شرعی لازم نہین آتا۔ لیکن اگر بطور التزام مالا یلزم کے اُنکو واجب
اور لازم گردان لیا جاوے تو وہ کفر اور شرک یا بدعت ہوجاتے ہین۔ مثلاً کوئی شخص کسی بُت خانہ
مین یا ہنود کی رسوم مذہبیہ شرکیہ مین اتفاقاً سرسری طور پر چلا جاوے تو اُس کے حق مین وہ
جانا کفر اور شرک نہین ہے مگر جبکہ کوئی شخص اُس بُت خانہ کا جانا یا اُن رسوم شرکیہ مین شریک
ہونا اپنے اوپر لازم اور واجب کرے باوجودیکہ اہل اسلام اُسکو روکین اور منع کرین تو بالضرور یہ شرکت
اُسکی شرک کا ستون ہے۔ بلکہ نفس شرک ہے۔ اگرچہ وہ شخص کسی بُت کی پرستش بہی نہ کرے اور رسوم
شرکیہ کا بہی مرتکب نہ ہووے۔ اور ایسا ہی حال ہے اکثر بدعات کا کہ اگر بطور سرسری کے کوئی شخص
اُنکا ارتکاب کرے تو وہ اُس کے حق مین بدعت حقیقی نہین ہوتے ہین لیکن اگر بطور التزام کے

بقیہ حاشیہ ✕ — یعنی نابود ہوجانا ساز و سامان اُنکی دین باطل کا مسلمانون کیلئے موجب قوت اور باعث شوکت
ہوگا۔ کامل التعبیر مین لکہا ہے کہ ابن سیرین گوید کہ آتش افروختن بخواب پادشاہ را قوت بود۔ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے
بارش سے مراد رحمت الہی ہے جو چارون طرف برسے گی جس سے کوئی جگہ خالی نہ رہے گی۔ کامل التعبیر مین لکہا ہے دانیال
گوید کہ باران در خواب رحمت و برکت بود از خدا تعالے بر بندگان چون باران عام بود و بہمہ جا برسد الخ رحمت کو
باران کیساتہ تعبیر کرنا ہمین ایک اشارہ لطیفہ بطرف بہی ہے کہ جیسے بارش جب برستی ہے تو اُس سے اچہی چیزین ظاہر ہوتی ہین اور خبیثہ غیر پر بہی
نکلتی اور ردیہ اور ناپاک چیزین اور بے سود نکلتی ہین ؎ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ٭ در باغ لالہ روید و در
شورہ بوم خس ٭ اسیطرح پر وہ رحمت الہیہ جو مسیح موعود کے وقت مین بارش کیطرح برسیگی سعیدون اور شریرون کو
فائدہ دے گی فرمایا اللہ تعالے نے او کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق یجعلون اصابعہم فی
اذانہم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکافرین۔ ایضاً۔ فرمایا وننزل من القرآن
ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا ۔ و یبارک فی الرسل حتی ان اللقحۃ
من الابل لتکفی الفئام من الناس و اللقحۃ من البقر لتکفی القبیلۃ من الناس و اللقحۃ من الغنم لتکفی الفخذ من الناس
فبینما ہم کذلک اذ بعث اللہ ریحا طیبۃ فتاخذہم تحت اباطہم فتقبض روح کل مؤمن و کل مسلم و یبقی
شرار الناس یتہارجون فیہا تہارج الحمر فعلیہم تقوم الساعۃ رواہ مسلم الا الایۃ الثانیۃ
وہی قولہ تطرحہم بالنہبل الی قولہ سبع سنین رواہا الترمذی۔ **ترجمہ** اور دودہ مین برکت ہوگی
یہانتک کہ دودہار اونٹنی آدمیون کی ایک بڑے گروہ کو کفایت کرے گی اور دودہار گاے ایک برادری کے لوگون کو کفایت
کریگی اور دودہار بکری یا بہیڑ ایک گہر کے لوگونکو کفایت کرے گی۔ سو اسی حالت مین لوگ ہونگے کہ یکایک حق تعالے
ایک پاک ہوا بہیجیگا کہ اُنکی بغلون کے نیچے لگے گی۔ تو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کریگی اور فقط شریر لوگ باقی

متن حدیث ۱۲

انکو واجب سمجھہ کر عملین لاوے تو وہ بالضرور اُس کے حق مین بدعت حقیقی ہوجاویگی علی ہذا القیاس
یہہ خیال حیات عیسی بن مریم کا ہے کیونکہ سرسری طور پر اکثر جمہور کا یہہ خیال تسامحاً تھا کہ مسیح بن
مریم زندہ ہین اور آخر زمانہ مین وہی رسول نبی اسرائیلی آوینگے پس وے جمہور جو یہہ خیال
تسامحاً بموجب ظواہر الفاظ کے رکھتے تھے کیونکر مشرک ہوسکتے ہین۔ ہان البتہ سلف اور
خلف کے لئے یہ ایک ابتلا من جانب اللہ تھا جسپر یقین کرنے سے وے سب مثاب اور ماجور
ہوئے۔ ہان البتہ اب کہ نصوص قطعیہ کتاب اللہ اور نیز احادیث صحیحہ سے ثابت ہوچکا اور
اس مسئلہ کی تحقیق اب ایسی ہوگئی کہ قد تبین الرشد من الغی کا مضمون واقع ہوگیا مہذا
اب اگر کوئی شخص اُسی اعتقاد مخالف نصوص بینہ قران کا معتقد رہے تو پھر اُس کے حق
مین ستون شرک نہین تو اور کیا ہے۔ سوم آنکہ بعض مسائل سلف مین اس قسم کے واقع
ہوئے ہین کہ ابتداء مین جب تک اُنکی تحقیق اور تفتیش نہین ہوئی تھی تو اُس کے منکر یا
قائل معذور قرار دئے گئے تھے۔ لیکن بعد تحقیق کامل کے اگر کوئی شخص اُس کا خلاف کرے
تو معذور نہین مثلاً بعض صحابہ نے معوذتین کے قران ہونیکا انکار کیا ہے وہ ابتداء مین
معذور تھے لیکن جبکہ معوذتین کی قرانیت اظہر من الشمس ہوگئے اور پایۂ ثبوت قطعی کو پہونچگئی

بقیہ حاشیہ — رہ جاوینگے کہ وہ آپس مین گدہونکی طرح پھرینگے سو انہین پر قیامت قائم ہوگی۔
روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے مگر دوسری روایت مین (جو یہ قول ہے کہ تطرحہم بالنہبل قول اُس کے مسیح سنین تک)
کو اسکو روایت کیا ہے ترمذی نے فقط تم الحدیث۔ **ف** پہلا جملہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کے
وقت مین ایک ایسا زمانہ بہی آویگا کہ مال حلال کی بہت کثرت ہوجائے گی۔ اور عیش و عشرت سے برکت کے ساتھہ
لوگ بسر کرینگے اور پہر بعدہ اللہ تعالی اپنی رحمت اور فضل سے جو مومن ہوینگے اُن کو موت دیوے گا۔ اور
شریرونکو باقی رکھیگا جنپر قیامت قائم ہوگی۔ معلوم ہوا کہ شرار و کفار لوگ ہمیشہ رہینگے یہ جو عوام مین بروایات
ضعیفہ مشہور ہوگیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ مین سواء اہل اسلام کے مخالفین اسلام باقی نہ رہینگے۔ یہ بات غلط ہے
اور مخالف ہے نصوص بینہ قران مجید کے چنانچہ ہم الحق مین لکھہ چکے ہین کہ کوئی زمانہ شرار اور کفار سے خالی نہین ہوسکتا
اب ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جسقدر اخبار پیشین گوئیان اس حدیث دمشقی مین کشفی طور پر مذکور و مندرج ہوئی
ہین بعض تو واقع ہوچکین اور وقوع بعض کا شروع ہوگیا ہے۔ مثلاً نظر ڈالو اسی پیشین گوئی پر کہ دجال ایک ویرانہ
پر گذرے گا اور اُسکو کہیگا کہ اپنی خزانونکو نکال تب فی الفور سب خزانے اُس ویرانہ سے نکلکر اُس کے پیچھے پیچھے ہولین
گے اخیر تک) اب غور کرو اور دیکھو جغرافیہ اور نقشجات کو کہ جہان جہان آبادی نہین تھی وہان پر آبادی ہوگئی اور
جس زمین مین زراعت اور پیداوار ہی نہین ہوتی تھی وہان پر کثرت سے زراعت اور پیداواری ہونے لگی۔
تمام دفائن اور خزائن زمین سے نکالے جارہے ہین اور طرح طرح کی ترکیبون اور صنعتون سے اور اقسام و انواع
کی تدبیرون سے زمینی فوائد حاصل کئے جاتے ہین اور چونکہ یہ سب باتین بذریعہ کلون کے ہو رہی ہین تو یہہ جملہ کیسا صادق

واب اُس کے انکار مین کوئی معذور نہین ہو سکتا اسکی کچھہ تفصیل ہم سابق مین لکھہ چکے ہین فتذکر
ولاتکن من الغافلین - اب ناظرین کو مطالعہ اس رسالہ سے ثابت ہوا ہوگا کہ جو کچھہ ہمنے شکوک و
شبہات شیخ بٹالوی کے رفع و دفع مین کتاب اللہ و سنت صحیحہ و اقوال سلف و خلف کو محرر کیا
ہے وہ سب نقول حضرت اقدس مرزا صاحب کے صحت اقوال پر شہود عدل ہین اور بٹالوی
کے ثبوت بطالت اور جہالت اور دجالیت کے لئے دلیل کافی و وافی ہین پس مسلمانون کو
چاہئے کہ ایسے دجال کذاب گلٹ ساز جو فروش گندم نما کی صحبت ظاہری اور معنوی سے احتراز
اختیار کرین باقی حقوق اسلام کو اُس کے ساتھہ برتنے مین ہم دریغ نہین کرتے سلام مسنون کرنا
ایجاب اور قبول دعوت اور اُس کے خلف نماز کسی موقع پر پڑھہ لینا اور اُسکی نماز جنازہ بھی پڑھنا
جائز ہے - اگرچہ اُس نے ان سب حقوق کو عملین لانا ہماری نسبت بالکل ناجائز قرار دیا ہے -
؎ نظام بے نظام ار کافرم خواند ٭ مسلمان گویمش اندر مکافات - **قولہ** صفحہ ١٨٦ - الراقم
العاجز سید محمد نذیر حسین یہ حضرت شیخ الکل کا بقلم خود دستخط ہے - **اقول** شیخ بیچارے تو اب
شیخ فانی پیر فرتوت اور مسلوب القوے ہو گئے ہین نہ اُنمین اب ضبط باقی رہا ہے نہ حفظ -
اور اب تو اُنکا وجود باجود مجموعہ ہے - فرط غفلت کثرۃ الغلط وہم اور سوء الحفظ کا پس

بقیہ حاشیہ — آگیا ہے (کہ فی الفور سب خزانے نکلکر اُس کے پیچھے پیچھے ہولین گے) سبحان اللہ
صدق رسول الکریم اور پھر نظر ڈالو اس جملہ اور پارہ حدیث پر کہ دجال اسی قسم کے گمراہ کرنے کی کوشش مین لگا ہوا ہوگا اخیر
جملہ تک یہ کیسا پورے طور پر صادق آگیا ہے کہ تقریر سے تحریر سے مباحثہ سے مکر و حیلے سے روپیہ کھلاکر روپیہ کا
لالچ دیکر عورتون کے نکاح کی طمع دیکر لاکھون کتابون کو مفت تقسیم کر کر اور مال کو پانی کیطرح بہاکر تمام دنیا مین کیسا فتنہ
دین برپا کر رکھا ہے اے میرے دوستو پیشین گوئی کا صدق اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے - اور دیکھو اس پارہ حدیث کو
(کہ مین نے اپنے ایسے بندے نکالے ہین کہ اُن سے لڑنے کی کسیکو طاقت نہین) دیکھو اس قوم کے علوم جدیدہ اور دلائل
فلسفیہ کو کہ سوا اس مسیح موعود کے اُنکے مقابلہ کرنے کی اب کسیکو بھی قوت اور طاقت نہین ہے اور اگر ملکی اور جسمانی طاقت پر
نظر ڈالو تو بھی یہ دونو قومین ایسی زبردست ہین کہ انسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا یہ پیشین گوئی بھی بخوبی صادق آگئی ہے
اور پھر غور کرو اس حدیث پیشین گوئی مین (کہ خدا بھیجیگا یاجوج ماجوج کو اور وہ ہر ایک بلندی سے نکل پڑینگے) روس اور
فرنگ بلندی پہاڑون سے تمام زمین کو دبلتے چلے آتے ہین اور یہی دونون قومین قدیم پہلے زمانون مین اشیاء پر کھلم کھلا ظاہر
ظہور غالب نہین ہو سکین اور ہمیشہ ضعف کی حالت مین رہین اب جہان دیکھو ہا پہر انہی قوم کا تصرف اور تسلط ہے -
مدارس اس گروہ کے علوم اس گروہ کے پیشوا اور حرفتین اس قوم کے ملک اس گروہ کا تجارت اس گروہ کی پھر مین نہین جانتا
کہ سوا انکے ظہور و خروج کے اور یا سننے مین فقدہ غور تو کرو کس غلبہ کے ساتھہ بموجب وعدہ الہی کے اس قوم کا ظہور اور
خروج ہو رہا ہے اور یہ دونون قومین قریب ہے کہ آپسمین بھی لڑ پڑ جاوین کما قال اللہ تعالی وترکنا بعضھم یومئذ
یموج فی بعض - وغیرہ وغیرہ - اب آخری گذارش میری یہ ہے کہ اگر آپ لوگونکو یہی بات پیرا اصرار ہے کہ ہر ایک پارہ اور

بموجب قواعد اور اصول محدثین کے اُنکی روایت اور قول اور فعل کا ایک فقرہ بھی اعتبار نہیں رہا۔ علاوہ بریں یہ کہ اُنکی تضلیل و تکفیر پر تمام علماء عرب و عجم کے اپنے مواہیر ثبت کر چکے ہیں اور اس علاوہ پر علاوہ یہ ہے کہ اُنکا سکہ دعاوات ایک بطال اور غدار کے قبضہ میں ہی وغیرہ وغیرہ پھر یہ فتوے اُنکا جو آیات بینات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور تمام سلف و خلف امت کے مخالف اور معارض ہے کیونکر نافذ و جاری ہو سکتا ہے۔ باقی سائر انام کے علماء نے جو بغیر دیکھے بجائے بعیٹر اجمال کے طور پر اپنی اپنی مواہیر ثبت کر دی ہیں اُنکی فضیلت علمیہ کا اظہار اور نیز جسقدر رسائل شتل کاغذہائے بادی بازیٔ اطفال کے تند باد ہواء نفسانی سے چہار طرف اُڑائے گئے ہیں اُن سب کا جواب کافی و شافی حصہ پنجم علام الناس ملقب بہ ازالۃ الغین المعنوی عن عین مکفر البطالوی میں دیا گیا ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگا وانا المفتقر الی نعم ربہ العلی السید محمد احسن امروہی وکان الفراغ منہ فی نحو شہرین الضعف یوم الثلثاء لعلہ العشرون من شوال سنۃ عشرۃ و ثلث مائۃ و الف الہجریۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ قاعداً و قائماً و ظاعناً و ساکناً ؎

تمت

بقیہ حاشیہ۔ ہر ایک جزو اس حدیث کا اپنے اُن ظاہری معنی پر ہی محمول ہوا ہے جو صرف آپکے خیال و ذہن میں ہیں تو خیر آپ کو اختیار ہے آپ صاحب اُسکا انتظار کریں لیکن بالفعل آپ پر اتنا تو ضروری ہے کہ جو مراد و معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے ہیں اُنکی تکذیب نہ کریں اور انکل ظہر و بطن کو ملحوظ نظر کہیں اور ادیت جوامع الکلم کو یاد کریں تاکہ ایک پہلو پیشین گوئی کا یعنے استعارہ کے طور پر اور روحانی طرز پر بھی صادق ہو جاوے کا استعارہ اور روحانی طور پر کسی پیشین گوئی کے مصداق کو تسلیم کرنے میں کون محذور شرعی لازم آتا ہے اور کون اس تسلیم کو مانع ہے پیشین گوئیاں کچھ متعلق احکام کے نہیں نماز کے ارکان میں داخل نہیں حج کے مناسک سے کچھ تعلق نہیں پیشین روزہ کا کوئی جزو نہیں زکوٰۃ کا کوئی شرط نہیں اصول ایمانیات میں نہیں اور کسی دیگر فریضہ یا واجب عملی کے واسطے شرط نہیں پھر معہذا اگر ہم ان مرادوں کے لینے پر بالفرض خطا پر بھی ہوں تو ہمیں کچھ نقصان نہیں ہے ہاں فائدہ تو ضرور ہے کہ مخبر صادق کی اخبار مستقبلہ کا وقوع ہمنے ایک پہلو سے تصدیق کر لیا اور تمنے اُس مخبر صادق کے اخبار مستقبلہ کے وقوع کی ایک پہلو سے تکذیب کی وبس والحمد للہ اولاً و آخراً تم شرح الحدیث الدمشقی الذی ہو دلیل لنا و حجۃ علیہم ۱۲۔ محمد احسن امروہی۔ محررہ ۵ ذیحجہ ۱۳۱۰ ہجری قدسی ؎

تمت

اطلاع
کتاب ہذا لاہور میں ... کی دکان بازار ... سے بقیمت ... دستیاب ہو سکتی ہیں ؎
(مصنف)